هو القہّار

تاریخ بابل و نینوا

جسمین شہر بابل و نینوا کے حیرتناک واقعات اور انکی تباہی و

بربادی کے تعجبناک اور خوفناک حالات بالتفصیل درج ہین

مترجمہ جناب مولانا محمد علی خان صاحب عرشی

حسب فرمایش سیّد ظہور الحسن موسوی مالک کارخانہ

احسن التجارت دہلی کٹرہ نظام الملک نزد جامع مسجد

GOVERNMENT COLLEGE LAHORE LIBRARY

سنہ ۱۹۰۰ء

رنگین پریس واقع دہلی چھپکر شائع ہوئی

935.2
ت 5852

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ قدیم بابل و نینوا

...عات قدیم کی نتائج سمجھنے کے واسطے اگر یہہ انداز ہ کیا جائے کہ نہایت صریحی طور پر بالکل ...ن گویوں کے بموجب کوئی نہایت ہی آباد اور زرخیز اور وسیع شہر دنیا میں نہایت تہوڑے ...ہ میں برباد اور نیست و نابود ہو گیا ہے تو وہ توریت مقدس اور دیگر قدیمی تاریخوں اور ...ریں مت پرستوں کی زبانی سلسلہ روایات کے موافق شہر بابل ہے۔

شہر بابل کی تعمیرات اور اُسکی ابتدائی شان و شوکت

...اکی بربادی کے بعد دنیا میں اپنی وسعت اور لاثانی دولت مندی اور سرسبزی باشندوں کی کثرت ...لحاظ سے شہر بابل کی آبادی و تعمیر انسانی عقل اور محنت اور کاریگری کی ایک مکمل مثال تہی اِسکی ...ہر پناہ کی دیواریں جو دنیا کی بڑی عجائبات میں سے شمار کی گئیں ہیں اپنی تعمیر اور مضبوطی اور بلندی ...ے اسباب کا نمونہ پیش کرتی تہیں کہ انسانی قوت اور صناعی کی نسبت فطرت کی ہنرمندی زیادہ تر ایسے ...رف ہوئی ہے کیونکہ اُنکی بناوٹ کی طرز و وضع ہی کچھہ اِس قسم کی تہی جسپر ایک سیاح کو فوراً یہ خیال ...سکتا تہا کہ اِنکی تعمیر بالکل انسانی قوت اور کاریگری سے باہر ہے اور محض قدرتی صنعت کاری کا ایک ...یرت انگیز مجموعہ ہیں اِس شہر پناہ کے متصل بیلیس (بعل) کا بتخانہ تہا جسے بعض مورخین نمرود ...موریہ کہتے ہیں اور توریت کے بموجب وہ ایک خاص دیوتا اہل بابل کا تہا گویا تمام بابل میں یہ بت ...ے اور نہایت محترم سمجہا جاتا تہا۔ کم و بیش اِسکی وسعت اور رقبہ ایک میل کے پہیلاؤ میں تہا اور سطح ...ن سے اِسکی بلندی ایک فرلانگ (میل کا آٹھواں حصہ) سے کم نہ تہی اُسکی چاروں طرف نہایت ...ئلم پیلپایوں اور چبوتروں پر اُنہی سامان کے پرزوں اور ٹکڑوں کو بچھا کر ایک ایسا منظر انسان کے ...ے نظر کیا گیا تہا جسپر طرح طرح کے میوہ دار اور پہولدار درخت اور سبزہ اور لالہ و نافرمان اور عجیب و غریب ...ے لگے ہوئے تہے دور سے یہ مصنوعی نباتاتی جنگل ایک معلق باغ معلوم ہوتا تہا اور اِسی لیے

اہل بابل نے اِسکا نام بھی باغ معلق رکھا تھا۔
اِسکے علاوہ دریائے فرات پر جو اِس شہر کے وسط میں سے ہو کر گذرا تھا۔ پتھر کا ایک مضبوط بند شہر کی حفاظت کی غرض سے باندھا گیا تھا جسمیں سلطنت نے بیحد روپیہ صرف کیا تھا اور کچھ شک نہیں کہ بلحاظ اپنی عمدہ ساخت اور عجیب موقع پر داقع ہونے کے یہ بھی شہر کے ایک نہایت دلفریب منظروں میں سے تھا۔ اِس شہر پناہ میں جسکا کسی قدر ذکر ہو چکا ہے ایک سو دروازے نہایت موٹے فولاد کے لگائے گئے تھے جنپر پیتل کے موٹے موٹے پتر چڑھے ہوئے تھے۔
اور شہر کے[1] قریب ہی دریائے فرات سے ایک بہت بڑی مصنوعی جھیل نکالکر شہر کے بعض حصونکی طرف پھیلا دی گئی تھی یہ سب اسباب اور ذرایع ایسے تھے جو انسانی فنا پذیرپتی کے زبردست اور قوی کاریگروں کا ایک عجیب نمونہ پیش کیے ہوے تھے۔ اِسکے علاوہ باشندگان شہر کی سرسبزی و تمول کی یہ حالت تھی کہ اپنی بربادی سے پہلے بابل نے زمانہ کو یہ ثابت کردیا تھا کہ اِس سے زیادہ دولتمند اور آباد اور مرفہ الحال شہر دنیا میں اور کوئی نہیں ہوسکتا ہے۔ اِسکے حکمرانوں کی ذی اقتدار حکومت اور سلطنت بابل کے زمانہ کمال شباب میں اور اِسکی بربادی سے ۱۶۰ برس پہلے تک جو مؤرخ اسطرف گذرے ہیں یعنے جو لوگ کیکاؤس اور اِسکی جرار اور خونریز فوج کے داخلہ بابل سے قبل اِس مقام کی سیاحت کر چکے ہیں انکا یہ خیال بطور پیشین گوئی اِس شہر کی نسبت مشہور ہو گیا تھا کہ یہ شہر کبھی برباد اور کسی زبردست سے زبردست قوت سے بھی فتح نہوگا۔ مگر انکا یہ خیال غلط تھا کیونکہ مختلف پشتوں اور متواتر نسلوں کے گذرنے اور زمانے کے قاعدہ کے بموجب بتدریج یہ نہایت ہی دلفریب شہر بھی نیست و نابود ہو گیا۔ اور آہستہ آہستہ اِس شہر کو زوال نے اِسقدر گھیرا کہ طرفۃ العین میں اِسکی وہ ساری دولت وحشمت فنا ہو گئی اور سوائے سنسان اور عبرتناک ویرانے کے اب کچھ بھی وہاں نظر نہیں آتا ہے اللہ اکبر یا تو کسی زمانہ میں اِس شہر کو بابل اعظم کہتے تھے اِسکے چار و نطرف جاہ و جلال اور

[1] تاریخ پلینی وغیرہ اِس شہر پناہ کے احاطہ کی نسبت مورخین قدیم میں اختلاف ہے۔ ہیرودوٹس کی تحقیق میں بابل کی شہر پناہ کا دور ۴۸۰ فرلانگ کا تھا۔ پلینی اور سولنیس مورخین کے نزدیک یہ محیط رومی میلوں کے حساب سے ۶۰ میل تھا۔ ایک اور مؤرخ قدیم اسٹرابو ۳۸۵ فرلانگ بتاتا ہے۔ اور کسی کے نزدیک ان مورخین میں سے یہ احاطہ ۳۶۰ اسٹیڈیا سے لیکر ۳۶۵ اسٹیڈیا تک تھا اور بعض ۳۶۸ اسٹیڈیا تک بتاتے ہیں۔ میجر اینل کے تخمینے کے بموجب ایک اسٹیڈیا کی مقدار ۴۹۱ فیٹ ہے بلندی ان دیواروں کی ہیرودوٹس مشہور یونانی مؤرخ کی تحقیق میں دوسو کیوبٹ یا تین سو فیٹ تک تھی اور چوڑائی ۵۰ کیوبٹ یا ۷۵ فیٹ تک تھی۔ مگر ایک مؤرخ دکیرتی اِس، کے نزدیک انکی بلندی ۱۳۰ فیٹ اور چوڑائی ۳۲ فیٹ تھی ۱۲

حشمت و شوکت اور دولتمندی کا میلنہ برس رہا تھا اور جب اسکا زوال شروع ہوا تو ایسی پائمالی ہوئی کہ اِس زمانہ میں جو مسافر اسطرف جاتے ہیں اور اسکے خرابوں اور کھنڈروں کو تلاش کرتے ہیں تو مشکل سے اُنکا نشان دستیاب ہوتا ہے۔

جسقدر پیشین گوئیاں شہر بابل اور اُسکے تمام ملک و سلطنت کی بربادی کی بابت توریت مقدس اور دیگر صحائف انبیا میں پائی جاتی ہیں گو اُنکے مضامین میں یہودیوں وغیرہ کی جہالت اور تعصب کے باعث بہت کچھ تحریف ہو گئی ہو تاہم وہ اپنی ابتدائی آبادی سے اِسوقت تک مختلف صورتوں میں پوری ہو رہی ہیں عظمت[1] ملک بابل کی اگر کچھ برابری کر سکتی تھی تو سرزمین کالدیا[2] کر سکتی تھی جو نہایت زرخیز اور حیرتناک دولت و حشمت رکھتی تھی اور جسکے باعث آغاز سنہ عیسوی تک خود بابل کی ناموری کا نشان قائم رہا ہے اور ایک زمانہ میں یہاں کی سلطنت کی ماتحت تمام مشرقی دنیا تھی گویا ایشیا کا کوئی قطعہ اِسکی باجگزاری سے علیحدہ نہ تھا۔

بعض مورخین[3] خود اِس ملک کو جسمیں شہر بابل آباد اور اُسکا دارالسلطنت تھا کالدیا کہتے تھے بہرحال سلطنت بابل اور خاصکر یہ شہر ایک نہایت ہی خوش فضا اور عموماً مسطح اور ہموار قطعہ ارض تھا جسے دریائے فرات اور دجلہ کے پانیوں نے نہایت سرسبز اور کان زر بنا دیا تھا اور بسبب بے حد پیداوار کے دولت و حشمت یہاں کے باشندوں سے قول ہار گئی تھی اِن دریاؤں کے علاوہ اور بھی بہت سے چشمے اور نہریں اور چھوٹی چھوٹی ندیاں تھیں جنمیں سے بعض فرات اور دجلہ سے نکالکر تمام ملک میں پھیلا دی گئی تھیں اور بذریعہ باقاعدہ کلوں کی آبرسانی کے تمام سطح سلطنت سرسبز اور شاداب و مرفہ حال تھا اِن سب حالتوں کے دیکھنے اور اُنپر غور کرنیسے یہ خیال پیدا ہوتا تھا کہ اہل بابل اپنی ہنرمندی اور علم و دانش اور دنیاوی جاہ و حشم کے اور دولت پیدا کرنے میں کیسے کامل اور ہوشیار تھے اور اسمیں شک نہیں ہے کہ ایسی ہی حالت نے انکو اپنی صانع حقیقی کے خوف اور یاد بلکہ اسکی ہستی سے بھی بالکل منکر کر دیا تھا۔

ہیروڈوٹس[4] یونانی مورخ لکھتا ہے کہ بابل کی زرخیزی اور تمول کی حالت جب تک کوئی شخص آنکھوں سے نہ دیکھ لے اسکو سنکر ایک حیرتناک افسانہ یقین کریگا اور اگرچہ سرزمین یونان بھی سرسبزی اور حاصلخیزی میں اپنا عدیل اور نظیر نہیں رکھتی ہے مگر اصل یہ ہے کہ مملکت بابل

[1] کوئنٹس بُت پرست مورخ کی تاریخ ۱۲ [2] ہیریڈگس رائنس ہسٹری وغیرہ اسٹرابو کی تاریخ ۱۲ [3] ریگرم ٹاٹیس رودرسٹ
[4] فریٹسلم لاطینی تاریخ کی عبارت مولفہ پلینی ۱۲

کی سرسبزی اور زرریزی کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتی ہے۔"
بہر حال بابل کی ملکی حالت مذکورہ کے بعد سلطنت موصوف کے انتظامی اور اُسکے دیگر پہلوؤں پر لحاظ کرنا اور اُنکی تفصیل اس موقع پر بلحاظ تاریخ نگاری ضروری ہے۔
سلطنت ایران نے جب کالدیا وغیرہ (بابل) کو فتح کیا ہے تو یہ تمام ملک گورمنٹ ایران کا ماتحت ہوگیا تھا اور اُسکا ایک نہایت معین اور سرسبز جزو سلطنت سمجھا جاتا تھا علاوہ اُن گھوڑوں کی تعداد کی جو ملکی اور جنگی خدمات کی غرض سے سرزمین کالدیا سالانہ طور پر فراہم کرتی تھی بعض اوقات ضروری حالتوں میں اُسنے نشتر ہزار گھوڑے گورمنٹ ایران کی طلب پر ایک دم سے جمع کر دیئے ہیں اور علاوہ ایک معمولی اور واجب خراج کے جو ہر سال اس صوبہ سے سلطنت ایران کو وصول ہوتا تھا ضرورت کیوقت گورمنٹ موصوف اس ملک سے اسقدر آدمی جنگی کاموں کے واسطے بھرتی کرسکتی تھی کہ جو خاص ایران ایسی وسیع سلطنت کی کثیر آبادی سے کہ (ہلس پائنٹ سے ہندوستان تک محیط تھی) فراہم کرسکتی تھی ہیروڈوٹس لکھتا ہے کہ علاوہ شہر بابل کے اُسکے اطراف میں بھی تقریباً دس دس کوس کے فاصلہ پر اور بھی بڑے بڑے چار شہر آباد تھے کلدانی عظمت کا ثبوت صرف اسی سے نہیں ہوتا ہے کہ اُسنے ابتدا میں بڑی بڑی فتوحات حاصل کی تھیں اور نمرود اور اُسکے خاندان کے لوگوں نے تمام ایشیا میں ایک تہلکہ مچا دیا تھا اور بخت نصر کے حملہ بیت المقدس اور اسیرئے یہودیان شام اُسکے ہاتھ سے ہوئی تھی اور نہ اُسکی آخری تباہی اور بربادی سے کوئی اعلےٰ ثبوت اُسکی قوت اور کثرت دولت کا مل سکتا ہے بلکہ اگر ہم سلطنت اسیریا اور اُسکے بڑے بڑے شہروں کی نسبت جو یکے بعد دیگرے مختلف اوقات میں قائم ہوتے رہے ہے تحقیقات اور غور کرینگے تو یہ امر بخوبی دریافت ہو جائیگا کہ بابل اعظم کی تباہی کے بعد ان سلطنتوں نے جیسے جیسے وسیع شہر صرف اُسکی عمارتوں کو کھود کھود کر اُسکے مصالحہ سے آباد کیئے تھے نہایت نامور شہر سیلوشیا جسکے کھنڈرات تک اطراف موصل وغیرہ میں موجود ہیں شہر بابل کی عظمت کی گواہی دے رہے ہیں۔ جو اُسکے کثیر مصالحہ کو توڑ کر اور مختلف سامان عمارت سے سیلوکس نیکیٹر بادشاہ سیریا نے جو اسکندر اعظم کا زبردست جانشین تھا دو سو ترانوے برس قبل سنہ عیسوی کے آباد کیا تھا پہلی صدی عیسوی میں اس شہر کے باشندوں کی تعداد باوجود چند بار برباد ہونے کے چھ لاکھ سے زیادہ شمار کی گئی تھی جو خاص شہر بابل

لہ غرینٹ ستیم لاطینی تاریخ کی عبارت مولفہ پلینی ۱۲

کی آبادی کا دسواں حصہ تھی یہ حالت سیلوکس کے دورہ حکمرانی میں شہر مذکور کے لیئے قائم رہی تھی اور جب پارتھیا قوم میں سلطنت بابل اور شام منتقل ہوئی تو اُنہوں نے سیلوشیا کی بود و باش بوجہ خرابی آب و ہوا اور چند مصالحہ ملکی کے چھوڑ دینے ضرور سمجھی اور آخر اِس حکمران خاندان نے جو اسکندر اعظم کے جانشینوں سے علیحدہ تہا اپنا دارالسلطنت دریائے دجلہ کے محاذی ایک موضع میں منتقل کر دیا جسکا ٹیسیفن نام رکہا گیا تہا۔ شہر مذکور میں پارتھیین قوم کے بادشاہ بوجہ گرم قطعہ ملک پر واقع ہونے کے اکثر موسم سرما بسر کرتے تھے بہر حال شہر مذکور بھی بابل ہی کے مصالحہ سے بنایا گیا تہا۔ اور پارتھیین انجنیروں اور معماروں کو اسکے خراب شدہ مصالحہ اور پتھروں وغیرہ سے جسقدر کافی اعانت ملی اُسکی اتنی مقدار تھی کہ اُنہوں نے بغیر کسی دوسری جگہ کے تلاش کیئے ایسا بڑا اور خوشنما شہر نہایت تھوڑے عرصہ میں آباد کر لیا اور ایک زمانہ میں وہ مقام جو صرف ایک گاؤں تہا اور جسکا نام بھی کوئی نہ جانتا تہا دنیا کے بہت بڑے قدیمی شہروں میں شامل ہو گیا اسکے علاوہ بابل کی بربادی کی بابت جب پیشین گوئیاں پوری ہو چکی تھیں اُنکی چھ صدی کے بعد پھر کلدانی قوم نے اور چند عظیم الشان شہر اسی سرزمین شہر بابل میں بسائے تھے جنمیں سے ارٹی میٹا سب سے زیادہ آباد تہا اور اُسکی وسعت اِس زمانہ کے شہروں میں بہت بڑہی ہوئی تھی اور اسکے علاوہ تمام اُنکی متعلقہ آبادی یعنے جسقدر مواضع اور قصبے اُسکے تحت میں تھے اور قریب قریب آباد تھے وہ بھی صرف بابل ہی کے مصالحہ اور اُسکے کہنڈروں سے کہود کہود کر بنائے گئے تھے یہانتک کہ جس زمانہ میں جولین قیصر روم نے اِس ملک پر حملہ کیا ہے تو بقول گبن مورخ کے یہ وسعت آباد طبعی مع اپنی آبادی اور باشندوں کے ایک نہایت سرسبز اور دولت مند اور مرفہ حال ملک پایا گیا تہا مورخین قدیم لکہتے ہیں کہ زمانہ انبیاء بنی اسرائیل سے یا بابل کی تباہی کے بعد سے اسوقت تک اِس قطع ملک کی جاہ و حشمت اور دولت و عظمت کسی زمانہ میں اسقدر نہیں دریافت ہوتی ہے جیسی خسرو پرویز شہنشاہ ایران کے عہد میں تھی ایک مورخ لکہتا ہے کہ اِس بادشاہ کی بود و باش اور سکونت کی جگہ اکثر مقام آرٹی میٹا یا دستغرد میں تھی جو دریائے دجلہ کے ساحل پر آباد تھے اور خاص دارالسلطنت وسطے اُسکے ٹیسیفن سے شمالی جانب ساٹھ میل کے فاصلہ پر واقع تہا اسکے قرب و جوار کی چراگاہیں بقول گبن مورخ کے بیشمار مویشی اور بھیڑوں اور بکریوں اور مختلف قسم کے پالتو چوپایوں سے معمور تھیں اور تمام سبزہ زاروں اور باغوں میں چکور اور تیتر

۱؎ ہیرودوٹس کی تاریخ لاطینی ۱۲ ۔ ۲؎ پلینی ۱۲ ۔ ۳؎ گبن کی تاریخ سلطنت روم ۱۲

اور طاؤس اور شتر مرغ اور کلنگ اڑتے پھرتے اور اپنا نشیمن رکھتے تھے۔ ۹۶ ہاتھی شاہ مذکور کی خدمت کے واسطے ہر وقت فیل خانہ میں موجود رہتے تھے اور ایوان شاہی کے سامنے چھ ہزار سپاہی جرار کمر بستہ ہر وقت موجود رہتے تھے اِن کے علاوہ بارہ ہزار غلام حبشی اور ترکی خطائی تمام مکانات اور قلعہ شاہی کی حفاظت کرتے تھے خسرو کے شاہی اصطبل میں چھ ہزار گھوڑے اور اسی قدر خچر موجود تھے اور جب کبھی وہ شکار یا کسی ضرورت سے سفر کرتا تھا تو بارہ ہزار بڑے قد کے اونٹوں پر اُسکا ساماں بار برداری لادا جاتا تھا جنمیں خیمے وغیرہ اور اُسکا سامان راحت اور عیش شامل ہوتا تھا اور ادنے قسم کے اور چھوٹے قد بھی آٹھ ہزار اونٹ اُسکے پاس تھے جنسے ضرورت کے وقت مختلف بار برداری کا کام لیا جاتا تھا۔

اور اِسکے علاوہ بعد مال و دولت اور طرح طرح کے خزانے اور دفینے اور بیشمار جواہرات اور عطریات اور بے انتہا مشک و عنبر اور ریشم اور سونے چاندی کے انبار اُسکی ملکیت میں تھے جو ایک سونۃ خانوں میں کہ نہایت عمدہ پتھر کے بنے ہوے تھے محفوظ رکھے گئے تھے تمام مورخ اسپر متفق ہیں کہ یہ سب خزانے اور دفینے اور ایسا کثیر اور بے انتہا سامان جاہ حشم جسے دیکھکر عقل انسانی دنگ ہوجاتی تھی اور جسکے نیست و نابود ہوجانے پر ایک خاص عبرت ہوتی ہے صرف بابل کے فتوحات سے کیکاؤس کو ہاتھ لگا تھا جو ایرانی خزانوں اور سلطنت میں اُس زمانہ سے محفوظ چلا آتا تھا۔

آٹھویں صدی عیسوی میں شہر سامرہ اور ہارونیہ اور جعبریک کی آبادی کثرت کے باعث ایک ہوگئی تھی اِن شہروں میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک جو سڑک گئی تھی وہ اٹھائیس میل کی لانبی تھی کالدیا کی سرزمین میں یہ سب مقام داخل تھے جو ابتدائے آبادی بابل سے اِس زمانہ تک اپنے تمول اور گرم موسم اور دریائے دجلہ اور فرات کی مختلف نہروں سے دنیا میں نہایت محسود زمانہ اور زرخیز قطع آبادی شمار کیے گئے تھے درحقیقت دنیا میں یہ ایسی آبادیاں اور زرخیز شہر تھے جنکا برباد ہوجانا انسان کے ذہن میں بھی نہیں آسکتا ہے اور اِس زمانہ کی حالت کے بموجب اِسمیں شک نہیں کہ سرسبزی کے عام معنوں پر لحاظ کیا جائے۔ تو

مد۱ بعض مورخین یورپ کا قول ہے کہ جسقدر تمول خلفائے بغداد کو حاصل تھا یہ ایک نمونہ سلطنت بابل کی ثروت اور دولتمندی کا تھا اور بہت سی باتوں میں صرف الف لیلہ کے قصوں کے اعتبار پر یہ لوگ بڑے تعصب کے ساتھ خلفائے بغداد کی طرز حکومت کو سلطنت کفار بابل سے تشبیہ دیتے ہیں ۱۲ مترجم

تک دنیا میں کوئی اور ملک اسکے برابر سرسبز اور آباد نہیں دریافت ہوتا ہے۔

شہر بابل کی آبادی کی ابتدائی اسباب اور اُسکی نسبت مختلف پیشین گوئیاں

سرزمین کلدانیہ (کالدیہ) اور بابل کی بربادی کی نسبت صدہا پیشین گوئیاں ہوتی چلی آتی تہیں اور انسانی نسل کا ایک بہت بڑا سلسلہ پشت در پشت اُن پیشین گوئیوں کے اظہار اور شمار کو محفوظ کرتا چلا آتا تہا جو آخر کار ایک زمانہ میں اپنے نتیجہ کے نمودار کرنیکے واسطے مکمل ہوگئیں اسمیں کلام نہیں ہے کہ فیصلہ ہائے آسمانی یا خدا کی پیشگاہ سے جو انصاف ہوتا ہے یا جس کسی امر کا تصفیہ درگاہ احدیت سے ہوتا ہے وہ محض اس قسم کے نتایج کا سبب یا باعث ہی نہیں ہوتا ہے اور نہ سرسری اور معمولی ہوتا ہے بلکہ واقعی اور نہایت تحقیقی اور حد درجہ با اصول اور یقینی ہوتا ہے اور اسی کی مثل یہہ فیصلہ بہی ہے جو سرزمین بابل کے واسطے طرفۃ العین میں ظہور پذیر ہوگیا سچ پوچہیئے تو باشندگان کلدانیہ یا کالدیہ اور بابل کے واسطے نہایت منصفانہ یاداش اس اسباب سے زیادہ موزوں انسان کے خیال میں نہیں آسکتی اور جو بغور فکر اور خیال کرنے پر ہر قائل معاد اور ایماندار کے لیئے تازگی ایمان اور اُسکی ایک نہایت ہی مؤثر تاثیر عبرت کا باعث مثل اسکے ان پیشین گوئیوں کو یہاں بیان کیا جائے۔

یا ان واقعات کا ذکر کیا جائے جو بربادی بابل کی تحویل سلسلہ سے متعلق ہیں یا ان حالات کی صراحت اور تفصیل بہی اسموقع پر ضرور ہے جنکے باعث خاندان نمرود اور بخت نصر اور انکے بعد صدیوں تک فرمانروایان بابل جو دیگر اقوام سے ہمیشہ حالت مصیبت اور بربادی میں رہے اور جسقدر اکثر بادشاہوں نے اسبات کی کوشش کی کہ سرزمین بابل میں کوئی ایسا منظر قائم کیا جائے جو اسکی قدیم شان وشوکت کا نمونہ ہو اس سے زیادہ عجیب انقلابات نے اسکی عمارتوں اور نہ صرف قدیم بلکہ جدید آثار تعمیرات انسانی کو ایک عجیب راستہ معدومی پر ڈالدیا تہا یہ ایک حیرتناک امر ہے کہ کس طرح نہایت ہی اندازہ کے ساتہ یہ بربادی اس طبقۂ انسانی پر اسکی یادگاروں کی وقتاً فوقتاً ہوتی رہی ہے جو زندگانی ظاہری کی آراستگی میں لاثانی طور سے مصروف تہا اور جسکا یہ خاص اصول حیات تہا کہ عیش وراحت دنیا صرف انکو زندہ رکہہ سکتی ہے بہرحال جسقدر بربادی ہوئی اسکے اسباب سے آگاہی قدیم تاریخوں کی ذریعے بخوبی ہوسکتی

یہاں یہ کہنا ضرور ہے کہ ایسے بدکاروں کے لیئے جو کچھ فیصلہ کیا گیا اور جو معدومی انہیں حاصل ہوئی وہ انکے کیفر کردار کے واسطے ہونی ضروری تہی۔ کیونکہ اِن نہایت ہی مغرور اور حد درجہ خدا فراموش طبقہ مخلوق سے جزو ایمان بالکل سلب ہو گیا تہا اور نہ صرف شدید بت پرستی بلکہ مادہ پرستی اور خود پرستی اور ایکے علاوہ بجد فضائل ذمیمہ یعنے عالمگیر زناکاری اور اُسکے فرمانبرداروں کی نہایت ہولناک اور خونریز مظالم جنکو سُنکر رونگٹے کہڑے ہو جاتے ہیں۔ تکبر۔ اور معاملات خداشناسی میں عام سرکشی اور بتمردی۔ طرح طرح کی سفاکیاں اور ہزارہا قسم کے عیوب بطور ہنر اس ملک اور قوم بلکہ اِس تمام طبقہ میں جہاں جہاں اہل بابل کی حکومت رائج تہی۔ اور ایک عجیب سلسلہ پیدایش میں مختلف نسلوں اور بیشمار پشتوں کے گذرتے رہنے سے استحکام حاصل کرتے جاتے تہے گویا یہ سب نقائص جوہر آئینہ ذات انسان کے واسطے عیوب میں داخل رکھے گئے ہیں گویا اِس گروہ کی طبیعت ثانیہ ہو گئی تہی۔ لہذا غیرت الٰہی اور دریائے حمیت قہاری کا یہ مقتضا ہر طرح نہایت موزوں وقت پر ہوا کہ یہ لوگ تباہ و برباد اور انکا ملک اور سامان سلطنت قہر خداوندی سے دفعتاً نیست و نابود ہو گئی جو پردۂ عالم پر جبتک دنیا قایم ہے اپنی بربادی کی یادگار اہلِ ہنود عام کے دلوں پر قایم رکھینگے۔

اُنکی بُت پرستی اسقدر ذلیل اعتقادات اور سراسر غلط اصول سے مرکب تہی اور ایسی مہمل اخترا مذہبی کا معدن تہی یا اُنہوں نے مذہب کے نام کو اپنی نہایت متنفر اور حد درجہ وحشیانہ اور حیوان خصلتی اور نہایت خبیث ذاتی جذبات اور فضول اور لغو ایجادوں اور اختراعوں میں ایسا مخلوط کر دیا تہا کہ انکی عالمگیر طور پر شایع اور رائج ہونے کی باعث انکا مذہب مہلک اور وحشیانہ رسم و رواج کا خزانہ ہو گیا تہا اور اسدرجہ مضرتناک اور خراب نتیجے اِس سے پیدا ہونے لگے تہے کہ خود کافر اور بُت پرست قدیم مورخین نے جنمیں ہیرودوٹس یونانی اور اسٹرابو وغیرہ شامل ہیں اہل بابل کی اِس مادہ پرستی اور نہایت متکبرانہ اور ذلیل طرز زندگی اور عام طور سے انکی مذہب کو سخت سے بُرا کہا ہے اور بوجہ تحریک تہذیب انسانی کی نہایت غصہ اور نفرت کے ساتہ انکی نہایت مذموم اور قابل نفرت اعتقادات پر نکتہ چینی کی ہے اگرچہ اہل کالدیہ یا کلدانیں یعنے ساکنین کشور بابل میں دولتمندی اور ثروت کی انتہا نہ تہی جسکے ذریعہ وہ عجیب سیر چشمی اور عالی حوصلگی کا اظہار وقتاً فوقتاً اخراجات میں کرتے رہتے تہے مگر ابر سایہ جلال و رحمت کبریائی کا اثر جس سے لازوال برکتیں پیدا ہوتی ہیں اور جی اعدر

انسانی وجود پر خاص مراحم کا اختصاص ہے ذرا بھی نہ تہا وہ تمام تر خدائے ذوالجلال کے وجود سے غافل اور جاہل تہے اور اسکی قدرت بالغہ اور ارادت کاملہ کے منکر تہے اور بالکل انسانی مخترعات موہومی اور بشری کاریگریوں اور صناعیوں پر حقانیت مذہب کے اعتبار سے شیفتہ اور دلباختہ تہے اور جو کچھ انسان اپنے ہاتہہ سے بنا سکتا ہے وہی اہل بابل کے نزدیک از روے مذہب قابل احترام تہا اور اسکی عظمت تمام سطح مملکت شنار دارض اسیریا پر محیط تہی جو آخر ایک قسم کی ایسی نیستی وتباہی کا باعث ہوئی کہ اس سے زیادہ مناسب انکی بت پرستی کی یاداش اور انکے مظالم کے دل ودماغ کی خرابی اور گوشمالی کی تدبیر تصور میں بہی نہیں آسکتی اور یہ تباہی بالکل بموجب تحریر کتب انبیا وصحایف سماوی سابقہ ایک خاص حکم الٰہی کی تکمیل ہوناتہی جو حضرت اشعیا نبی کے ذریعہ ان الفاظ میں ظاہر کیا گیا۔ یہہ حکم بیشمار فقرات میں انبیاء سابقین اور رہبانین یہود کے ذریعہ ابتک توریت اور دیگر صحائف میں جو اسوقت تک نیرنگی ودستبرد زمانہ سے محفوظ اور مجموعہ کتب عتیق میں چلی آتی ہیں موجود اور بجنسہ مندرج پایا جاتا ہے۔ ہم آگاہی ناظرین کتاب کے واسطے اسکا خلاصہ اس موقع پر درج کرتے ہیں اور یہ یقین دلاتے ہیں کہ مورخین قدیم نے بہ نتیجہ اپنی تحقیقات بربادی اپنی تاریخوں میں وقتاً فوقتاً لکہی ہے اُنکو بہ لحاظ ... حالات بربادی شہر بابل کا بل نطابق ہے۔

حکومت وشہر بابل کی بربادی کی نسبت انبیاء کرام سابقین کی پیشین گوئیاں

وہ ایک عالم کی آواز بطور ایک بڑے مجموعہ صداہائے انسان یا بادشاہت اقوام کی ایک متحدہ اور مجموعی آواز کے بلند ہے۔ رب الافواج نے لڑائی کے لیئے جرار فوج کو جمع کر دیا ہے نہایت کثیر اقوام اور لشکر عظیم ایک دور ودراز قطعہ ارض کنارہ دنیا سے یا کنارہ آسمان سے بحکم قاہرہ رب الافواج چلی آتی ہیں اور اُسکے غصے اور قہر کے اسلحہ انکے ساتہہ ہیں اُس دن کو اک ذرا غور کر جبدن رب الافواج اس سرزمین کی بربادی اور نیست ونابود کرنے کے واسطے نہایت قہر و غصہ کے ساتہہ آئیگا وہ گنہگاروں کو قبل اسکے کہ اس سرزمین سے جلا وطن یا فرار ہوں برباد کرے اُنکو مچھلی کے انڈے کی مثل شکار کروں گا اور اس بہیڑ کی طرح اُنکو گرفتار کرونگا جسے کبہی انسان نے نہ گرفتار کیا ہو۔ جو شخص ان فوجوں کے مقابل میں پایا جائے گا وہ پیوند زمین کر دیا جائے گا۔

اور ہر ایک شخص جس سے اہل بابل کا مقابلہ ہو وہ تلوار سے اُنکو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیگا۔

میں اہل میڈیا کے خلاف ہنگامہ برپا کروں گا اِن کی محلات کو ویران کر دوں گا اُنکی سامان سلطنت نیست و نابود ہو جیے انکے غرور اور سرکشی خاک میں ملا دونگا نہ اُنکی چاندی محفوظ رہسکیگی اور نہ طلاے احمر اور جگمگاتی ہوئے جواہرات میں کوئی چلا اور تابندگی پیدا کر سکیگا۔ ہر طرف ویرانی کو میں اپنے قہر سے مسلط کر دوں گا قومیں اور بیشمار انسانی گروہ اِن لوگوں کی زندگی خاک میں ملا دینگی جو خداے رب الافواج سے سرکشی کرتے ہیں اور جو بیل اور سیٹابر کی پرستش میں اپنی دِن رائگان کرتے ہیں۔ انکی کمانین نوجوان آدمی توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالینگے اور انکے بچوں پر جو ماؤں کے پیٹ میں بہی ہونگی کوئی رحم نکیا جائے گا اور نہ اُنکی آنکھیں چھوٹے چھوٹے بچوں کو زندہ چہوڑینگے۔

سرزمین بابل جو تمام سلطنتوں کی عظمت اور اہل کالدیہ کی خوبصورتی اور زینت و دیبایش ہے اسکی حرمت اور عزت اور جلال و شوکت اور خوبی اسطرح نیست و نابود کردی جائے گی جسطرح خدا قاہر و قادر مطلق نے شہرہائے سدوم اور عمورا کو لوط نبی کے عہد میں برباد کر دیا تہا۔ اور اِسکے باشندے نیست و نابود اور فنا ہو گئے تہے۔

اسمیں کبہی سرسبزی اور آبادی نہونے پائے گی اور اگرچہ پشتیں اور نسلیں گذر جائینگی مگر اسمیں آباد اور کسی قسم کی عمارت نہ بنیگی اور نہ عربی خیمے اِسمیں آئندہ نصب ہوں گے۔ اور نہ گڈریے اِسمیں اپنے گلّے چرانیکے واسطے لاینگے بلکہ جنگلی درندے اور وحشی چوپائے اسکی سرزمین پر لوٹتے پہرینگے اور حد درجہ کی افسردگی اور غمگینی اسپر مسلط اور معمور ہوگی۔ ہر جگہ اسمیں جغد و بوم کا مسکن اور نشیمن ہوگا اور بہوت پلید اور پلیڈ یاد بابل کے بُت پرستوں کا ایک نہایت پیارا دیوتا تہا جسکا نصف بدن شیر اور نصف بکرے کی صورت میں ہوتا تہا، اُلٹے ہو کر ناچ میں مصروف ہوں گے اور نہایت درست جنگلوں کے درندے اور ویران خرابہ کے پرندان گہروں میں جہاں اسوقت نہایت بدکار اہل بابل نشہ عشرت و عیش میں مدہوش ہیں شور و غل مچاتے پہرینگے اور چہپکلیاں اور بچھوؤں اور نہایت کثیر تعداد میں حشرات الارض اور بڑے بڑے اژدہے اور شیطان انکے نہایت ہی عالیشان اور آراستہ اور بازیب و زینت محلات اور ایوانوں میں سکونت اور بود و باش اختیار کرینگے بلکہ یہ ضرب المثل بخلاف شاہ بابل کے اختیار کر لینی چاہیئے اور کہا جائے گا کہ کس طرح ظالم اور بدکار جو بابل کی دیواروں کی اندر زناکاریوں اور بت پرستی میں مصروف تہے نیست و نابود اور برباد ہوگئے

کس طرح طلائی شہر بابل بے نام ونشان کر دیا گیا۔
تمام سامان عیش وطرب اور اسباب لہو ولعب ویرانوں اور قبرستانوں میں بند ہیں اور سوائے جھینگروں کی آواز کے صدائے بربط وسرود کا نشان ہی نہیں ہے۔ کیڑے مکوڑے تیرے جسم میں پھیل جائینگے اور نہایت چھوٹے چھوٹے کیڑے تجھے ڈھانپ لینگے۔ تو دوزخ کے نہایت عمیق غار میں ڈالدیجائیگی اور تیرا قبرستان ایک نہایت مکروہ اور اندوہناک منظر کا نمونہ ہوگا۔ میں بابل کی آبادی اور اسکے اطفال یعنے اسکے بیٹوں اور بھتیجوں اور شوہروں اور بھائیوں کا نہایت قہر کی اسلحہ سے قلع وقمع کر دونگا۔ یہ رب الافواج فرماتا ہے۔ میں بابل کی آبادی کی خاک دوزخ کے ساتویں طبقے میں ڈالدونگا۔ میں اسیر سیلاب آب کی تلخی اور نہایت مصیبت انگیز گرداب محیط کر دوں گا تمام سرزمین بابل بربادی اور پائمالی کے واسطے اپنے دور ودراز کے اقوام کے حوالے خاص کر دی ہے۔
میں ایک دم سے اسیر تباہی کی جھاڑو پھیر دونگا اور جسطرح کوڑا کسی اچھی جگہ سے صاف کیا جاتا ہے میں تمام دولتمندی اور ثروت اور سرسبزی بابل کو جھاڑ دونگا۔ نہایت جلال اور جبروت کی بیٹی بابل کی آب وتاب اندوہگینی اور پائمالی سے بدل جائے گی اسکے بچے کیڑوں کے غذا کر دیئے جائینگے اور اسکے مکانات پر میں ان اقوام کو مسلط کر دوں گا جو دشمن کی انکو مسمار کر کے نیست ونابود کر دینگے اور پھر ایسی پائمالی ہوگی کہ اے دختر کالدیا تیرا نام ونشان بھی لوگونکو نہ ملسکیگا۔ رب الافواج فرماتا ہے۔ بابل کا زوال حتمی ہے اور اسکی بربادی اور تباہی ضروری ہے اور اسکی سب محبت اور مورتیں نیست ونابود کر دیے جائینگی اور وہ انکو خاک میں ملا دیگا۔ رب الافواج فرماتا ہے کہ میں تجھپر تیرے دریاؤں کو بہاؤں گا اور یہ فرماتا ہے کہ بیکا گا میں سیراگذر رہا ہے اور میری ہر طرح کی خوشنودی کا پابند ہے اور میں بادشاہوں کی کمروں کو اور کھلے ہوئے دروازوں کے سامنے کھولوں گا۔ اور یہ پھاٹک کبھی بند نہ ہونگے بیل (بابل کے بت پرستوں کا بت بزرگ) سرنگوں کر دیا جائے گا۔
نیچے اُتر اور دختر کالدیا اور تاریکی وظلمت میں مقیم ہو اور گرد وغبار میں سکونت اختیار کر۔ اے بابل کی دختر دوشیزہ زمین پر بیٹھ جا اب تخت زریں تیرے واسطے نہیں ہے۔ اے دختر کالدیا۔ خاموش ہو کر بیٹھ جا اور تاریکی اختیار کر لے کالدیوں کی بیٹی کیونکہ تو اب سلطنتوں کی بیٹی زیادہ عرصہ تک نہ کہلائے گی۔ تو کہتی تھی کہ میں ہمیشہ کے واسطے خاتون ملک رہوں گی اور تمام سرزمین بابل جہاں جہاں بلیس کا نام اعزاز کے ساتھ لیا جاتا ہے میں شامل رہوں گی۔ رب الافواج

بصد قہر و جلال فرماتا ہے کہ بابل کی ہر ایک چیز نیست و نابود کردی جائے گی۔ میں سرزمین کالدیا کو سخت سزا دونگا اور اسکی ایک نہایت ہی ہولناک دوامی بربادی ہوگی اور میں اپنے سب احکام اور الفاظ کی اس سرزمین پر تعمیل کراؤنگا جو اسکے خلاف میرے ظاہر کیگئے ہیں اور یہہ سب اس کتاب میں لکھا ہوا ہے جسمیں یرمیاہ نے اقوام بابل و کالدیا کے خلاف پیشین گوئی کی ہے۔

رب الافواج نے بابل کی تباہی کی بابت نہایت سچے احکام نازل کیئے یرمیاہ کی معرفت یہ ارشاد فرمایا ہے موکہ تو اقوام میں اپنے کو ظاہر کر اور عام اطلاع دے اور نہایت گرمجوشی کے ساتھ تہ دل سے مستعد ہوجا اور عام میں اس حکم قاہرہ کی اشاعت کر اور ہرگز پوشیدہ نہ رکھہ۔ اور پکار کر اور چلاّ کر کہدے کہ بابل ضرور میڈیا والوں کے ہاتھہ سے فتح کرلیا جائیگا کالدیا کے باشندے موذی درندوں کی طرح قتل ہوجائینگے۔ بیل نیست و نابود ہوگا اور اسکا مندر توڑ کر خاک میں ملا دیا جائیگا اور آگ اسکو جلادے گی کہ اس سے زیادہ کوئی شے دنیا کی نہ جلائی گئی ہوگی۔

میروڈیچ کے تبخانے اور ایوان کے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے جائینگے اور اسکی مسماری پر تمام دنیا کو عبرت ہوگی اسکی تمام مورتیں توڑ ڈالی جائینگی۔ ملک کے شمالی جانب کے اسطرف اور بہت دور اسطرف سے اسکے خلاف ایک خونخواری آنے والی ہے وہ رب الافواج کے حکم سے آئیگی جو اسکی سرزمین اور مکانوں اور کھلیانوں اور تمام ذیحیات جسموں کو نیست و نابود اور مسمار اور فنا کردیگی۔ کوئی بھی عمارت اسمیں باقی نہ رہنے پائے گی۔ اسکی دلاور جوان جو اپنے نیزوںکو صفوں میں بلند کیئے ہوئے ہوں گے تمام سرزمین بابل کو جنبش دیدینگے اور متزلزل کردینگے اور دونوں یعنے انسان اور حیوانوں کو متفرق اور منتشر کردینگے۔

بس اک ذرا ٹہر کر سُن میں خود بابل کے خلاف شمال ملک سے نہایت سخت اقوام کے ایک بڑے گروہ اور جماعت کے بلانے کا سبب ہونگا اور وہ بابل کے خلاف ہر بات کو اپنا فرض سمجھیگی اور شہر پناہ بابل کی دیواروں تک قتل کرتی چلی آئے گی اور بابل کا اسطرح محاصرہ کرے گی کہ بخت نصر کی اولاد غافل رہیگی آخر بابل اس قوم کے گھوڑوں کی ٹھوکروں سے پامال کیا جائے گا۔ انکے تیر اور نیزے ایسے ہوں گے جو کیسی نہایت طاقت دار اور تجربہ کار سپاہی کے ہوتی ہیں کہ وہ ہرگز فضول اور بے نتیجہ نہ پھینکے جاینگے اور سرزمین کالدیا بالکل برباد ہوجائیگی اور اسکی بربادی مستحکم ہوگی۔ اس طرح رب الافواج فرماتا ہے۔ دیکھہ آخرترین حال اقوام کا کہ وہاں بالکل ہی بربادی ڈالدی جائے گی اور ہر طرف کھنڈروں کا جنگل اور ایک عبرتناک ویرانہ

ہوجائے گا۔ وہ ایک نہایت خشک اور بے آب وگیاہ زمین کردی جائے گی جو ایک ہولناک
تباہی کا نمونہ ہوگی کیونکہ رب الافواج کا غضب وقہر کبھی اسکو آباد ہونے دیگا بلکہ وہ تمام برباد
اور نیست ونابود کردیا جائے گا یہانتک کہ اگر کوئی آیندورروند اسطرف جانکلیگا تو وہاں کی
پامالی اور بربادی دیکھکر متحیر ہوگا اور ششدر رہجائیگا۔ اسکی بنیاد نیست نابود اور پامال کردیجائے گی
اور اسکی دیواریں گرکر سرنگوں ہوجائینگی۔ کیونکہ رب الافواج کی یہی مرضی ہے اور یہ مرضی اسپر
صرف نافذ ہونی چاہیئے۔ کیونکہ اسنے جو کچھ کیا ہے وہ نہایت گناہگاری کا نقصان ہے جسکی پاداش
اسکے سامنے اسیطرح آجانا چاہیئے۔ زراعت کو بابل سے کاٹ لینا چاہیئے اور فصل خریف میں
اسقدر درانتی چلانی ضرور ہے اور عام خونریزی اور شمشیرزنی کے خوف کی وجہہ سے اسکے باشندے
اپنی قوموں اور خاص اپنے لوگوں میں پھرتے پھرینگے اور وہ اپنی خاص زمینوں میں فرار ہوجائینگے
اے ایرانی باتاج وتخت ارض میراہتھم کے خلاف آگے بڑہجا اور یہانتک اسکے خلاف اور نیز
باشندگان شہر کے بگاڑنے کی مخالفت کرکہ وہ انکے بعد بالکل ویران ہوجائے۔ اس سرزمین
سے لڑائی اور ہولناک معدومی اور عظیم الشان بربادی کی آواز بلند ہے تمام جہان کا بسولا
کسوقت اسکو قلع وقمع کرے گا اور اقوام میڈیا کے ہاتھوں کسوقت کالدیا اور بابل اعظم کی بربادی
اور تباہی ہوگی میںنے تیرے واسطے ایک جال پھیلا رکھا ہے اور اے سرزمین بابل تو اسمیں
پھنسکر بے قابو کردیجائے گی اور اس گرفتاری کی تجکو بالکل خبر نہ ہوگی تیرے سنہری کلس
اور مستحکم شہر پناہ حملہ آوروں کو پناہ دیگی اور دریائے فرات تیرے بیٹے سمندر کی موتوں میں غارتگری
پر آمادہ ہوجائے گا بیلس جو ایک مردہ پتھر یا ایک نہایت ناپاک ذات میں سے بیل شمشیرزنی
گھڑکر بنایا ہے سرنگوں کردیا جائیگا اور اسکی ذلیل پرستش ہمیشہ کیواسطے صفحہ دہر سے معدوم
کردیجائے گی نیز نمرود کو دیکھنے والے عبرت کی نظر سے دیکھینگے اور اسمیں ہرطرف سانپوں
اور چغد وبوم اور ویرانی کا مسکن ہوگا اے دختر کالدیا تو تلاش کرکے گرفتار کرلیجائے گی اور
تیرے حسن وجمال پر کسی کو رحم نہ آئیگا اور اسکی وجہہ یہ ہے کہ تو نے رب الافواج اور ملک الملوک
کے خلاف ہمیشہ اپنا طرز عمل رکھا ہے۔

رب القدیر نے اپنا سلح خانہ کھولدیا ہے اور اپنے قہر کا ہتھیار بلند کردیا ہے۔ کیونکہ سرزمین کالدیا
کے لیئے رب الافواج کا یہی کام ہے نہایت دور سرحد کے اسطرف سے آؤ اور اسکے خلاف
اے ایران کے سپاہیو اسکے خزانوں اور تمام ذخیروں پر قبضہ کرلو اور اسکے اوپر خاک ڈالدو

اور اسکو یہانتک برباد کرو کہ اسکا نام نشان تک نہ باقی رہے - تیر اندازوں سے یہ کہدیا جاے
کہ وہ بابل کی مخالفت کرین اور اپنی کمانیں اسکی طرف کردیں اور اسکے گرد اپنی فوجین جمادیں
اسکے باشندوں میں سے کوئی شخص نہ بچ پاوے اسکی تمام حالتوں میں تبادلہ کردینا چاہیئے کیونکہ
اسنے خدائے قدیر کے خلاف سب کام کئے ہیں اور اپنے تکبر اور سرکشی میں یہ ہر وقت خوش رہتے
تھے پس اسکے خلاف وہ خدا جو اسرائیل کا خدا ہے اور مقدس خدا ہے اپنا قہر نازل کرے گا -
اسکے نوجوان اسکی سڑکوں پر گر جائینگے اور اسکے سب باشندے جو لڑائی کے قابل ہوں گے
اسدن اچانک قتل اور نیست و نابود کردیے جائینگے - اسطرح رب الافواج فرماتا ہے دیکھ میں
تیری مخالفت اور دشمنی پر ہوں - اے سرزمین بابل تو بہت مغرور ہوگئی تھی - کیونکہ میرا حکم ہے کہ
جو غرور کرتا ہے وہ ضرور ٹہوکر کہا کر گرتا ہے اور اسکو پہر اٹھنا نصیب نہیں ہوتا - اور میں اسکے
شہروں اور قصبوں میں آگ لگا دینے والا ہوں میں اسکے باشندوں کو خاک میں ملا دینے والا
ہوں - میرے قہر کی تلوار اسکی ہر ایک شے پر بلند ہے - میرے قہر کی آگ تیری زمین کو جلا دیگی
اور تیرے تمام اطراف میں پہیل کر تجکو نیست و نابود کردے گی - اہل کالدیا پر ایک تلوار آگ
اور خون کا مینہ برسا رہی ہے - اس طرح رب الافواج فرماتا ہے اور علے ہذا بابل کے سب رہنے
والوں پر تلوار ہے اور اسکے حکما اور تمام دانشمندوں اہل ہنر و دانا صالح آدمیوں اور شاہزادوں
کے لیئے بہی اب تلوار کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہے - تلوار ہی انکے وکلا پر کہنچی ہوئی ہے
اور تلوار ہی اسکی شہزوروں اور طاقتمند سپاہیوں پر سایہ افگن ہے اور تلوار ہی انکے گہوڑوں اور
انکے چرہتوں اور اُن لوگوں پر ہے جو اسکے وسط میں بود و باش رکہتے ہیں - وہ سب مرد
جو ہتیار بند اور لڑائی میں مشہور ہیں ایرانیوں کے مقابل میں عورتوں کے مثل ہو جائینگے اور
اسکے خزانوں پر تلوار ہے اور وہ لوٹ لیئے جائینگے اسکے خیمے پامال کردیے جائینگے - کیونکہ وہ
بتوں اور ناپاک مورتوں کی پرستش کا گہر ہیں یہ سب چشمے خشک کردیے جائینگے جنسے دختر بابل
سیراب ہے - یہ چشمے اسکے بتوں پر بہنے لگیں گے ویرانوں اور غیر آباد مقامات کے درندے
اور وحشی چوپائے اور جنگلی جانور اور جزائر کے حیوانات اسمیں سکونت اختیار کرینگے - اور چغد و الو
کا اسمیں نشیمن ہوگا اور وہ ہمیشہ کیواسطے غیر آباد اور ویران رہیگی اور اگرچہ نسلیں اور پشتیں گذر جائینگی
مگر وہ آباد نہوگی -
جسطرح کسی زمانہ میں ارض سدوم و عمورہ کو خدا نے برباد کردیا ہے اسطرح رب الافواج ارشاد فرماتا ہے

کہ سرزمین بابل کی یہی اسقدر بربادی اور پامالی ہوگی کہ کوئی انسان ہمیشہ کے واسطے اسمیں
سکونت نہ کریگا اور نہ کسی زمانہ میں نسل انسانی اسمیں عمارت بنائیگی ۔ دیکھہ ایک عظیم الشان گروہ
انسان شمال کی طرف سے آئیگا اور کنارہ زمین سے متعدد بادشاہ اور عظیم الشان اقوام اسطرف
حملہ آور ہوں گے ۔ وہ اپنی کمانیں اور نیزے اسطرف اٹھائے ہوں گے ۔ اور وہ نہایت سختی کرینگے
اور انکی طرف سے رحم کا مطلق ظہور نہوگا اور انکی آوازیں سمندر کے پانی کے غراٹے کی طرح تمام
سرزمین بابل میں گونجتی پہرینگی اور وہ گھوڑوں پر سوار ہوں گے اور ہر ایک انمیں سے صف باندھے
ہوئے ہوگا کہ جسطرح لوگ لڑائی کے لیے جاتی ہیں ۔ پس اسطرح اے دختر بابل وہ تیرے خلاف
حملہ آور ہوں گے ۔ بابل کا بادشاہ انکے حملہ اور یکایک انکے داخل ہونے کی اطلاع پائے گا مگر
اسکی عقل سلب ہوجائے گی اور اسکے ہاتھہ موم کے ہوجائینگے اور وہ اپنی بیدست و پائی سے کچھہ نکرسکیگا
اسکی حالت نہایت اندوہناک اور جگرسوز ہوگی اور حملہ آوروں کے قابو میں آجانے اور اپنے
قتل ہونے کی سامان دیکھہ کر وہ اسطرح ڈکرائیگا جسطرح زچا دردزہ کی تکلیف سے ڈکراتی ہی
دیکھہ وہ بلندی جابروں کی طرف سے شیر کی طرح اس ملک میں جسکی آبادی بکثرت اور مستحکم ہے
یورش کریگا مگر میں انکو فتح کے بعد پورا غلبہ اور کامل تسلط دونگا اور ایک ایسا شخص جو چکی کیطرح
گردش کرتا رہتا ہے میں اس ملک پر مسلط کرونگا کیونکہ وہ میری مرضی کا پابند ہے اور وہ
جو میرے واسطے وقت مقرر کریگا ۔ اور وہ ان سب کی جو میرے سامنے موجود ہیں گلہ بانی کریگا
رب الافواج کا مطلب بابل کی بربادی ہے اور کالدیا کو بالکل تباہ اور پامال کردینا ہے کیونکہ
اسکی بربادی کا زمانہ قریب آگیا ہے اور میں بابل میں پنکھا جھلنے والے بھیجوں گا جو اسپر پنکھا
جھلینگے اور جو دن مقرر ہوا ہے اس دن وہ سرزمین ناپاک بت پرستوں سے بالکل خالی
ہوجائے گی اور اسطرح سرزمین کالدیا میں بربادی چھا جائے گی اور اسکے باشندے سڑکوں
پر مقتول پڑے ہوں گے ۔ ارض بابل یکایک زوال پذیر اور برباد ہوجانیوالی ہے وائے آپکی
حالت پر اگر اسکی صحتیاب ہونے میں یقین ہو تو اسکے واسطے روغن بلبسان (نوشدارو) کا استعمال
کراؤ ہم بابل کو شفا دینی چاہتے تہے مگر وہ خود اپنی صحت سے نفرت کرتی ہے وہ بیماری اور مصیبت
پر عاشق ہے وہ اپنا اچھا ہوجانا نہیں چاہتی ۔
رب الافواج شاہان میڈیا کی روحوں کو اٹھائیگا جو بابل کی مخالفت کرینگے اور اسکو تباہ و برباد
کردینگے اے دختر بابل تونے بہت بلکہ بیحد خزانہ جمع کیا ہے ۔ تیرا اور تیری طمع اور حرص کا آخر زمانہ

وقت قریب آگیا ہے۔ رب الافواج خود مسلح ہے کہا جاتا ہے۔ اِس حکم کو یقین کے ساتھ سمجھے
کہ میں ایسے آدمیوں کے ساتھ تجھپر حملہ کرونگا جو ٹڈیوں کی شکل ہیں اور وہ تجھپر مقابلہ میں غالب آجائینگے
دیکھ میں تیرے مخالف ہوں اے قابل بربادی کوہ دجال بابل رب الافواج فرماتا ہے
جو سب زمینوں کا تباہ کرنے والا ہے اور میں تجھپر اپنا ہاتھ مسلط کروں گا اور تجھکو چٹانوں
سمیت گرادونگا۔ اور میں تجھکو ایک جلا ہوا پہاڑ بنا دونگا زمین میڈیا میں ایک جھنڈا کھڑا کیا گیا ہے
اور قوموں میں تری پھونکی جاتی ہے اور منادی کیجاتی ہے کہ وہاں کی ہر ایک شے تیرے خلاف
تیاری کریں۔ تیری مخالفت پر ارارات منی استچیاز کو آمادہ کردیا گیا ہے۔
تیرے خلاف سب اقوام کمربستہ ہیں جنکے باعث میڈیا کے بادشاہ آسودہ ہیں اور تمام سرزمین
بابل میں زلزلہ پڑجائے گا۔ اور غمگینی پھیل جائے گی۔ ہر طرف سے بربادی اور پامالی بابل پر
محیط ہو جائے گی۔ اور اہل کالدیا کی روحیں عذاب میں دیدی جائینگی کیونکہ خدائے قدیر کا
ہر ایک ارادہ بابل کے خلاف ہے۔ اِسلیئے کہ سرزمین بابل کو بالکل سکونت ذیروح سے خالی
کردیا جائے گا اور اِسکو بالکل ویرانہ کردیا جائیگا۔ بابل کی نہایت زبردست اور طاقتور اور
صاحب دولت اشخاص لڑائی میں مارے جائینگے وہ گھروں میں گھس کر روپوش ہو جائینگے
گھروں میں روک لیئے جائینگے۔ اور اِنکی قوت بالکل فنا ہو جائے گی۔ وہ عورتوں کے شکل ہو جائینگے
خود اپنے ہاتھوں سے اپنے گھروں میں آگ لگا دینگے اور اپنے ہاتھوں سے اپنے
دروازوں کو توڑ ڈالینگے۔ پس اِسطرح ایک سی حالت سب کی ہو جائے گی اور ایک سے
دوسرا اِس خبر کو سنیگا کہ دشمن کس طرح اچانک شہر میں داخل ہو گیا اور ہر طرف قاصد اور مخبر
اور جاسوس اور گوئیندے دوڑتے پھرینگے اور کوشش کرینگے کہ شاہ بابل کو معلوم ہو جائے
کہ اِس شہر کا خاتمہ قریب پہنچگیا ہے اور دشمن کی فوج کس طرح پوشیدہ طور پر ہوشیاری
کے ساتھ بابل کے اندر داخل ہو گئی ہے اِس شہر کی زندگانی کا وقت پورا
ہو گیا ہے۔

اِسطرح رب الافواج خدائے اسرائیل فرماتا ہے کہ دختر بابل اب ایک مردہ زمین کے
مانند ہو گئی ہے اِسکے آخری وقت اور اِسکے شدید ظلموں اور نہایت ذلیل کرتوتوں نے
اِسکی روح کو اور خود اِسکو مردہ کردیا ہے ابھی ابھی اِسکے خاتمہ کا وقت آنیوالا ہے اور یہہ
وقت بابل اور تمام باشندگاں اور سلطنت بابل اور اِسکے بادشاہ کے واسطے نہایت

نیست و نابود کردینے والا ہے - میں اسکی خرابی کے واسطے اسکا سمندر دریائے فرات خشک
کردونگا اور اسکے چشموں کو سکھا دوں گا اور تمام کالدیا اور بابل کی گناہوں سے بھری ہوئی
زمین ایک جلی ہوئی اور پایمال شدہ مٹی کا ڈھیر ہو جائے گی جسمیں اژدہے اور نہایت مہیب
حشرات الارض اپنا سیرگاہ اور مسکن بنائینگے جو نہایت عبرت انگیز حالت ہر شخص مسافر پر بسبب
عدم سکونت اور موجودگی کسی انسان کی ظاہر کرینگے۔

میں انکی گرمیوں کے موسم میں انکی مذہبی تیوہار اس قسم کی قایم کرونگا کہ وہ وہاں بے اختیار
ہو کر سو رہینگے اور ایسی نیند سوئینگے کہ کبھی نہ پیدا ہوں گے - اسکے بعد سمندر بابل پر موج زن
ہوگا اور اسکی بڑی بڑی لہریں تمام سرزمین کالدیا اور بابل پر لہراتی نظر آئینگی تمام شہر اور قصبے
تباہ کردیئے جائینگے اور بالکل یہ زمین خشک اور سراسر ریت کا میدان ہو جائے گی اور ایسی
زمین ہو جائے گی کہ جہاں کوئی آدمی اپنا مکان اور مسکن نہ بنائے گا اور آدمی کا کوئی بچہ ادہر
نہ گذرے گا اور نہ انسانی نسل وہاں قیام کرے گی اور میں بیل کو سزا دونگا وہ اوندھا کردیا
جائے گا اور اسکی پرستش بے نام و نشان ہو جائے گی اور اسکو پوجنے والے پایمال کردیئے
جائینگے اور اسکے مندر کا نام و نشان نہ رہیگا۔

یہ ضرور ہے شہر بابل بالکل نیست و نابود ہو جائے - اسکی شہر پناہ مسمار کردی جائیں اسکی سب
دیواریں گرا کر خاک میں ملادی جائینگی - اسکے ایلم یا فارس زمین کالدیا پر قابض اور مسلط ہو جا
اے میڈیا - دوڑ کر آ آ رب الافواج نے شاہان میڈیا (ایران و وسط ایشیا یا عراق
عجم) کی روحوں کو اسلئے برانگیختہ کیا ہے کہ وہ بابل کے اور کالدیا کو پامال کردیں اور اسکی
مخالفت اور نیست و نابود کردینے اور اسکے باشندوں کے قتل و غارت کے واسطے اپنے
تمام گروہوں کے ساتھ آمادہ ہو جائیں ۔

بربادی بابل

تمام اقوام عراق و ایران و شام کی سلطنت بابل سے مخالفت - کیکاؤس کیانی شہنشاہ ایران
کی کالدیا اور سرزمین بابل پر نہایت پرجوش یورش اسکی تدابیر جنگ - بابل میں اسکا داخلہ اور
بابل کا قتل عام

جن اولوالعزم اور دلیر مخالفوں نے بابل کو تسخیر کیا تھا اور بابل والوں کی حد درجہ جہالت اور مدہوشی اور نامردی اور وہ طریقہ جس سے اِس شہر کو کیکاؤس نے فتح کیا او قبضہ بابل کے متحقق مفصل واقعات کی پشین گوئی اور سلطنت بابل کے انجام کار کی حالت اور اِن سب کی اطلاع پہلے ہی سے گویا صدیوں پیشتر انبیاء سابق کی زبانی تمام باشندگان بابل کو معلوم اور اطراف کالدیا میں شایع تھیں اور گو انہوں نے اسکی اصلیت پر یقین نہیں کیا تھا لیکن مورخین قدیم اور ماہرین علم قصص الاصنام کو یہ امر بخوبی بایہ تحقیق کو پہنچگیا ہے کہ بابل کی تباہی اور اسکی نیست و نابود کردینے کے واسطے شاہان فارس اور عراق وغیرہ (میڈیا) اس بڑائی پر نہایت اتحاد اور اتفاق کے ساتھ متحق اور ہم خیال ہوگئی تھی کہ سلطنت بابل اور کالدیا پر نہایت سرگرمی اور بیتابی کو ج اور لشکر جرار کے ساتھ متفقہ حملہ کردیا جائے۔ کیکاؤس (بعض مورخیں کیخسرو ائن و کیکاؤس بہی لکھتے ہیں) جو تمام شاہان فارس کے سلسلے میں ایک نہایت ہی اولوالعزم اور کشور کشا شہنشاہ ایران گذرا ہے جسکے زمانہ میں سلطنت فارس کی حشمت اور عظمت اپنی پیشتر و فرمانرواوں سے دہ چند ہوگئی تہی ان میں سب سے زیادہ اِس سلطنت اسیریا و بابل کی بربادی و تسخیر پر اسکی بیشمار دولت اور بے انتہا زرومال کے باعث جسکی خبریں تمام دنیا میں مشہور ہوگئیں تہیں بڑی گرم جوشی سے آمادہ تہا اور اِس فوج کشی سے قبل وہ اور بہی کئی دفعہ اِس ملک پر حملے کرچکا تہا مگر بوجہہ دانشمندی اور اعلے درجہ کی تدابیر اور میر اعظم بابل اور نیز اپنی کمی فوج کے باعث انکو ناکامی ہوی تہی۔ مگر اسکی یہ یورش صرف ایرانی فوج سے ہونی تہی۔

اِس دفعہ حالت حملہ کی بالکل جداگانہ تہی کیونکہ سلطنت بابل کی مخالفت میں عام جوش عالم سرزمین شام و عراق اور اطراف سلطنت کالدیا میں پہیلگیا تہا اور اسکے علاوہ خود اندرون سلطنت بابل میں ایک پوشیدہ ناراضی حکام اور خاندان شاہی سے پیدا ہوگئی تہی اور جو گہن کی طرح وفاداری اور حفاظت بابل کی اسباب کو کہارہی تہی حکام بابل کا ظالمانہ اور نہایت مکروہ طرز حکومت اب ایسا ناگوار ہوگیا تہا کہ مفصلات ملک کے باشندے اسبات کے دِل سے خواستگار تہے کہ اب اِس سرزمین میں اِس قسم کا انقلاب ہوجائے کہ موجودہ حکمران شخص کا نام و نشان بہی باقی نہ رہے علے ہذا فراجگذار صوبوں کا حال تہا چونکہ اسکی عظمت اور ثروت اور دولتمندی اور فوجی قوت کا تجربہ اکثر موقعوں پر ان لوگوں کو ہوچکا تہا لہذا ہر ایک کی یہ خواہش تہی کہ کسی طرح اِس سلطنت کا خاتمہ ہو اور ہمکو ان خزانوں اور زیادہ از وہم و قیاس مال و دولت

سکے لوٹ اور غارت کرنیکا موقع ہاتھہ آئے۔ مگر تنہا حملہ کرنے کی انمیں سے کسی کو جرأت نہ پڑتی تھی شاہ کیکاؤس کی اِس آمادگی پر سب بادشاہ اور چھوٹے چھوٹے فرمانروا اسکے شریک ہوگئے اور اسطرح اُنہوں نے اپنی اندرونی دلی پوری کرنے کا نہایت مستحکم ارادہ کرلیا تھا کیکاؤس چونکہ ایک نہایت ہی دور اندیش اور بڑا مدبر بادشاہ تھا اِسنے ان سب سلاطین سے ایک ایک خاص سلسلۂ اتحاد بلکہ بعض سے رشتے اور قرابت قایم کرکے اپنی عجیب ہر دلعزیزی اِن سب میں پیدا کردی تھی۔ اور جسکا اصلی مطلب اور نتیجہ یہ تھا کہ کسی ضرورت پر یہ سب سلطنتیں اِسکی خیال میں شریک ہوجایئں۔ اور ہرطرح اِسکی مدد پر آمادہ ہوں۔ چنانچہ یہ خیال اِسکا پورا ہوا یعنے اِن بادشاہوں نے جو فارس اور بابل کے قرب وجوار میں حکمران تھے اور جنکا ذکر سابق میں ہوچکا ہے اپنا تمام خزانہ اور فوج اور لشکر کیکاؤس کو حوالے کردیئے اور انکی متفقہ کمان کیکاؤس کے ہاتھ میں دیدیگئی تھی۔ درحقیقت اِس فوج کشی اور اِسکی کامل طور سے انجام دینے کے لایق شاہ مذکور سے بڑھکر اِس زمانہ میں اور کوئی بادشاہ اِن ممالک میں نہ تھا۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ علاوہ اِن بادشاہوں یا کیکاؤس کے تمام خودسر اقوام متعلقہ بابل اِس ایرانی عزیمت اور ارادہ کے مشہور ہونے پر گورنمنٹ بابل کے خلاف ہوگئے تھے اور ان اقوام میں ایک جھنڈا اِس غرض سے کھڑا کیا گیا تھا کہ ایک اِس سلطنت پر حملہ کرنے کی واسطے جو شاہ بابل کے زیر حکومت ہے ایک بڑی جمعیت انسانی کو اِس جھنڈے کے نیچے جمع ہوجانا چاہیئے۔ تمام اقوام بذریعہ منادی اور ایک خاص بانسلی یا تری کی یہ عام جوش پیدا کردیا گیا تھا کہ ہر ایک انسان کو جو سرزمین بابل اور کالدیا میں رہتا ہے یا میڈیا کا باشندہ ہے بابل کے خلاف شاہ کیکاؤس کا شریک ہوجانا چاہیئے۔

اِس عرصہ میں کیکاؤس نے اپنی خاص اور اہم غرض کے لیے اِن اقوام اور ہمسایہ حکومتوں کی رعایا اور افواج کے ساتھ جو کارروائی اختیار کی تھی وہ بالکل زمانہ کی حالت کے موافق اور اسکو کامیابی حاصل کرنے کے واسطے نہایت ہی اعلے درجہ کی تھی۔

اِسنے باشندگان آرمینا کو جو سلطنت بابل کے ایک قسم کی قوت بازو تھے اور سلطنت میڈیا کی رعایا تھے اپنا بالکل تابع فرمان بنا لیا تھا اور نیز اِس فوج وگروہ کو جو شاہ میڈیا سے باغی ہوگیا تھا اپنی دلیری اور چالاکی سے مغلوب ومسخر کرلیا تھا ہرچند کہ میڈیا کی فوج اپنے فرمانروا کے خراب طرز عمل اور نہایت عجیب بدمزاجی کی ازحد بددل تھی لیکن کیکاؤس نے

اسکی بہت تشفی کی اور مناسب برتاؤ کے ساتھ اسکو ایسا فرمانبردار بنایا کہ وہ کیکاؤس کے خاص فوج میں بھرتی ہوگئی۔ اُسنے بابل کے باشندوں کو بھی جو اطراف شام میں تھے اور بڑی ثروت اور قوت رکھتے تھے تالیف قلوب کے نہایت موثر ذریعوں سے اپنا ہوا خواہ اور مطیع بنالیا تھا۔ چنانچہ جب وقت آپہنچا تو یہ سب شاہ بابل کے خلاف بغاوت پر اُٹھ کھڑے ہوے اور انکی بغاوت اور خودسری اور سرکشی سے جو سلطنت بابل کے ساتھ اُنہوں نے کی تھی حملہ آور شاہ ایران کو مدد تسخیر بابل اور سرزمین کالدیا کے فتح کرنے میں حاصل ہوئی تھی۔ یہ سب لوگ اگرچہ دشمن کی رعایا تھے لیکن کیکاؤس کی مدبری اور عجیب پیچیدہ نیک مزاجی یا تالیف قلوب کے برتاؤ کے باعث اسیطرح اسکے تابع فرماں ہوگئے تھے۔ جسطرح اسکی دانشمندانہ اور نہایت ہی عاقلانہ طرز عمل اور مدبرانہ طریقہ حکمرانی نے سلطنت فارس اور میڈیا کی رعایا کو اسکا ایک لی خیرخواہ اور جاں نثار اور ہر طرح اسکے ارادے اور خیال کا شریک بنادیا تھا۔ بہرحال ابتداً کیکاؤس نے اس عظیم گروہ کو اپنا معین اور شریک بناکر مذکورہ متحدہ افواج سے سلطنت بابل پر متواتر حملے کرنے شروع کیے جنکا جواب اگرچہ سرداران بابل نے بھی وقت پر دیا مگر آخر کیکاؤس کی شان وشکوہ اور تدابیر عاقلانہ کے سامنے انکی دلیری کچھ کام نہ آئی اور اسی طرح اگرچہ بابل کی فوج نے جنپر میڈیا کی گورنمنٹ کی فوجیں بھی شریک تھیں بڑے جوش وخروش سے کیکاؤس کا مقابلہ کیا لیکن تاہم انکو ہر دفعہ سخت ناکامی ہوئی اور کیکاؤس شہر پر شہر اور ضلع پر ضلع فتح کرتا ہوا سلطنت بابل کے اندر بڑھتا چلا جاتا تھا۔ ان شکستوں اور ناکامیوں سے تمام انتظام فوجی سلطنت بابل کا متزلزل ہوگیا تھا اور ایک عجیب کھلبلی عام طور سے سرزمین کالدیا میں پیدا ہوگئی تھی تاہم برابر فوجوں پر فوجیں کیکاؤس کے مقابلے کے واسطے چلی آتی تھیں لیکن یا تو اس وجہ سے کہ ایک لخط عادت عیش پرستی اور نیز ذلیل کاہلی   کے گرداب میں وہ پھنسے ہوے تھے وہ رموز جنگ سے بالکل ناواقف ہوگئے تھے اور یا کیکاؤس کے تدابیر جنگ کے اصول نہایت ہی زبردست تھے انکو ہر دفعہ ناکامی ہوتی تھی اور شکست فاحش ملتی تھی اور شدید نقصان اُٹھاکر بابل کی فوج پسپا ہوجاتی تھی ہماری رائے میں تو اسکی ناکامی یعنے اہل کالدیا اور افواج بابل کی یہ سلسلہ وار شکستیں صرف انکی بت پرستی اور انکی نہایت مکروہ بداعمالی اور انکی حد درجہ بہائم خصلتیں اور خدانا شناسی کا نتیجہ تھیں جنکی بابت خالق کائنات کے احکام قطعی نافذ ہوچکے تھے اور جو تمام سرزمین و باشندگان

اسیریا میں بطور پیشین گوئی صدیوں سے مشہور تہیں۔

بہر حال ایک مقام پر بابل اور میڈیا کی متحدہ افواج نے بڑی سرگرمی اور حد درجہ استحکام کے ساتھ کیکاؤس کی فوج کو جو دریائے سواح کی طرح بے خوف وخطر اندرون ملک کی جانب دارالسلطنت کو رخ کیے بڑہتا چلا آتا تہا روکنا چاہا۔ اس معرکہ میں بڑی شدید اور گھمسان کی لڑائی ہوئی نتیجہ میں بابل اور میڈیا کے دو بڑے سرداران سلطنت سارڈس اور کیدیوں مع ایک کثیر حصہ فوج شام کے گرفتار ہوگئے اور ایسی بیشمار اور عظیم الشان فوج بابل او میڈیا کو اس موقع پر ایسی سخت شکست ہوئی کہ بہیلانے جو یہ لشکر بہاگا ہے تو اسنے سوائے شہر بابل اور کسی جگہ دم نہیں لیا۔ تمام سرداروں اور خود شاہ بابل کو اب زوال ملک وسلطنت کا یقین کامل ہوگیا تہا مگر باایں ہمہ شیطانی تسلط اور نہایت خبیث نفسانی جذبات نے کچھ ایسا اس مخلوق کو اپنے قابو میں کر لیا تہا کہ انکو خدائے واحد کے وجود کی جانب اور اپنے اعمال بد سے متنبہ ہونے کی طرف مطلق توجہ نہوئی۔ اور بجائے اسکے کہ وہ شاہ کیکاؤس سے اپنی حفاظت یا ملک کے بچاؤ اور آزادی کے واسطے کوئی خاص معاملہ یا گفتگو کرتے یا تحفظ سلطنت کی غرض سے اور کسی قسم کی تدابیر پر کاربند ہوتے وہ ایک عظیم الشان محبت انسانی کے ساتھ خاص شہر بابل میں جو درحقیقت دشمن سے امان پانیکے واسطے نہ قہر خدا سے بچنے کے لیے ایک نہایت ہی زبردست اور مستحکم مقام تھا داخل ہو کر مع بادشاہ بابل محصور اور پناہ گزین ہوگئے اور اسکے بعد بوجہ اس اطمینان کے کہ اس شہر پر زبردست سے زبردست دشمن کو بھی کسی حال میں فتح نہیں حاصل ہو سکتی ہے وہ سب کے سب پہلے سے زیادہ اپنی بدکاریوں اور شدت سے بت پرستی اور شراب نوشی اور طرح طرح کے لہو ولعب کے اشغال میں مصروف اور مشغول ہوگئے تہے۔

اسطرف کیکاؤس جسے اپنی فتوحات کی نہایت سہل طور پر مکمل ہو جانے کا کامل یقین ہو چکا تہا اور جسکے ہمراہی اور خونخوار سپاہی بھیڑیوں کی طرح دشمنوں کے شکار کے لیے بیچین ہو رہے تہے اور کسی طرح نہ رک سکتے تہے جہاں اس خونخواری اور شمشیر زنی سے اپنی دہاک بٹھاتا اور اپنی فتوحات کو نہایت سرگرمی سے پورا کرتا چلا جاتا تہا اسکے ساتھ ہی جو دشمن اسکے قابو اور قید میں آجاتے تہے انپر نہایت الطاف اور مراحم شاہانہ مبذول کرتا تہا اور انہیں سے اکثر کو محض اس خیال پر چھوڑ دیتا تہا کہ انکے قلب اب آخر دم تک شاہی بابل کی ہواخواہی نہ اختیار کرینگے۔ چنانچہ اسی خیال اور امید پر اسنے مذکورہ افسران بابل سارڈس اور کرلوسیس کو جنہیں

مع اکثر رفقا کے اور بیشمار دولت و مال اور سامان رسد و خیمہ خرگاہ کی گذشتہ جنگ میں گرفتار
کر لیا تہا نہایت مرحمت خسروانہ کا اظہار کرکے رہا کر دیا اور نہ صرف انکی جان بخشی کی بلکہ انکی
دولت و مال اور جسقدر سامان لوٹا گیا تہا وہ سب انکو واپس کر دیا اور انکے خاندان کیواسطے
ایک امان نامہ بہی دیدیا۔ کیکاؤس کی اِس کارروائی سے جس امر کا خیال اِسکو تہا اُسنے کافی
نتیجہ پیدا کیا یعنے سلطنت بابل کی تمام رعایا کیکاؤس کی گرویدہ ہوگئی اور میدیا کے جسقدر
باشندے تہے وہ ایک کثیر التعداد میں خاص سلطنت بابل کی مخالف ہوکر کیکاؤس کے شریک
ہوگئے اِس کارروائی کے بعد کیکاؤس نے اپنی دوران فتوحات و پیشقدمی بابل میں مقامات فرغیا
اور رگیا، وشبہ کے اقوام کے خوف کے ضعف کی جانب اور انکو سلطنت بابل سے منحرف کرنے کی طرف
توجہ کی۔ اسمیں شک نہیں کہ یہ اقوام سلطنت بابل کے استحکام کے لیے بطور رگِ جان خیال
کی جا سکتی تہیں اور شاہ بابل کو اُن اقوام کی خودسر حکمرانوں پر بڑا بہروسہ تہا۔ بہرحال کیکاؤس
نے انکی فوجوں کو سازش کرکے توڑنا شروع کیا اور اِس کارروائی کے بعد اسنے خود اپنی
فوج مین **فرغین** قوم کی ایک گروہ کثیر کو نہایت اعزاز اور الطاف کے ساتہ بہرتی کر لیا وہ
جس حصہ ملک کو فتح کرتا تہا وہاں امن و امان قایم کرتا اور وہاں کے باشندوں میں ایک خاص
اطمینان پیدا کرتا چلا جاتا تہا اور اُسنے اپنی دوران سلطنت میں گورنمنٹ بابل کے اکثر بڑے
سرداروں سے بہی جو اب تک گورنمنٹ مذکور سے متفق تہے قرابت اور اتحاد پیدا کرنا شروع کیا انکی
اِس کارروائی کے استحکام کو مسلسل زمانہ گذرتا چلا جاتا تہا اور یہ تمام زمانہ کیکاؤس کے واسطے
دارالسلطنت بابل پر قابض ہوجانے کے تدابیر میں نہایت کامیاب زمانہ خیال کیا جاسکتا ہے
اِسی عرصہ میں اسنے مسلسل طور سے شہر بابل کی رعایا کو ناجائز حکمرانی اور ایک نہایت ناگوار
غلامی سے علانیہ اور خفیہ طور پر آزادی دلانے میں بڑی کوشش اور ہمت صرف کی تہی
اور یہ لحاظ اسکے اِس برتاؤ کے جو سراسر دانشمندی اور انسانیت کا نمونہ تہا اور نیز اسکے عجیب تحمل اور بظاہر بغیر ضمانت
طرز عمل اور بیحد فیاضی کی تمام سلطنت بابل کی رعایا اپنی حکمرانوں کی خلاف شہنشاہ کیکاؤس کے حکمرانی کی دل سے خواہشمند
ہوگئی تہی اور اِسکو ظاہر میں اور پوشیدہ دونو طرح سے مدد پہنچاتی تہی۔ اِس معرکہ میں جو شاہ بابل اور کیکاؤس
میں ہوا یہ اقوام اپنی بادشاہ کے ذرا بہی شریک نہوئین بلکہ اِس سے بعض حالتوں میں کہلم کہلا باغی ہوگئی تہیں
اور اِس پیمانہ پر ایک عام جوش شاہ بابل کے خلاف تمام اقوام میں پہیلا ہوا تہا کیکاؤس کے متواتر اور مسلسل فتوحات
نے کل دوران سلطنت بابل کے دلوں اور روحوں میں ایک عجیب خوفناک زلزلہ ڈالدیا تہا اور ایک عام ہیبت طاری ہوگئی تہی کہ عنقریب

اِس ملک کے لیے کیا انجام ہونیوالا ہے خود اسکی رعایا اور بڑے بڑے اِس کے بعد دیگرے ناراض ہوتے چلے جاتے تھے اور بغاوت اختیار کرتے جاتے تھے۔ اِس نہایت پرجوش وارودی میں جو ملک بابل کی اندرونی جانب بتیقدمی کی غرض سے کیکاؤس کی طرف سے ظاہر ہورہی تھی آرمینا کے چھوٹی بڑی ریاستیں اور اسپچیانز کے فرمانروا اور ملکہ فرغیا اور بوحارٹ کی حکومتیں بھی اسکے ساتھ تھیں اور قدم قدم پر اسکو مدد پہونچاتی تھیں اِس عظیم الشان گروہ انسانی کے ساتھ حملہ آوری میں انکے بیدل ہوجانے سے ایک پیشین گوئی کے اِس جملہ کی کامل تصدیق ہوتی ہے کہ (شمالی جانب ملک بابل سے بڑی بڑی قومیں حملہ کرینگی اور فوجوں کا سیلاب جنمیں ارارات اور منی وغیرہ شامل ہیں بابل پر موجزن ہوگا یہ لکھا جاچکا ہے کہ قبل اِس حالت کے کہ رہنا بڑا طبقہ مختلف اقوام کا فوجی حیثیت سے بابل پر یورش کرنے کی غرض سے اسکی اعانت کے لیے کھڑا ہوگیا تھا اسنے چند دفعہ بابل پر فوج کشی کی تھی جسمیں اسکو ناکامی اور شکست ہوئی تھی لیکن جب ایسے اتفاق اور اِن تمام روساء و سرداروں کی جمعیت سے کہ جنمیں زیادہ تر حصہ خود اجزاے سلطنت بابل کا شامل تھا اسنے بابل پر یورش کی تو آخر چند سہل اور معمولی جنگ آرایوں اور مقابلے کے بعد اسکو یہ دن نصیب ہوا کہ بلا روک ٹوک وہ شہر بابل کی شہرپناہ کی نیچے اپنی فوجیں لیے ہوے پہونچگیا اور پھر نہایت ہی مختصر زمانہ میں اسکو فتح کرکے بالکل برباد کردیا گو اسمیں شک نہیں ہے کہ خاص شہر بابل کی فتح کا حصول کیکاؤس کو بہ نسبت معرکہ آرائی یا جنگی کارروایوں کی زیادہ تر عجیب تدابیر اور اہل بابل کی عیش پرستی اور مدہوشی ایک خاص حکمت عمل سے ہوا تھا۔

جسوقت کیکاؤس نے حدود بابل پر اِس یورش میں حملہ کیا ہے تو اِسکے ہمراہ صرف چالیس ہزار سوار ایرانی نسل کے تھے اور انکے سوا اور بھی بے حد دیگر امدادی اقوام کے تھے۔ اِسکے علاوہ ایک کثیر تعداد نیزہ برداروں اور تیراندازوں کی بھی اِسکے ہمراہ تھی جو اپنی نہایت خونریز اسلحہ نیزہ و تیر سے دشمنوں کو ہلاک کرنے اور اہل بابل کا خون بہانے کی غرض سے اُسکے ہمراہ نہایت تہور اور دلیری سے چلی جاتی تھی بہرحال اب ہمکو یہ ذکر کرنا چاہیے کہ بعد ایک عظیم الشان سلسلۂ فتوحات اور نیز بابل کے اکثر بڑے بڑے حصص فتح کرلینے کے کیکاؤس اِس لشکر جرار اور پرجوش سامان جنگ کے ساتھ روز و شب کوچ کرتا ہوا شہر بابل کی دیواروں کے نیچے پہونچگیا یہاں پہنچنے کے بعد اِسنے اِس خیال پر کہ شاید کسی طرف اِس قسم کا موقع دریافت ہوجائے جو داخلہ شہر کی غرض سے بہت زیادہ دشوار گذار نہو پہلا یہ کام کیا کہ اپنی خاص ارکان فوج اور بڑے بڑے سرداروں

کو ساتھ لیکر دیوار شہر پناہ کے گرد گشت لگایا اور نہایت اندازہ کے ساتھ ایک زبردست جنرل کیطرح
گرد آوری کی اور اِسکے بعد اسنے اپنی تمام فوج کو شہر کے گرد احاطہ کرکے ڈالدیا اور اسطرح یہ
پیشین گوئی پوری ہوئی کہ (اُنہوں نے اِس شہر یعنے بابل کی چارطرف گرداگرد اپنی چھاؤنی ڈالدی
ہے اور وہ یک دل اور کام میں متفق ہوکر بابل پر حملہ کرنے کی غرض سے صف آرا ہوئے ہیں)
بہرحال کچھ عرصہ تک کیکاؤس اِس فکر میں اور اِس موقعہ کے حاصل کرنے کی کوشش اور تدبیر میں
مصروف رہا کہ دیوار شہر پناہ کا ایسا کوئی حصہ اِسکے قابو میں آجائے جس سے نہایت خفیہ طور
پر بہ آسانی اِسکی فوج شہر میں داخل ہوجائے اور یا کوئی آسان راستہ یا طریقہ فصیل شہر تک پہنچ
جانے کا مل جائے مگر اِس خیال میں عرصہ تک اِسکو ناکامی رہی اور اِسکی تمام کوششیں اور تدبیریں
جو اِس خیال کے پورا کرنے میں وہ روزانہ عمل میں لاتا تھا بے سود جاتی تھیں بلکہ اِسکو اُلٹا اسبات کا
خوف پیدا ہونے لگا تھا کہ شاہِ بابل اور اُسکے سرداروں نے کوئی خاص دھوکے کی کارروائی
کا منصوبہ نہ کیا ہو اور کسی وقت غفلت میں شاہ مذکور شہر سے نکلکر اِسکی فوج پر حملہ نہ کردے
کیونکہ گو کیکاؤس کی فوج نہایت یکدل اور ہر طرح کے سامان جنگ سے آراستہ تھی اور نیز
دشمنوں کی طرز معرکہ آرائی سے بخوبی واقف ہوگئی تھی تاہم بوجہ فوج مذکور کی ایک عجیب کثرت
کے اُس کے قیام اور دشمن سے قابل اطمینان حفاظت کا کوئی کامل انتظام ابھی تک نہیں
ہوا تھا۔ بہرحال اِس کشمکش اور مختلف تدابیر میں ناکامی حاصل کرنے کے چند روز کے بعد ایک
روز کیکاوس اپنی فوج کے مقابل میں گھوڑے پر سوار ہوکر استادہ ہوا اور اُسنے یہ حکم دیا
کہ تمام فوج دستہ دستہ ہوکر اپنی جائے قیام سے چلکر خاص خاص مقامات پر جو اسی شہر
پناہ کے گرد اِسکے قیام کے لیے بغرض تحفظ فوج و محاصرہ شہر مناسب سمجھ لیے گئے تھے قیام
کرے۔ اگرچہ یہ مقامات متفرق تھے تاہم اِسکی فوج کا سلسلہ قیام کچھ اِس طرح قایم کیا گیا تھا کہ
معمولی ہدایت و اطلاع پر سب فوج ایک جگہ جمع ہوجاے۔ اسنے یہ حکم دیا کہ سب سے اول
سوار جو اعلے درجہ کے جنگجو ہیں آئیں اور اِسکے بعد معمولی سپاہیوں اور سواروں کا موقع آیا۔ اسنے
ہر ایک دستہ کی تعداد کو نہایت اندازہ کے ساتھ دونا کردیا اور جو لوگ اس فوج میں زیادہ بہادر
اور فنون جنگ سے ماہر تھے اِنکو میمنہ اور میسرہ فوج پر معین کیا اور اِن اطراف کی نگرانی اور ہر
قسم کی حفاظت کی اِنکو بخوبی تاکید کردی۔ اور جو کم درجہ یا ادنے درجہ کے سپاہی یا سوار وغیرہ تھے
اُنکو قلب (وسط) فوج میں رکھا زینوفن مشہور یونانی مورخ بزرگ کے نزدیک اِس قسم کی

آراستگی اور ترتیب فوج سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ کیکاؤس لڑائی کے اُن دونوں فنوں یعنے حملہ آوری اور اپنی حفاظت کی تدابیر کے اصول کو باقاعدہ قائم رکھنے میں بہت ہی بڑا ماہر اور واقف کار جنرل تہا۔ بہرحال جب اپنی فوج کی ترتیب وہ اِس طرح کر چکا تو اِس عظمت و نشان سے مع کثیر فوج کے وہ دیوار شہر پناہ کے اوپر صف آرا ہوا اور باوجودیکہ ایک کثیر تعداد اِس فوج میں اِس قسم کی تہی جو بالکل غیر منتظم حالت میں تہی مگر کسی قسم کی بد انتظامی نہونے پائی اور یہ تو کسی شخص کی کیا مجال تہی کہ جو کیکاؤس کے حکم کے مخالف ذرا بہی جنبش کر سکے اور اسکی ہدایت کے خلاف کوئی کارروائی کر سکے اور اِس طرح اِس پیشین گوئی کا یہ حصہ پورا ہوا کہ "وہ بابل کے خلاف یکسان طور پر صف آرا ہونگے اور ہر ایک شخص اسکے مقابل صف آرائی میں شریک ہوگا۔"

جانب مخالف کا حال بہی اسوقت قابل ذکر ہے اور اِس موقعہ کی تصویر آپ کے سامنے کہینچنی ضرور ہے جوان سامانوں سے مملو تہا جنپر اطمینان کرکے اہل بابل نہایت فراغت کے ساتہ شہر کے اندر خاموش بیٹہے ہوئے عیش وعشرت میں مصروف تہے۔ شہر کے گرداگرد ایک بڑی عریض اور عمیق خندق بنی ہوئی تہی جو پانی سے ہر وقت لبریز رہتی تہی۔

اِس خندق پر تختے کے پل رکہے ہوئے تہے جو غنیم کے قریب شہر پہنچ جانے کے اندیشے سے اِس قسم کی بنائی گئی تہی کہ ایک ذرا اشارہ پر فوراً اُٹہائے جا سکتے تہے۔ دریائے فرات ایک طرف یعنے وسط شہر میں ہو کر بہتا تہا اور اسکی روانی کچہ اِس طرح واقع ہوئی تہی جو شہر کی حفاظت کے بہترین وسائل قدرتی میں سمجہی جا سکتی تہی۔ اِسکے سطح پر بڑے بڑے دروازوں کا سلسلہ نہایت ہی عجیب ہنرمندی کے ساتہ قایم کیا گیا تہا وہ اِس اصول پر تہا کہ اِسکو اگر کہلا بہی رہنے دیا جائے تو دشمن بوجہہ دریا کے نہایت عریض اور عمیق ہونے کے یکایک آسانی سے شہر میں داخل نہیں ہو سکتا تہا۔ دیوار شہر پناہ کے جسقدر برج تہے انپر بڑے بڑے قدآور نوجوانوں کے دستے جو تیر اندازی میں اپنے زمانہ میں تمام ملک بابل میں اپنے عدیل و بے نظیر تہے مدافعت دشمن کے واسطے اور نیز حفاظت شہر کے لیئے ہر وقت موجود رہتے تہے اور ہر ماہ میں انکی تبدیلی ہو جایا کرتی تہی۔ چنانچہ اِس وقت بہی اُن برجوں پر یہ فوج موجود تہی اور گو انکی مقابلہ میں کیکاؤس کو ابہی تک کوئی فتحمندی حاصل ہوی تہی تاہم بوجہہ فرمان رب قدیر جو انکی بُت پرستی اور شدید مادہ پرستی کے باعث اور تمام زناکاری کی وجہہ سے یقینی تہی اسنے اِس قسم کی تدابیر میں بہی اہل باب

کو ناکام رکہا اور کیکاؤس ایک نہایت سہل تدبیر کے علاوہ آمد سے جسکا ذکر آئندہ ہوگا بلا تردد داخل
بغیر کسی روک ٹوک کے بیخوف و بیباک شہر اور شہر پناہ پر قابض ہوگیا یہ سب محافظ جو برجوں پر رہتے
تہے ایک ایک کرکے ایرانی فوج کے ہاتھ سے ماری گئی اور انمیں سے کوئی بہی نہ بچ سکا اور بموجب
اس پیشین گوئی کے کہ دبابل کی تمام طاقت ذرا سی پہا اس لڑائی میں منیست و نابود ہوجائینگی)
محافظین شہر مذکور جو نہایت اعلے درجہ کے اشخاص تہے بالکل پیوند خاک ہوگئے اور جو خال
خال باقی رہے وہ اپنے گہروںمیں روپوش ہوگئے۔

انکی طاقت بالکل سلب ہوگئی اور انکی ہمت کافور ہوگئی اور سچ تو یہ ہے کہ اس موقع پر اہل
بابل نے بالکل عورتوں کی سی حالت اختیار کرلی تہی۔ یہ ظاہر ہے کہ اس زمانہ میں شہر بابل تمام
دنیا کی دولت اور سرسبزی اور جاہ وحشم کا صدر اور مرکز تہا اور جسکی بڑی وجہہ یہ تہی کہ
یہاں کے جبار بادشاہوں نے اطراف کی اکثر سلطنتوں کو نہایت خونریز فوجکشی کرکے تباہ
کردیا تہا اور اپنی زبردست اور متفقہ طاقت سے اپنے گرد کی تمام مشہور اقوام کی قوتونکو توڑ
دیا تہا۔ اور انکی قوی بازو سپہ سالاروں کی دلاوری اور معرکہ آرائی کی دہاک دور دور کی ملکوں تک
بیٹہی ہوی تہی بیشمار اقوام کو بہت سے مواقع پر فرمانروایان بابل نے تہوڑے تہوڑے
معرکوں میں گرفتار کرلیا تہا مگر باینہمہ جاہ وحشم و دانائی کے وہ خدائے واجب الوجود کے
اس ارشاد سے بالکل غافل ہوگئے تہے جو اس موقع کی نسبت تہا کہ (تمام اقوام بابل کی
مخالفت میں لوگ اسکی دیوار شہر پناہ کے چار طرف صف بستہ ہوجائینگی) اور اہل بابل کی بزدلی
اور کم ہمتی کا یہ نتیجہ پہلے ہی بطور پیشین گوئی مشہور ہوگیا تہا کہ ایسا شدید اور خونریز دشمن انکی
تباہی کے واسطے آنیوالا ہے کیکاؤس نے پہلے جو کسی زمانہ میں اس ملک پر چند حملے کئے تہے
گو اسمیں کیکاؤس کو ناکامی ہوئی تہی مگر حال میں اس فوجکشی کی دوسری دفعہ اہل بابل خواہ وہ سردار ہوں
یا رعایا اور شاہ و شہریار اپنی خود فراموشی کی محیط گرداب میں یکساں طور سے ڈوبے ہوئے تہی
اور ان سب میں سے جزو ہمت وجمیت اور دلیری گویا بالکل سلب ہوگئی تہی اور اس باعث انکو اپنے
ملک کو غارتگری یا دشمنوں کے حملوں سے بچانے کیطرف ذرا بہی توجہ نہ تہی اور نہ انکو اسکا
خیال تہا کہ ایسے خوفناک حملہ آوروں کو جس طرح ممکن ہو دیوار شہر پناہ کے متصل کسی طرح نہ جمنے
دیں اور نہ انہوں نے اپنے حملہ آوروں اور محاصرین کے بہگا دینے یا مقابلے کے واسطے شہر
سے نکلکر کوئی دہاوہ یا چہاپہ مارا آخر اسحالت کا یہ انجام ہوا کہ دشمنوں نے انکی مستحکم دیواریں گرا کر

خاک کے برابر کردیں اور اچانک حملہ کرکے اُنہوں نے مغرور اور نہایت بدترین مخلوقات الٰہی کو نیست ونابود کردیا۔ دشمنوں کے داخلہ تک شہر بابل کا ہر ایک دروازہ بند تھا اور سب اہل شہر اپنے اپنے گھروں میں عیش وعشرت میں مصروف تھے اور اسوقت انکی زندگی کا جو طریقہ تھا اس سے ظاہر تھا کہ اُنکو کوئی بھی مصیبت درپیش نہیں ہے اور وہ ایک ایسے اطمینان میں ہیں جو بہشت کے عیش کرنیوالوں کو حاصل ہونا یقین کرنا چاہیے۔

بظاہر انکی ایک بہت بڑی وجہہ یہ تھی کہ انکے شہر پناہ قدرتی طور پر ایک بڑے مستحکم سد دشمنوں کے داخلے یا انکے نقصان پہنچانے کے لیے انکی نگاہ کے سامنے ایک عجیب فرضی اعتماد اور یقین لاتی تھی۔ اور بس اسیر وہ کامل بھروسہ کرچکے تھے کہ اگر کیسا ہی دانا اور جنگ آزمودہ اور دلیر دشمن ہوگا اور گو اسکے ساتھ کیسی ہی کثیر اور جرار فوج اور سامان جنگ ہو مگر وہ محصورین شہر کو کوئی نقصان بیندرہ بیس برس تک نہیں پہونچا سکتا ہے۔ اسکے علاوہ رسد اس کثرت سے شہر کے اندر فراہم تھی اور موجود کرلی گئی تھی جو اور زیادہ شاہ بابل اور باشندگان شہر کے اطمینان اور بیخبری کا باعث داخلۂ دشمن کی طرف سے تھی مگر خدا ناشناس اور بُت پرست اہل بابل خدا کی قدرت سے بالکل منکر اور غافل تھی اور اسکی نافرمانی اور اسکی ہستی کے انکار سے انکے دل اسقدر معمور تھے کہ اسباب کا انکو وہم بھی نہ گذرتا تھا کہ ایک قادر مطلق خدا وحدہ لاشریک کسطرح طرفۃ العین میں انکی مسلسل اور نہایت گستاخانہ نافرمانی کے باعث انکے تمام اطمینان اور انکے شہر کے استحکام اور سامانوں کو نیست ونابود کردیگا۔ بہرحال بوجہہ ایک عام عیش پرستی اور بزدلی اور کم ہمتی کے محصورین نہ تو دیوار و نیر سے اور نہ دیوار کے سوا کسی خاص مقامات پر سے دشمن پر کوئی حملہ کرتے تھے اور نہ میدان میں مقابلہ کے لئے شہر سے باہر نکلکر اپنی فوجیں لاتے تھے جسکا انجام یہ ہوا کہ محاصرین اور حملہ آور گروہ شہر پر قبضہ کرنے سے قریب قریب ناامید ہوگیا اور گو کیکاؤس اور اسکے ہمراہی ہر روز بہت بڑی کوشش کرتے تھے کہ اس شہر پناہ میں کسی طرح داخل ہوں لیکن انکے یہ سب منصوبے اور ارادے بیکار ہوجاتے تھے کیونکہ شہر پر قبضہ جب ہی ممکن تھا کہ یا تو بابل کی عظیم الشان شہر پناہ کا کوئی حصہ حملہ آور لوگ منہدم کردیتے اور یا اسکی نہایت ہی مستحکم اور دبیز برنجی دروازوں میں سے کسی دروازے کو گرادیا جاتا حالانکہ یہ دونوں امر ناممکن تھے۔ آخر کیکاؤس کے دل میں یہ خیال یقینی طور پر پیدا ہوگیا کہ محصورین کی تعداد اگرچہ زیادہ ہے لیکن بوجہہ فراہمی سد اور بیشمار سامان خوراک وغیرہ کے انکو کوئی تکلیف نہیں

پہنچ سکتی ہے اور جب تک تہ ہوگا اہل بابل نہ تو امان مانگینگے اور نہ باہر نکلکر میری فوج سے مقابلہ
کرینگے پس آخر اُسنے ارادہ کیا کہ دو برس تک کم سے کم شہر کا محاصرہ رکھا جاوے اور یہ امر
آخر کار عملدر آمد اور تسخیر شہر کے واسطے گویا حتمی اور لازمی قرار دیدیا گیا جس سے اسکے
ہمراہیوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا تہا کہ بابل جو دنیا کی آبادی کا جنگل ہے ایسے طویل بے
روک محاصرہ کے لیئے اب ضروری قرار دیدیا گیا ہے اور جو سراسر بے سود ہے محصورین کے
پاس چونکہ میدان اور زراعت کے کہیت شہر کے اندر بکثرت موجود تہے اور انکے علاوہ
بیس برس تک کے واسطے جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے غلہ کا ذخیرہ اُنہوں نے اپنی بزدلانہ چالاکی
سے شہر کے اندر ایک مسلسل زمانہ سے جمع کر رکھا تہا لہذا وہ کیکاؤس کے اِس محاصرہ پر ان
دیواروں سے اُسکی فوج پر طعنے پہینکتے تہے اور اِسکو نہایت شوخ چشمی کے ساتہ ظرافت
آمیز پیام کہلا بہیجتے تہے اور اِس ابلہانہ غرور و تکبر کے ساتہ انکی زناکاری اور بُت پرستی اور
دروغگوی کو اسقدر ترقی ہوگئی تہی جسکی کوئی اِنتہا نہ رہی تہی۔ ہر وقت ہر ایک باشندہ شہر
شراب نوشی میں مصروف اور عیش و عشرت میں مشغول رہتا تہا مگر آخر یہی حالت انکی عبرتناک
تباہی کا باعث ہوی کیونکہ انکی قوت اور دلیری جو عیش پرستی اور خدا کے قہر کے باعث
سلب ہوگئی تہی پہر کسی طرح اُنکو نہ حاصل ہو سکی اور بابل اعظم کی اتنی بہی ہستی ایک زمانہ میں باقی
نہ رہی کہ وہ ایک معمولی حصہ کی بہی برابری کر سکتا۔ اور نہ پہر اُسکے قدیم آزادی اور تمول اور فارغ
حالی نے اِسمیں عود کیا۔ آخر کار اِس محاصرہ کو ایک بڑا زمانہ گذر گیا اور باوجود ایسے سامانوں
اور تدابیر کے کیکاؤس کو کوئی بہی نتیجہ حاصل نہیں ہوا مگر ایسی حالت کے روبکار ہونے سے اُسکا
خیال بابل کی تسخیر کی بابت کم نہیں ہوا بلکہ اِسکی توجہ شہر مذکور کے قبضہ اور فتح کی جانب اور
زیادہ ہوگئی گو اِس طوالت محاصرہ سے اِسکو ایک سخت بیچینی اور پریشانی پیدا ہو گئی تہی آخر
بے انتہا غور و فکر کے بعد ایک عجیب تدبیر اِسکے ذہن میں آئی جسمیں اُسکی پوری پوری کامیابی
ہوئی یعنے اِسکے دِلمیں یہ بات پیدا ہوی کہ دریاے فرات کی دہار کا رُخ اُسطرف سے جو
شہر کی سیدہ پر تہا دوسری طرف پہیر دیا جاوے مگر اِس تجویز کی تکمیل کچہ آسان نہ تہی کیونکہ دریاے
مذکور جو شہر بابل کے اندر سے نکلکر بہتا ہوا جاتا تہا اِسکا ایک میل کا پاٹ تہا اور اِسکی گہرائی
بعض مقامات پر کم سے کم بارہ فیٹ سے زائد تہی اور اِسکی ایسی حالت کے باعث کیکاؤس
کے مشیروں میں سے ایک کی یہ رائے تہی کہ شہر بابل کا استحکام اور اِسکے باشندوں کا موجودہ اطمینان

یا اسپر فتح نہ پانیکا بہت کچھ دار و مدار بہ نسبت اسکے عظیم الشان دیواروں کے دریائے فرات پر بہت زیادہ ہے آخر یہ تجویز مستحکم ہوگئی اور اسکے واسطے ہر قسم کے سامان زمین کہودنے اور محنت مزدوری وغیرہ کے پورے طور سے فراہم ہوگئی اور جو اسطرح پر ختم ہوئی کہ بابل والونکو ذرا بہی اسکی خبر نہوی - دریا کے ایک رُخ پر زمین کہودکر اسکے پانی کو ایک نالی میں پہنچادیا گیا اور اس نالی کو جہیل سے ملادیا گیا جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ پانی کا بہاؤ اور اسکی دہار بالکل اپنے اصل مقام سے ہٹکر جہاں زمین کہودی گئی تہی چلی گئی - اور جس جگہ پہلے بالکل عالم آب تہا وہاں خشک زمین نظر آنے لگی یہ ایک ایسے خوش آیند اور کامیابی کی حالت کیکاؤس کے واسطے پیدا ہوگئی تہی جس سے بڑہکر اسوقت عقل کے ذریعہ ممکن نہ تہی کیونکہ ایک بہت بڑا سطح جو ابہی زیر آب تہا اسطرح انسانی آمد و رفت کے قابل کردیا گیا اِس کارروائی کے بعد کیکاؤس نے اپنی فوج کے دو حصے کیے اور ہر ایک حصہ کو اِن اطراف میں جہاںسے دریائے فرات شہر میں داخل ہوتا تہا یا جس مقام سے وہ شہر کے باہر نکلتا تہا کہڑا کردیا اب یہ وہ جگہ تہی جہاںسے پانی ایک مناسب فاصلے تک ہٹادیا گیا تہا اور جس سے یہ پورا پورا اطمینان ہوگیا تہا کہ سطح دریا سے کس طرح وہ باسانی شہر میں داخل ہوسکتا ہے اسنے اپنی فوج کو حکم دیا کہ وہ دریا میں اِس مقام کو جہاں پایاب ہو تلاش کریں چنانچہ ایک مقام پر پانی بالکل باقی نہ رہا تہا وہاں سے اسنے اپنی فوج کو شہر میں چپ چاپ داخل ہونے کا حکم دیا اسوقت رات تہی اور دروازے دریا کی طرف بالکل کہلے ہوے تہے گویا اسنے یہ راستہ دریا کو ہٹاکر فوج کے واسطے بالکل ایک سڑک کے مشابہ کرلیا تہا چنانچہ کیکاؤس کی مذکورہ حکم کی تعمیل نہایت خوبی سے کی گئی اور فوج نے نہایت انتظام اور شائستگی کے ساتھ شہر کی طرف رُخ کردیا ایک اور امر قابل ذکر ہے کہ دریا کی دہار بدل جانے سے شہر کے ایک بڑے حصہ میں طغیانی اور دریا کی موجزنی کا سلسلہ اسوقت سے شروع ہوگیا گو اہل شہر کو اِس سے بیخبری تہی - اسمیں شک نہیں ہے کہ اِس حیرتناک اور اہم تجویز کی تکمیل کیکاؤس کی اعلےٰ درجہ کی دانائی اور اسکی نہایت منتظمانہ عقل اور ماہر فنون جنگ ہونے کی مثال پیش کرتی ہے خلاصہ یہ کہ روانگی سے قبل کیکاؤس نے ہر ایک ایرانی کپتان کو جسکی ماتحتی میں خواہ سوار یا پیدل ہوں ایک ایک ہزار آدمی تہے یہ حکم نافذ کردیا تہا کہ ہر ایک افسر اپنی آنکہوں کے سامنے دو دو کرکے ایک سلسلے میں بادشاہ کی ہدایت کے بموجب اپنے ماتحت سپاہیوں کو شہر کے اندر لیجائے - چنانچہ جیسی انکو ہدایت کی گئی تہی ہر ایک شخص نے اپنے وقت کے

اندازہ اور اپنے درجہ اور حالت کے مطابق اسکے حکم کی تعمیل کی مگر یہ سب کارروائی چونکی
طرح نہایت خفیہ طور سے ایک رات میں ختم ہوگئی اور ایک خاص وقت تک اہل بابل کے خلاف
کوئی کارروائی بانقصان فوج نے اپنے داخلہ کے دوران میں نہیں کیا تہا کیونکہ اگر کیکاؤس
کے اِس ارادہ کی ذرا بھی خبر اہل شہر کو کسی طرح ہو جاتی تو جو دروازے دریا کے طرف شہر پناہ
کے کہلے ہوے تہے وہ اہل شہر فوراً بند کر دیتے جس سے خود کیکاؤس اور اسکی فوج تباہی
اور مصیبت میں گہر جاتی اور خواہ مخواہ نیست و نابود ہو جاتی۔ مگر تقدیر الٰہی اور حکم ایزد قدیر
اِس طرح نافذ ہو چکا تہا کہ شہر بابل تباہ ہو جاے اور اِسکے باشندے اپنی شدت کفر اور زناکاری
اور فسق و فجور کے باعث نہایت بیخبری میں قتل و غارت کر دیے جائیں پس جس روز یہ فوج
شہر میں داخل ہوئی اس رات اہل بابل کے یہاں کوئی مذہبی تیوہار منایا جاتا تہا اور تمام
شہر کے باشندے اپنے مذہبی مراسم کے ادا کرنے میں بڑے جوش و خروش سے مصروف
تہے اِنکو دشمن کے داخلے کا نہ کوئی خوف اور نہ کوئی وہم و گمان تہا اور نہ اِسکے دفعیہ کی کوئی
فکر تہی یہاں تک کہ ایسا زبردست دشمن کس طرح بلا روک اور بغیر کسی مزاحمت غیر معمولی اور مقابلہ
اور نیز بغیر کسی طرح کی خونریزی کی دڑاتا ہوا شہر میں داخل ہو گیا۔ اور یہ سب اسلیئے ہوا تاکہ
اِنکو معلوم ہو کہ اپنی بربادی کی بابت جس پیشین گوئی کو وہ بالکل غلط سمجہے ہوے تہے وہ ضرور
پوری ہونیوالی تہی۔ بہر حال کیکاؤس کی فوج اِس حال میں نہایت دلیری کے ساتہ شہر کی
سڑکوں پر پہنچگئی اور بادشاہ مذکور کو یہ حال مخبروں کے ذریعہ معلوم ہو گیا کہ تمام شہر کے مکانات
کے دروازے کہجور کی لکڑی کے تہے اور انپر روغن نفت (رال) کی وارنش چمک کے واسطے کیگئی
تہی جو نہایت آسانی کے ساتہ روغنی فلیتوں اور اِسی قسم کی مختلف آتشناک مادوں سے
جنہیں کیکاؤس اپنے ہمراہ لیگیا تہا جلا دی جا سکتی ہیں۔ بہر حال جس وقت اِس داخلہ کیکاؤس
کی خبر جو بالکل ایک معمّے کی مانند تہے شہر میں مشہور ہوئی جس سے زیادہ عجیب تر کوئی
بات اہل بابل کے واسطے نہیں ہو سکتی تہی تو ایک عجیب تزلزل اور تہلکہ شہر میں برپا ہو گیا
اور ہر طرف سے ایک دوسرے مقام کو شہر میں اطلاع دینے کے واسطے قاصد دوڑنے
لگے۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ شہر کے باہمی کناروں کا فاصلہ آٹھہ میل سے زیادہ تہا پس
ہر ایک شخص دوڑتا پہرتا تہا اور ایک دوسرے کو دشمن کے اِسطرح اچانک شہر میں داخل
ہو جانے کی خبر کہتا اور سنتا تہا اور پوچہتا تہا۔ ہیروڈوٹس مورخ یونانی وہاں کے باشندوں

ایک سینہ بہ سینہ روایت بیان کرتا ہے کہ جبدن کیکاؤس بابل میں داخل ہوا ہے اور اسنے شہر کو برباد کیا ہے لوگ بوجہ ایک مذہبی تیوہار کے اُس روز راگ رنگ اور ناچ اور لہو ولعب کے مختلف قسم کے جلسوں میں مصروف تھے اور وہ لوگ جو انتہائے شہر پر رہا کرتے تھے بہ نسبت اُن لوگوں کے جو وسط شہر میں مقیم تھے بہت زیادہ دشمن کے قابو میں آ گئے تھے کیونکہ وسط بابل کے لوگ غنیم کے داخلہ سے بہت جلد آگاہ ہو گئے تھے اور گو یہ بات ذرا کم قابل وثوق ہے جیسا کہ فیلسوف دانا (ارسطاطالیس) نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ دیوار کی سدراہ ہونے کی باعث دشمن کے داخلہ کی خبر شہر کے بعض مقامات میں تیسرے روز پہنچی تھی تاہم اس ایک اعلے درجہ کی فلسفی اور اکمل ترین دانشمندان روزگار کا ایک مسلمہ محقق و مورخ قدیم نے جو کچھ اس واقعہ کی نسبت لکھا ہے۔ وہ کبھی بغیر غایت درجہ تحقیق کے نہ لکھا ہوگا اسوقت تک باہر سے کوئی خبر ان لوگوں کو نہیں پہنچی تھی اور نہ یہ امر ظاہر ہوا تھا کہ دشمن شہر میں داخل ہو گیا ہے اور نہ شہر پناہ کا کوئی دروازہ کھولا گیا تھا اور نہ ایک اینٹ اسکی گری تھی مگر باہمہ کیکاؤس کو اپنے منصوبہ کی تکمیل کا نہایت ہی کافی موقع ملگیا تھا۔

سچ تو یوں ہے کہ اس عظیم مذہبی سالانہ تیوہار نے جو اس شب کو بابل میں منایا جارہا تھا بادشاہ مذکور کو شہر بابل میں اپنی خروج کے کامل طور سے فراہم اور داخل کرنے میں بے روک مدد پہنچائی تھی۔ کیونکہ اس رات میں عام طور سے کوئی بھی نگرانی کا انتظام شہر میں کسی طرف نہ تھا اور نہ خاص طور سے شہر پناہ کی دیواروں کی حفاظت کا نگھبانوں کو خیال تھا اُن لوگوں میں سے جو شہر پناہ کے پاسباں تھے اکثر خواب نوشیں میں مصروف تھے اور بعض شراب نوشی اور عیاشی میں اپنا وقت کاٹ رہے تھے غرض کہ اسطرح شہر پناہ کے نگھبانوں پر کیا منحصر ہے تمام شہر کے باشندوں میں ایک عام طوفان بے تمیزی برپا تھا۔

ایرانیوں نے جو شہر میں بلا کسی روک اور بغیر کسی مقابلہ کے داخل ہو گئے تھے شہر کے اندر اپنے راستے کے طے کرنے میں بعض باشندگان شہر کو قتل کرنا شروع کر دیا تھا۔ اس حال کو دیکھکر بہت سے لوگ اُن لوگوں کو جو شراب پیے ہوئے گلی کوچوں میں بدمست اور مدہوش پڑے ہوے تھے یا دشمنوں کے آمد سے بیخبر تھے اطلاع دیتے اور انکو ساتھ لیتے ہوے ان تنگ راستوں کی طرف بھاگنے لگے جو وسیع ایوان شاہی کہ بطور قلعہ تھا گئے تھے اور

وہاں سے ایوان کے اندر گھسنے لگے۔ اِس عرصہ میں چند قاصدوں نے دوڑکر بادشاہ بابل کو جو اسوقت محل مذکور میں بے خلل وغش عیش وعشرت میں مصروف تہا یہ نہایت ہی عجیب اور ہولناک خبر سنائی کہ دشمن شہر کے اندر بلاروک ٹوک اور بغیر کسی قسم کے خونریزی کے داخل ہوگیا اور اُسنے پورے طور سے شہر پر قبضہ کرلیا۔

اِس خبر سے ایوان شاہی میں ایک عجیب تزلزل پیدا ہوگیا۔ اور بادشاہ کی سراسیمگی کی کچہ انتہا نہ تہی۔ بہرحال اسوقت جوکچہ انتظام ممکن تہا وہ پیدا کیا گیا اور جہانتک جلد ہوسکا محل شاہی کے دروازے جو نہایت مستحکم اور نہایت باصول فن انجنیری کے بموجب بنائے گئے تہے فوراً بند کردیے گئے مگر اِس کارروائی کا کوئی نتیجہ نہیں ہوا کیونکہ جو پاسباں اِن دروازوں پر متعین تہے وہ شراب کے نشے میں اسقدر مدہوش تہے کہ ایرانی فوج انکے قریب پہنچگئی اور اُنکو ایک دم میں کہیرے ککڑی کی طرح کاٹ کر ڈالدیا۔ اسوقت جو ہنگامہ نائے ونوش اور بزم عشرت وسرور محل شاہی میں قائم تہے اور غلغلہ شادکامی اور نعرہ کوہ شکین اور شرابنوشی بڑی بیخبری کے ساتہ بلند تہا وہ بالکل بند ہوگیا اور حملہ آوروں کی شوروغل نے اِن لوگوں کے کان گنگ کردیے جو محل کے اندر مقیم تہے اور اسوقت عیش وطرب میں مصروف تہے اور روشنی کے ایک بڑے احاطہ سے اُنکو یہ امر معلوم ہوگیا کہ دشمن اِس محل کے گرد پہنچگیا ہے اور نہایت سختی اور تیزی کے ساتہ مکان شاہی منہدم کیا جارہا ہے اور گو اِسکو اسبات کی خبر نہی کہ دشمن وسط شہر بابل میں اِسوقت نہایت قوت اور استقلال کے ساتہ موجود ہے تاہم شاہ بابل نے یہ حکم دیا کہ دشمن کس طرح شہر میں اِس بیباکی کے ساتہ درانہ بلادردسر گہس آئے اِسکی تحقیقات کریں اور نیز اُن محافظین سے یہ وجہہ دریافت کیجائے کہ شہر کے دروازے خاص کروہ دروازے جو دریا کی طرف تہے کس وجہہ سے نہ بند کیے گئے مگر اِسکا یہ دریافت کرنا فضول تہا کیونکہ وقت گذرچکا تہا اور ایرانی حملہ آوروں کی آوازوں سے تمام ایوان میں ایک کہلبلی مچی ہوی تہی اور قتل وغارت کا چارطرف ایک ہنگامہ برپا تہا بہرحال اِس عرصہ میں چند خاص منتظم حکام بابل محل شاہی کی طرف پہنچگئی اور اُنہوں نے وہ سب قصہ مفصل بیان کیا کہ کس طرح فرات کے دہار کو غنیم نے پلیٹ دیا اور وہ یعنے کیکاؤس اُسی حالت بیخبری میں اتنے بڑے لشکر کے ساتہ بلاروک ٹوک شہر میں داخل ہوگیا جس سے شاہ بابل کو یہ کامل طور سے یقین ہوگیا کہ اب اِسکا آخری وقت ہے اور وہ اور اُسکے

ملازم دشمنوں کے ہاتھہ سے ظرفۃ العین میں نیست و نابود ہوجائینگے - خدا نے اسکی اولاد بخت نصر کی حکومت کا زمانہ ختم کردیا ہے اور اب وہ گورنمنٹ ایران اور میڈیا کے حکمرانوں میں تقسیم ہوجائیگی اور آج کی رات کے تیوہار نے بابل کے شہزادوں اور عمائد اور تمام حکام اور سرداران فوج کی زندگی کو ہمیشہ کے واسطے مٹادیا اور شراب نوشی کا شغل جو مدہوشی اور بالکل خدا فراموشی کا مجموعہ تہا وہ اب ایسے خواب میں اُن لوگونکو مشغول کردیگا کہ وہ کبہی نہ جاگینگے زینوفن مورخ لکہتا ہے کہ کیکاؤس نے ایوان شاہی میں داخل ہونیسے پہلے اپنی جنرلوں کو یہ حکم دیدیا تہا کہ تم لوگ اپنے ہتہیاروں سے ہشیار رہنا اور دیوتاؤں کی پرستش کرنے والونکو ایک دم سے قتل کرڈالنا میں تمکو نہایت تاکید کے ساتہہ بیل (بابلیوں کا بت بزرگ) کے توڑ ڈالنے پر مامور کرتا ہوں

دیکہو اور سمجہو اے گنڈانیار اور گوبریاس ہمکو تم محل تک پہنچنے کا راستہ بتاؤ کیونکہ تم اس راستے کو بخوبی جانتے ہو اور سب سے پہلے ہمکو ایوان شاہی میں داخل ہونیکی کوشش کرنی چاہیے گوبریاس ابتدا میں شاہ بابل کا ایک نہایت دلیر اور جنگجو غلام تہا جو کسی قصور پر اسکے پاس سے بہاگ کر کیکاؤس کے پاس چلا آیا تہا اور کیکاؤس تو ایسے موقع کی تاک میں تہا اسنے غلام مذکور کی بہت عزت و توقیر اور خاطر داری کی اور نہایت احترام کے ساتہہ اسکو اپنی فوج میں ایک نہایت معزز عہدہ دیدیا تہا - اسمیں شک نہیں ہے کہ کیکاؤس کو شہر بابل کی فتح میں اس غلام سے بہت بڑی مدد ملی تہی - بہر حال گوبریاس اس ارادہ کیکاؤس اور اسکی اس خیال ضروری کے پورا کرنے کی غرض سے اور نیز یہ سوچکر کہ آج کی رات جبکہ حسب قاعدہ شہر کے لوگ بالکل شراب کے نشہ میں مدہوش ہونگے اور ایوان شاہی کے دروازے بہی کہلے ہوے ہونگے محل پر بخوبی قبضہ کرلینا چاہیے ایوان شاہی کی طرف روانہ ہوا مگر اسکی یہ کوشش عبث ٹہری کیونکہ اسکے پہنچنے تک یہاں خاتمہ ہوچکا تہا کیونکہ بعض مورخین یہ بہی لکہتے ہیں کہ جب شاہ بابل کو دشمنوں کے داخلہ کی خبر بخوبی دریافت ہوگئی اور اسکو یہ معلوم ہوگیا کہ اب سلطنت کا بالکل خاتمہ ہوگیا ہے تو اسنے مع اپنے اکثر امرا اور تمام خاندان کے خودکشی کرلی تہی اور انکے خون کا ایک دریا محل میں بہنے لگا تہا - بہر حال کیکاؤس کسی نہ کسی طرح محل شاہی میں داخل ہوگیا بعض مورخین کے نزدیک اس کے سپاہیوں اور اسکے فوج کے ہاتہہ سے ایوان شاہی میں قتل عام ہوا اور مقتولین کے علاوہ معمولی باشندگان ایوان کی خود شاہ بابل اور اس کے

سب وزرا اور عمائد سلطنت شامل تھے یہ سب کے سب مارے گئے - اور بخت نصر کے قدیمی محل
پر شہنشاہ ایران کیکاؤس کا جھنڈا لہرانے لگا - اسکے بعد کیکاؤس نے سواروں کے ایک
دستہ کو شہر کی سڑکوں کی طرف روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ بابل کے باشندوں میں سے جس
شخص کو باہر جاتا ہوا دیکھو فوراً قتل کر ڈالو اور نیز ایک حکمنامہ کالدی زبان میں اسنے شایع
کرا دیا تھا کہ جو لوگ اپنے گھروں میں بیٹھے رہینگے - انکو شہنشاہ ایران کی طرف سے امان
دیگئی ہے مگر جو شخص باہر سڑک یا گلی کوچے میں پایا جائے گا وہ فوراً قتل کر دیا جائیگا بالآخر
جب کیکاؤس کو شہر پر بخوبی تسلط ہو گیا تو اُسنے بڑے شان و شکوہ اور جاہ و حشم سے
اپنے کل سواران ہمراہی کو جو اس لڑائی میں شریک تھے اہل بابل کی نگاہوں کے سامنے
اپنی قوت کے اظہار کے واسطے وسط شہر میں نمایاں کیا - ان سواروں میں چار ہزار بطور
پاسبانوں کی ایوان شاہی کے سامنے کھڑے کیے گئے اور دو دو ہزار سوار محل کی چار طرف
سے ایستادہ ہوئے اور دو ہزار کیکاؤس کی خاص ہمراہی میں تھے جبکہ اسنے اپنی کل فوج کی پریڈ ملاحظہ کی تھی اسوقت
جسقدر سوار اسکے ہمراہ تھے انکی چار دستوں میں تقسیم کیگئی تھی جنمیں دس دس ہزار آدمی تھے اور جو میڈیا آرمینیا ہرکنیا
کہدوشیا - اور سیکہا کے بڑے دلیر اور جنگجو باشندے تھے انکے علاوہ مختلف ریاستوں کے سواران بلکل علیحدہ تھے
ہیرودوٹس کے نزدیک جسوقت کیکاؤس نے بعد قبضہ بابل کے اپنی فوج کا جائزہ لیا ہے تو اسکی تعداد حسب ذیل تھی
ایک لاکھ تیس ہزار سوار دو لاکھ جرٹ سوار اور چھ لاکھ پیدل تھے - اس کارروائی کے
بعد کیکاؤس نے اس خفیہ خزانے کی تلاش کی جو بابل میں صدہا برس سے محفوظ چلا آتا
تھا اور جسمیں زر و جواہر اور دولت بیقیاس موجود تھی اور آخر چند امرائے بابل کی اعانت
سے اس خزانہ پر کیکاؤس کو قبضہ حاصل ہوا اور باوجود اس امر کے کہ اسمیں سے ایک بڑے
مقدار لشکر کو بطور انعام تقسیم کردی گئی اسقدر کثیر زر و مال بچ رہا تھا جو سلطنت ایران
میں خسرو پرویز کے عہد تک موجود رہا اور جو ایران کی بڑی قوت اور استحکام اور خوشنمائے
اور سرسبزی کا باعث تھا -

بظاہر سلطنت اور شہر بابل کے استحکام سے کسی دشمن کی یہ طاقت و مجال نہ تھی کہ اسپر
قبضہ کر لیتا اور نہ کسی انسانی قوت سے یہ ممکن تھا کہ اسکو فتح کر لیتا مگر بہ آسانی یہ شہر اور
ملک اُس شخص کا شکار ہو گیا جسکی نسبت یہ کہا گیا تھا کہ وہ خاص ملازم یا خادم یا مخصوص بندہ
خدا ہے اور اسکے بنیاد پر اور بموجب اُس تمام مجموعہ پیشین گوئی کی جو انبیائے سابق کی معرفت

ہوی تہیں کہ (بابل کا زوال ایک روز ضرور شدنی ہے) بالکل شہر مذکور نیست و نابود ہوگیا اور تاکہ انسان کو یہ امر بخوبی ثابت ہوجائے کہ خدا ہر ایک امر پر قادر ہے اور اِس بات کو وہ بخوبی دیکھہ لے کہ جس چیز کی بابت خدا حکم فرماتا ہے اِسکا ایک ثبوت صداقت یہ ہے کہ بہ خلاف شہر وحکومت بابل الہامی احکام سابقہ میں بابل کے واسطے جو کچھ کہا گیا تہا وہ کس طرح تمام وکمال پورا ہوا - اور نہایت ہی معمولی زمانہ میں اِس شہر کے حالت ایسی ہوگئی جو بالکل عبرتناک اور حیرت انگیز ہے -

انسان کو غور کرنا چاہیئے کہ ایک زمانہ مین وہی کیکاؤس تہا جو بہت دنوں سے بابل کی فتح کرنے کی آرزو رکہتا اور کئی بار اِسپر حملہ کرچکا تہا اور پہر ایک بڑے گروہ انسانی کے مجموعہ کے ساتہ جو ہر طرح جنگ کی غرض سے اِسکی ہمراہی پر آمادہ تہا دو برس سے بابل کی دیوار شہر پناہ کے باہر اِسکا محاصرہ کیئے پڑا ہوا تہا اور جسکا صرف ایک عرصہ تک یہی مشغلہ رہا کہ مایوسی کے ساتہ باہر کی طرف سے بابل کی دیواروں کو دیکہتا رہے اور کچہ بہی اسلوب فتح وغیرہ کا اِس سے انجام نہ پائے اور آخر حالت محاصرہ سے اسکی پریشانی اِس انجام پر پہنچ جائے کہ بوجہ کمیابی رسد وقحط غذا کے اِسکی فتح سے نا امید ہوجائے ۔ مگر جبکہ حکم الہی پورا ہونے کا وقت آیا اور جو کچھ پیشین گوئی کا زمانہ اِسکی بابت تہا قریب پہنچا تو یہ انجام ہوا کہ وہی کیکاؤس مکمل طور پر بابل پر قبضہ کرنے کے بعد اِسکی نہایت پوشیدہ عظیم خزانوں اور دفینوں سے تمام وکمال واقف ہوگیا اور جسقدر اسرار اور حالات خزاین مذکور پر قبضہ کرنے کے وسائل اور ذرایع کے تہے اِنپر کیکاؤس کو کامل تسلط اور اقتدار حاصل ہوگیا -

پس اِسکی وجہہ یہی تہی کہ خدائے بنی اسرائیل یعنے خداوند عالم وعالمیاں نے اِسکو احکام کے متعلق مامور ہونیکے واسطے سابق سے ارشاد فرمادیا تہا اور جب یہ معینہ وقت قریب آگیا کہ یہودیوں پر جو ظلم کیا گیا تہا اِسکا انتقام لیا جائے اور ایک ایسے شخص کی قوت کو جسنے انپر ظلم کیا تہا بالکل توڑ دیا جائے تو بابل کس طرح ذلیل کرکے فتح کیا گیا اور جسنے اسکی تسخیر کی تہی یعنے کیکاؤس کیانی نے اُن یہودیوں کو بابل والوں کے دست ظلم سے بہی کامل نجات بخشی -

پس اہل بصیرت یہ اندازہ کرسکتے ہیں کہ ابتدا میں کیکاؤس کی کچھ ہستی نہ تہی مگر صرف اسکو جب افضال اور رحمت الہی نے تحریک کی تو اُسنے اول ایک مختصر ایرانی فوج کو جمع کیا او

اور پھر اِسکے ذریعہ وہ نہ صرف میڈیا والوں اور اہل ایران کی سلطنت کو متحد کر دینے میں کامیاب ہوا بلکہ ایسے زمانہ میں اہل ہرکینیا نے جو بطور مجاہدین کے اپنی خدمات نہایت کثیر تعداد میں اِسکی نذر کی تھی اِسکی اطاعت اور جان نثاری کے لیئے پوری فرمانبرداری کا اظہار کیا اور پھر بتدریج اُسنے اہل اسیریا اور ساکنان اسیریا اور فرغیہ اور نیز میڈیا - کاربا - فنیشیا والوں کو بھی نہایت ہی تھوڑے زمانہ میں مغلوب کر کے اپنا مطیع و منقاد بنالیا۔

اور آخر یہانتک اِسکے اقبال اور سلطنت کو وسعت ہوئی کہ بخارا و بلخ (بکٹیریا) اور علی ہذا ساتشیا - ٹیفیلیگونیا اور میراڈنینیا اور انکے علاوہ مختلف اقوام پر نہایت شوکت و اقتدار کے ساتھ حکومت کی اور اِسکے بعد اِس عنوان پر جیسا کہ اکثر مشہور قطعات ایشیا اور سلطنت اسیریا اور بابل پر اِسکو تسلط حاصل ہو چکا تھا اسنے یونان اور سائرس اور مصر کو بھی اپنے قبضۂ اقتدار میں داخل کر لیا تھا۔

شہنشاہ کیکاؤس ایرانی کے عام اوصاف زندگی

شہنشاہ کیکاؤس کی عام حالات زندگی میں مورخین نے لکھا ہے کہ وہ ایک نہایت ہی مخیر انسان تھا اور اُسکو دیگر سلاطین زمانہ کی طرح بظاہر مال و دولت دنیا کی خاص طور پر جمع کرنے کی ہرگز طمع نہتھی - زینوفن مورخ لکھتا ہے کہ کیکاؤس ایرانی ایک نہایت دانشمند اور سنجیدگی اور رحم اور ہر قسم کے اعلے درجہ کی شاہی اوصاف اور حکیمانہ قابلیتوں کا مجموعہ اور نمونہ تھا - یہ ایک مشہور بات ہے کہ بہ نسبت اِسکی دولتمندی اور حشمت و تمول کے اِسکی عالی حوصلگی سیر چشمی اور مناسب فیاضی بہت بڑھی ہوئی تھی اور اسکو ہر وقت عام طور سے لوگوں کو نفع پہنچانے اور ہر قسم کے مصیبت رسیدہ اشخاص کے ساتھ ہمدردی کرنے اور انکی دکھ درد میں شریک ہونے اور ایک نہایت دلاویز انکسار اور عاجزی ظاہر کرنے کے اور کوئی شغل اپنی نہایت تابان اور درخشان سطح زندگانی کے واسطے بہت کم نظر آتا ہے حالانکہ اِسکے پاس علاوہ اِسکے خاص موروثی ثروت و دولت کے کہ ہوسیس اور اسیریا اور سلطنت بزرگ بابل کے عظیم خزائن و دفائن موجود تھے اور نیز

سلے مورخین قدیم اسٹرالو - ہیروڈوٹس اور زینوفن وغیرہ کا اس تحقیق پر اتفاق ہے کہ بابل اور تمام سلطنت اسیریا کی بربادی سے بیشتر تقریبًا ایکسو ساٹھ برس قبل حضرت اشعیانے بابل کے زوال کی بابت پیشین گوئی کی تھی مگر بموجب قول جوزیفس مورخ کے یہ پیشین گوئی حضرت اشعیا نے بابل کے زوال سے دوسو دس برس قبل کی تھی - اور کیکاؤس نے بابل پر سنہ عیسوی سے ۵۳۸ برس پیشتر یہ فتح حاصل کی تھی - ۲ ج

اِسکو کامل اقتدار اور قبضہ حاصل تہا۔

اِسکا عام خیال یہہ تہا کہ اِسکی دولت ذاتی ضرورتوں کی نسبت عزیزوں اور اپنے ماتحت سرداروں اور دوستوں کی رفع حاجات و ضروریات کے واسطے زیادہ موزوں ہے اور چنانچہ اِسی خیال پر اسنے اپنی دولت و مال کا بہت بڑا حصہ ایسے اشخاص کی ہمدردی اور رفع حاجات میں بتدریج صرف کردیا تہا اور اِسی کے باعث اہل میڈیا کا یہ خیال تہا کہ اُنہوں نے اپنی اور اپنے سرداروں اور تمام معزز اور ہر طبقہ کے خورد و بزرگ اشخاص کی جانیں کیکاؤس کے اختیار میں دیدی تہیں کہ اگر اسکا اشارہ ہو تو ایک پل میں اُنکو قربان کردیں. گویا اسکے لمحی اور فوری فرمان پر اپنے جانوںکو یہہ لوگ صرف اِسکی خوشی کے لیئے نیست و نابود کرنے پر آمادہ ہوجاتے تہے۔

ایک ادنے مثال اسکی سیر چشمی اور عالی حوصلگی کی یہ ہے کہ جسوقت گوبر یاس جو ایک بڑا اسیرین گورنر اور اہل کالڈیا میں گویا ایک نمودار سردار تہا اور جو دراصل شاہ بابل کا نفس ناطقہ اور خاص رفیق تہا اور سچ پوچہیئے تو یہی شخص اِسوقت سلطنت بابل کو سنبہالے ہوے تہا۔ اپنی گورنمنٹ سے باغی ہوگیا جسکی وجہہ کی بنسبت مورخین نے اختلاف کیا ہے مگر ایک مسلمہ سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ شاہ بابل نے اپنی فطرتی ظالمانہ طبیعت اور نہایت سفاکانہ مغلوب الغضبی کو کام فرماکر شدید ظلم اور بیرحمی سے اِسکے اکلوتے بیٹے کو قتل کرڈالا تہا۔ پس اِس صدمے اور ایک نہایت اندوہناک حادثہ سے سردار مذکور ناراض ہوکر کیکاؤس سے ملجانے پر آمادہ ہوا تو کیکاؤس نے نہایت اعزاز و احترام کے ساتہہ استقبال کرکے اِسکو اپنے لشکر میں اُتارا اور بعد فتح و تسخیر و خونریزی بابل اِسکی نہایت عظیم الشان لشکر میں جسقدر ہرکینے اور میڈیا والے تہے اور نہایت ذی عزت اور عالی ہمت ایرانیوں کے سامنے اُسنے یہ درخواست بطور اپیل پیش کی کہ بابل کے مندروں اور تمام سرزمین بابل سے جسقدر مال و دولت لوٹ میں اِنکے ہاتہہ آئی ہے وہ ایک بڑی مقدار میں تقسیم کرکے زیادہ حصہ گوبریاس کو دیدیں اور اِسکے رفقائے ہمراہی اور تمام لشکر کو ہر طرح کا آرام اور آسایش پہنچائیں۔ اِس حکم کی نوعیت جسقدر انسانیت اور مردم شناسی سے مملو تہی اِسکی تصدیق اِس امر سے ہوتی ہے کہ جیسے ہی یہ الفاظ کیکاؤس کی زبان سے نکلے تمام لشکر

بقیہ صفحہ ۳۶ جوزیفس مورخ کہتا ہے کہ جو پیشین گوئی زوال اور بربادی بابل کی بابت حضرت اشعیا نے کی تہی اسکا زمانہ سنہ عیسوی سے ۷۰۰ برس پہلے تہا۔ مگر ہیروڈوٹس مورخ اسکے زوال کے دوسو پچاس برس بعد یعنے ۴۸۴ برس قبل سنہ عیسوی کے پیدا ہوا تہا اور زینوفن ساڑہے تین سو برس بعد اِس پیشین گوئی یعنے ۴۴۹ برس قبل سنہ عیسوی کے پیدا ہوا تہا۔

ایران بلکہ دوست و دشمن میں عام طور سے نہایت شاباش اور آفریں کا غلغلہ مچگیا اور بغیر کسی قسم کی تامل اور اختلاف کے اُن لوگوں نے فوراً اپنی نہایت بہادر اور عالی ہمت بادشاہ کے احکام کی تعمیل کی۔

بعض مورخین کہتے ہیں کہ یہ واقعہ فتح بابل سے قبل کا ہے یعنے جسوقت گوہرباس مع اپنی متعلقہ فوج کے لشکر ایران میں آکر شامل ہوا ہے تو کیکاؤس نے یہ حکم اپنی فوج کو نافذ کر دیا تہا کہ جہانتک انسانی طاقت میں ممکن ہے گوہرباس کی خاطر تواضع کیجائے اور تم لوگ اسبات کا وعدہ میرے سامنے کرلو کہ تسخیر و فتح بابل کے بعد دیوتاؤں کے مندر سے جسقدر لوٹ حاصل ہو وہ گوہرباس کو دیدی جائے گی چنانچہ ان احکام کی بخوبی تعمیل کی گئی اور بعد فتح اسیریا اہل ایران وغیرہ نے اِس حکم کیکاؤس پر یہانتک رضامندی ظاہر کی کہ ایک سردار اور امیر ایرانی نے گوبرباس کو متوجہ کرکے کہا کہ جو کچہ ہمارے شہنشاہ نے حکم دیا ہے وہ نہایت ہمدردی سے لبریز ہے اور ہم جب تک ہمارے اختیار میں ہماری جان ہے بلاشک ایسا ہی کرینگے اور مناسب فرمان کی بدل وجان تعمیل کرینگے اور اے گوہرباس تو ہماری نسبت یہ خیال کرتا ہوگا کہ ہم اہل ایران بالکل محتاج ہیں کیونکہ ہملوگ اپنی ملک سے سکہ ہاے طلائی یعنے اشرفیوں کے بوجہہ سے لدے ہوے نہین ائے ہیں مناسب اور شراب نوشی اور معتدل عیش و مسرت اور شادکامی کچہ طلائی جام و پیالہ پر منحصر نہین ہے اگراس سے سرخوش اور تفریح منظور ہو تو مٹی کے پیالوں میں بہی ممکن ہے اور یہ بہی تجکو سمجہ لینا چاہیئے کہ ہمارے یہاں کے دانشمندوں کا قول ہے کہ انسان روپیہ سے عالی ہمت اور مستحکم نہیں ہو سکتا بلکہ عقل اور استحکام قلب سے ایسا لازوال فائدہ اسکو پہنچتا ہے جو لازوال ہوتا ہے اور صرف دولتمندی سے انسان کو کوئی وقعت نہیں حاصل ہوتی ہے بلکہ اُسکو اپنی دلی قوتیں اِس قسم کی خاصیت جس سے عام کو آسایش ہو فیاضی اور ہمدردی کے واسطے پیدا کرنی چاہیئے۔

چنانچہ کیکاؤس اور تمام سرداران ایران کی اِسقدر خاطرداری اور ایسی محبت طریقہ تالیف اور انسانیت کے ساتہ پیش آنیسے گوبرباس کو ایک عجیب مشکل پیش آئی کیونکہ اگرچہ وہ نہایت دلشکستہ تہا اور اِسکی بادشاہ نے شدید ظلم اور سفاکی کے ساتہ اِسکے اکلوتے بیٹے کو نہایت بیرحمی سے اِسکی آنکھوں کے سامنے قتل کرادیا تہا مگر اِسکے انتقام اور مواخذہ میں یہ امر اسکا قلب کسی طرح گوارا نہ کرتا تہا اور اسکی نفس کو یہ امر نہایت دشوار معلوم ہوتا تہا کہ وہ بالکل سلطنت بابل کا دشمن ہو جائے

جہاں اِسکے بزرگوں اور آباء واجداد نے عزت اور نام اور ثروت اور دولت حاصل کی تہی اور اِسکا ارادہ کسی طرح اِسپر قایم نہوتا تہا کہ اپنے بادشاہ سے نمک حرامی پر کمر باندہ کر اپنے ملک وکشور کی خرابی اور تباہی میں کوشش کرے اور اِس خاندان کے استیصال میں سرگرم اور مصروف ہو جسکے نمک اور بادہ احسان سے اِسکی بہت سی پشتیں پرورش پا چکی تہیں اور جہاں سے اِسکو اسقدر عزت اور ثروت اور بلند نامی حاصل ہوئی کہ ایک غلامی کی حیثیت بتدریج ترقی کرکے وہ اہل کالدیا کا ایک بہت بڑا سرغنہ اور سلطنت بابل کا ایک زبردست مشیر بنادیا گیا تہا۔ مگر اِسکا پس وپیش بے سود تہا کیونکہ آخر کیکاؤس کی فیاضی اور بیدریغ عطا بخشی نے اِسکے خیالات کو خاندان فرمانروائے بابل سے بالکل بدلدیا اور آخر جب کہ شاہ بابل کے محل پر غنیم کا قبضہ ہوا ہے تو یہی پہلا شخص تہا جسنے دشمن کو وہاں تک جانے کا خفیہ رہستہ بتایا اور محلات شاہی پر قابض کرادیا اور بموجب منشاء ایزدی کے کہ جو نہایت صحیح اور اعلےٰ درجہ کے فیصلوں کا سرچشمہ ہے اِسکا ہاتہہ اِن لوگوں کے بیدریغ قتل میں شریک ہوا جنہوں نے اِسکے فرزند کا خون بہایا تہا۔

موجودگی ایک نہایت ہی زرکار اور درخشان مرقع پیشین گوئی کے جو سلطنت کالدیا اور بابل کے تسخیر وقبضہ کیکاؤس کے بابت ہمارے سامنے موجود ہیں یہ امر خاص طور پر اظہار کرنا ضروری ہے کہ نہ تو زمانہ قدیم کی تاریخ بتلاتی ہے اور نہ اِس زمانہ تک جیسے کوئی ایسا بادشاہ یا کشورکشا اور فاتح سلطنت نظر آتا ہے جسکے اوضاع واطوار اور جسکا عام چال وچلن ایسے اعلےٰ درجہ کی خوبیوں کا مجموعہ ہو اور جو اخلاقی پالسی وحکمت عملی، اور دشمنوں کے مظالم اور برداشت میں اپنی کامیابی کے لیئے اسدرجہ سربرآوردہ اور نامور ہو جیساکہ کیکاؤس بادشاہ ایران تہا اور جسنے بابل کے تسخیر اور قبضہ کے بعد اہل کالدیا کے ساتہہ ایسی عالی حوصلگی کا برتاؤ کیا تہا اِسکے حشمت کی بابت تمام کفار مورخین جو اِس زمانہ کے کچہ عرصہ کے بعد ہی پیدا ہوئے ہیں اپنی اپنی تاریخوں کے ذریعے گواہی دے رہے ہیں کہ اکثر مورخین قدیم کا خیال ہے کہ یہی ایک شخص تہا جسنے بربادی بیت المقدس اور یہودیوں کی تباہی کے بعد جو شاہان بابل کے ہاتہہ سے نہایت ہی عبرتناک طور پر ہو چکی تہی اُسنے بیت المقدس کو از سرنو آباد کیا اور نیز خاص عمارت بیت[1] المقدس جسے بخت[2] نصر اور اِسکی اولاد نے اکثر مقامات سے منہدم

[1] بیت المقدس کی نسبت اکثر مورخین کا اتفاق ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے بنوائی تہی اور وہ ایک خاص عبادتگاہ اقوام

کرادیا تہا ترمیم اور تجدید کی جانب تجدید فرمائی۔ شہر مذکور کے اصلی باشندے نہایت اطمینان کے ساتہہ پہر وہاں آباد ہوے اور ہیکل اور تمام وہ مقامات جو متبرک اور عبادت کے اسباب میں شامل تہے ازسرنو قایم اور درست کیئے گئے اُسنے اِس کارروائی یعنے ترمیم بیت المقدس کو نہایت خوبی کے ساتہہ پورا کیا یعنے اِسکی تعمیر وغیرہ میں بڑی سیرچشمی اور فیاضی سے بیدریغ روپیہ صرف کیا اور اپنے جرنلوں اور تمام بڑے اور چہوٹے افسروں کو یہ حکم دیدیا تہا کہ جسقدر یہودی اطراف یہودیہ وغیرہ میں منتشر ہیں انکو الطاف اور ہر طرح کی خاطر داری اور حسب موقع اعانت از رو مال کے ذریعہ واپس بلایا جائے اور اِس عمارت کے بنانے میں جسقدر روپیہ کی ضرورت یا سونے چاندی کے لگانے یا صرف کرنے کی یہ خواہش ہو وہ اُنکو حسب ضرورت اور بلا تامل دیا جائے اور نیز وہ جانور جنکی قربانی کرتے تہے اور یہودی جنکی قربانیوں سے تمتعات اخروی کا یقین کرتے تہے بلا تردد و تامل انکے واسطے فراہم کیئے جائیں۔

کیکاؤس کی نسبت یہ مشہور ہے کہ اِسنے تعمیر مذکور یعنے بیت المقدس کی ازسرنو عمارت کی تیاری اور اِسکی بربادی اور یہودیوں کی تباہی و قتل و اسیری کے ستتر برس بعد کی تہی اور بعض مورخین جوزیفس وغیرہ کی یہ رائے ہے کہ یروشلیم کی ازسرنو تعمیر جو کیکاؤس کے ہاتہوں سے ہوئی وہ حملہ بخت نصر اور اِسکے ہاتہہ سے فتح و بربادی بیت المقدس اور یہودیوں کی گرفتاری اور جلاوطن بابل کے ایک سو بیس برس بعد ہوئی تہی۔ توریت سے زیادہ تر اِس زمانہ کی کوئی معتبر تاریخ اہل مذہب الہام کے نزدیک نہیں قرار پا سکتی ہے اِس سے حسب ذیل مفہوم ظاہر کیا جاتا ہے کہ دکیکاؤس شاہ ایران کے پہلے سال حکمرانی میں خدائے یرمیا کے اِس ارشاد کی پوری تکمیل ہوگئی یعنے خدا نے کیکاؤس کی روح اور دل کو اسبات پر آمادہ کیا کہ اسنے اپنی تمام سلطنت میں یہ فرمان شایع کرادیا جسکا یہ مضمون تہا کہ دکیکاؤس شہنشاہ ایران حکم دیتا اور اعلان کرتا ہے کہ خدائے کریم نے جو زمینوں کا بادشاہ ہے مجکو روے زمین

بقیہ صفحہ ۳۹ ملہ بنی اسرائیل کی تہی جسکی عظمت و جلالت اِسوقت یہودیوں اور نصرانیوں اور اہل اسلام کے دلونمیں اِسوقت تک موجود ہے۔ ۱۲ مترجم بخت نصر ایک کافر اور نہایت ظالم بادشاہ بابل تہا جسکا ذکر کسی موقع پر کیا جائیگا اِسنے بیت المقدس پر حملہ کرکے اِسکو لوٹا اور یہودیونکو ایک بڑی مقدار میں قتل کرکے اسیقدر یہودیونکو قید کرکے بابل میں لے آیا تہا اور انسے غلامی اور ذلیل کام کرائے جاتے تہے اور سلطنت کے معاملات میں انکو کوئی حق حاصل نہ تہا۔ ۱۲ زبدۃ فی محج۔ جوزیفس مورخ

کی سلطنت عطا کی ہے اور مجکو اسنے یروشلم میں جوارض یہودیہ میں واقع ہے ایک مکان تعمیر کرنیکا حکم دیاہے، تمام بُت پرست اور کفار مورخین قدیم نے نہایت پسندیدہ طرز سے اِس امر کو اظہار کیاہے کہ کیکاؤس سلطنت ایرانی رحیم باپ اور انسانوں کا ایک نہایت شفیق مربی تہا وہ دراصل سلطنت ایران کے استحکام کا بانی تہا اور وہ سلطنت موصوف کے سلسلہ میں ایک ایسے خاندان کا مورث اعلے تہا جو زوال و بربادی بابل و کالدیا کے بعد نہایت حشمت و اقتدار کے ساتہ ایران میں قایم ہوا تہا اور جسکی فرمانروائی کی وسعت سرزمین شام سے لیکر ہندوستان تک پہیلی ہوئی تہی اور دوسری طرف ممالک روس اِسکے قبضہ میں تہے اور ایک جانب ختن اور تبت میں اور تمام منگولیا میں اِسکی عملداری ہوگئی تہی۔

آرین اور اسٹرابو اور پلوٹارچ مورخین نے وہ کتابہ جو دخمۂ کیکاؤس پر نصب تہا اور جو سکندر کو اتفاق سے ملگیا تہا اپنی آنکھوں سے دیکہا تہا اسپر خطِ زند میں عبارت ذیل کندہ تہی د او فنا پذیر انسانی ہستی میں کیکاؤس فرزند کیقباد شہنشاہ ایران ہوں جسنے ایسی بڑی سلطنت ایران کو قایم کیا کہ جہاں آفتاب غروب نہیں ہوتا تہا اور تمام ایشیا پر فرمانروائی کی تہی مجکو میری مقبرہ اور حشمت سلطنت کی یادگار پر رشک وحسد نہ کرنا چاہیئے، بہر حال اسمیں شک نہیں کہ بہ نسبت سنگی کتبوں اور اپنے پتہروں پر درج ہونے کے کیکاؤس کا نام اِن بیانوں میں جو پیشین گوئی سمجی جاتی ہیں زیادہ عرصہ تک قایم و برقرار رہیگا کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ جسنے مذکورہ طرز و طریقے پر احکام الہی کی تعمیل کی وہ ایک معمولی حکمران نہیں تہا بلکہ ایک بہت ہی بردست اور طاقتور بادشاہ تہا جو بیشمار اقوام کا قایم اور مظلوم یہودیوں کی اور نجات کا اصلی باعث تہا بابل کے متعلق جسقدر مذہبی یا انبیا کے ارشادات بطور تاریخ سمجھے جاتے ہیں۔ اُنسے صرف یہی امر ثابت نہیں ہوتا ہے صرف کہ کیکاؤس ہی نے اِس شہر پر قبضہ اور تسلط نہیں کیا ہے اور نیز بکمال مرحمت شاہانہ اکہتو ستر برس کی اسیری بنی اسرائیل کی رسم اہل بابل کو اور انکی ایک مسلسل مصیبت اور فلاکت کو موقوف کیا بلکہ مختلف اقوام اور بڑے بڑے بادشاہوں نے سلطنت کالدیا اور بابل پر اِسکے اپنی زبانوں میں پورشین کی ہیں اور بہت نسلیں اور پشتین گذری ہیں اور بہت سی صدیوں کا دورہ ختم ہوتا رہا ہے کہ یہودیوں کی اِس مصیبت کا انتقام لیا گیاہے جو بابل والوں سے نہایت سختی کے ساتہ اِسکے واسطے ظہور پذیر ہوا تہا یہانتک کہ بابل کے خلاف یہ مثل مشہور ہوگئی تہی کہ کیسے بار اور کیسے سفاکانہ طور سے طلائے شہر

فتح کیا گیا تہا۔

اِسمیں شک نہیں کہ بابل کے شہر پناہ کی دیواریں ایسی تہیں کہ جو عجائب عالم میں شمار کی گئیں ہیں اور جو بہ لحاظ اپنی بلندی اور استحکام کے انسانی کارگیری میں لاثانی سمجھی جاتی تہیں اور مورخین قدیم بالاتفاق اِس بات کو لکھتے ہیں کہ دیوار ہائے مذکور اِس قدر مستحکم پیمانے پر تعمیر ہوئی تہیں اور ایسی مضبوط بنائی گئی تہیں کہ یہ بات کسیطرح سمجھ میں نہیں آسکتی ہتی کہ کسی انسانی قوت کا ایسا امکان ہو کہ جس سے بابل مسخر کیا جاسکے اِسکے برجوں اور حصار پر اگر کوئی بہروسہ اپنی حفاظت کا کیا جاتا تو کچھ بہی بیموقع نتہا کیونکہ باشندگان شہر بابل اور اُسکے سپاہی جو دشمنوں سے آخر زمانہ میں برسر میدان مقابلہ کرنے سے ڈرتے تہے وہ ہمیشہ اِس شہر پناہ کے اندر محفوظ رہتے تہے اور انکو اپنے شہر کی دیواروں پر اِس درجہ غرور تہا کہ جس زمانہ میں پارتہیا والے صف باندہکر دیوار مذکور کے نیچے سے گذرے تہے تو اہل بابل اپنی دیواروں کے اوپر بیٹھے ہوئے حملہ آوروں پر بڑی حقارت کے ساتہہ ٹہٹہے مارتے تہے اور اُنپر بلند آوازوں کے ساتہہ اشتعال دلاتے اور طعنہ زنی کرتے تہے۔

لیکن با اینہمہ یعنے اگرچہ ایسے زبردست اسباب اہل بابل کے نزدیک حفاظت شہر و اہل شہر کے لیئے انکے قبضہ اختیار میں تہے جس سے یہ کبہی یقین نہو سکتا تہا کہ کسی طرح اِس شہر اور ملک پر کسی زبردست سے زبردست حملہ آور کو بہی فتح حاصل ہوگی مگر جسوقت قہر الٰہی نے اسکی بربادی پر سایہ ڈالا اور جسوقت اُس خدائے وحدہ لاشریک کی مرضی قاطع طور پر اسکی بربادی کے واسطے مقتضی ہوگئی اور اِسکے حکم کا وقت آیا تو نہایت سہل طور پر اِسکو فتح کرلیا گیا اور باوجود اسقدر استحکام دیوار ہائے شہر پناہ اور ایسے عظیم الشان فوج و لشکر کے اہل بابل اپنی جانوں اور تمام شہر اور ملک بابل و کالڈیا کو محفوظ نہ کرسکے۔

کیکاؤس[1] اگرچہ ابتدا جبکہ اسکی دیواروں کے قریب پہنچا ہے تو اسپر فتح حاصل کرنے سے نا اُمید ہو گیا تہا مگر آخر کار اسنے اس کارروائی سے کہ تمام اقوام کو بابل کے خلاف جنگ و پیکار پر آمادہ کر دیا تہا اپنے ارادے اور منصوبے میں بخوبی کامیاب ہوا اور بابل کو اسنے بڑی جاہ و حشم

---

[1] بعض مورخین قدیم کی تحقیقات میں فاتح بابل اور جن واقعات کا ذکر ہو چکا ہے انکو سلطنت بابل کے متعلق انجام دینے والا کیکاؤس نہیں تہا بلکہ سائرس (کیخسرو) ابن کیمیاسیس بن کیقباد بادشاہ ایران تہا جو بعد رستم و دستان شیستانی وغیرہ تمام بر اعظم ایشیا اور اکثر حصص یورپ پر قابض ہو گیا تہا دا سٹنس کی قدیم تاریخ ۲

اور شوکت شان کے نہایت ہی قلیل زمانہ میں فتح کرلیا
بعض مورخین کے نزدیک صرف کیکاؤس کے ہی زمانہ میں بابل کی تباہی نہیں ہوئی بلکہ انکا خیال ہے کہ سوائے خاندان شاہی کے نیست ونابود کرنے کے اسنے کوئی اور کارروائی اس قسم کی نہیں کی جس سے سلطنت بابل کا نشان صفحہ ہستی سے مٹ جائے مگر جو پیشین گوئیاں پوری ہونے والی تہیں وہ اپنی تکمیل سے اسبات کو بخوبی ظاہر و ثابت کرتی ہیں کہ کیکاؤس کے بعد سلسلہ وار مختلف اقوام نے اپنے اپنے زمانے میں یورش اور حملہ کرکے بابل کو تسخیر کیا اور آخر ایک خاص زمانہ میں رومی حملہ آوروں نے توایسا اِسکو برباد اور تاخت و تاراج کیا اور ایسی اسکی پامالی روا رکہی کہ بڑی سرگرمی کے ساتھہ اِسکی بنیادیں تک اُکہیڑ کر پہینکدیں اور اِسکی اینٹ سے اینٹ بجادی۔
کیکاؤس کے زمانہ میں اسکی یعنے کالدیا اور بابل کی عظمت ملکی اور شان و شوکت کو چنداں صدمہ نہیں پہنچا تہا کیونکہ کیکاؤس بقول بعض مورخین کے اِسکا برباد کرنے والا نہیں تہا بلکہ اسنے نہایت عمدہ طریقوں اور مناسب ذرایع سے اسبات کی کوشش کو جاری رکہا تہا کہ تمام اقوام میں شہر مذکور کی افضلیت اور بزرگی قایم اور برقرار رہے اور اِسکے بعد جو کوئی بادشاہ اِسکا جانشین ہوا اُسکے واسطے شہر بابل اور نیز اپنی سلطنت کی حالت کو نہایت اعلے درجہ کی قوت اور حشمت کے ساتہہ چہوڑ گیا تہا۔

داریوش یا دارا شہنشاہ ایران کی سلطنت بابل پر چڑہائی

اور شہر بابل کا قتل عام اور اُس کی مسماری

کیکاؤس کے انتقال کے بعد اہل بابل کی حالت اگرچہ اِسکے زمانہ فرمانروائی کے مانند کچہہ عرصہ تک اطاعت و فرمانبرداری ایران میں ایک خاص پیمانہ پر قایم رہی لیکن ایرانی سلطنت میں چند انقلابوں کے ہونے کے بعد جب دارا ابن دارا ب فرمانروائے فارس ہوا تو اِسکے عہد میں اہل کالدیا نے گورنمنٹ ایران سے تمردی اور بغاوت اختیار کی اور نہایت زبردست قوت سلطنت ایران کی قطعی مدافعت اور اِسکی حکومت سے کامل

طور پر آزاد ہونے کی غرض سے اُنھوں نے بیحد جوش اور عام سرگرمی کے ساتھہ بڑی بڑی تیاریاں لڑائی اور اپنی محافظت کی علانیہ شروع کردین اور سلطنت مذکور کو نہایت بیباکی کے ساتہ اسبات کی دہمکی دینا شروع کی کہ یا تو ایرانی حاکم اور اُسکا تمام عملہ اور فوج ولشکر اپنا بوریا بدھنا باندہ کریہانسے چلاجائے ورنہ اہل بابل بے تامل قتل کرڈالینگے اور اسطرح ایرانی لوگونکو جو عملداری بابل میں رہتے ہیں نیست ونابود کردینگے کہ اُنکا نام ونشان بہی نہ ملیگا اور اگر معاملہ کو طول ہوا اور لڑائی نے زیادہ زمانہ قبول کیا اور صورت جنگ سے اُنکو یعنے اہل بابل کو نقصان پہنچنے کا اگر کوئی بہی اندیشہ آخری معلوم ہوگا تو وہ ایک ایسے شہر میں پناہ گزین ہوجائینگی جو دنیا میں استحکام اور ہر قسم کی انسانی حفاظت کے سامانوں کی موجودگی اور فراہمی میں اپنا نظیر نہیں رکہتا ہے اور جو پچاس برس تک بہی کسی زبردست حملہ آور کی تدابیر اور یورش سے تسخیر یا فتح نہیں ہوسکتا ہے جسوقت دارایوش (دارا) کو اہل بابل کی اس شرارت اور سرکشی کی اطلاع ہوئی اور نیز وہ اِس امر سے آگاہ ہوا کہ اہل کالدیا نے کسطرح اپنی حالت اور قوت کو اِس لایق بنالیا ہے کہ وہ ایران جیسی سلطنت کی اطاعت سے ایسی تمردی کا اظہار کرتے ہیں تو وہ حد درجہ مشتعل اور غضبناک ہوا اور شہر مذکور کی بربادی اور وہاں کے باشندوں اور سرکش سرداران کالدیا کی گوشمالی اور قلع وقمع کے واسطے ایک زبردست اور عظیم الشان لشکر تہوڑے عرصہ میں دارالسلطنت ایران میں فراہم کرلیا اور بعد کامل اطمینان اور مستحکم اور مستقل ارادۂ تسخیر بابل کے اپنے خونخوار سپاہیوں اور ہشیار جنگی اشخاص کو ہمراہ لیکر بابل کیطرف روانہ ہوا اور آخر نہایت تہوڑے عرصہ میں قصبوں اور مواضعات بابل کو تباہ وبے چراغ کرتا ہوا دیوار شہر پناہ کے نیچے آکر خیمہ زن ہوگیا بابل والوں نے اگرچہ بڑے اہتمام اور کامل تدابیر اور سرگرمی سے بعد متواتر شکستوں کے شہر میں اپنے محصور ہونے اور آسائش سے عرصہ تک قیام کرنے کا کامل انتظام کرلیا تہا لیکن بدبختی سے انکی یہ جسقدر کارروائی تہی سراسر انکی خرابی کا باعث ہوئی کیونکہ شہر کی اندرونی حالت بالکل زمانہ حملہ کیا وُس کے خلاف تہی اور جو لوگ اِسوقت دارا کے مقابلہ میں بڑہ بڑہکر صف آرا ہوے تہے وہ اگرچہ اچہی طرح انجام کار سے واقف تہے تاہم وہ اکثر ان امور اور ضروریات سے غافل تہے کہ فراہمی رسد اور غلہ کی حالت کیسی تشویشناک اور ناقص تہی اور نہ اِس جانب کوئی خاص توجہ کی گئی تہی کہ غلہ اور خوراک کا خیال اور اِسکی نگہداشت وفراہمی پر لحاظ

اسی قومی دشمن کی حملہ آوری اور محاصرہ کے کامل طور سے رکھی جائے چنانچہ اِس فرو گذاشت اور غفلت کا نتیجہ اور اِس غلطی کا خمیازہ نہایت جلد اہل کالدیا کے سامنے آیا اور بوجہہ کمی غلہ وغیرہ کے قحط کی بلا شہر میں نہایت خوفناک طور سے پھیلگئی تاہم اہل بابل نے یہ ارادہ کرلیا کہ جسطرح اور جہانتک ممکن ہو شہر پر دشمن کو اختیار یا قابو نہ دیا جائے چنانچہ اِس قسم کے وسائل کے استحکام کی جانب اُنہوں نے پوری پوری توجہہ کی مگر اِسکے ساتھہ ہی ایک ایسی وحشیانہ اور نہایت ظالمانہ تجویز کا عملدرآمد انہوں نے اِس محاصرہ کے اندر کیا ہے جسکے سننے اور جسپر خیال کرنیسے سنگدل سے سنگدل آدمی کے بدن پر بھی رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں یعنے اُنہوں نے تمام ملک کی عورتوں کو بہ استثناء ماؤں اور صرف ایک عورت کے جو انکی خاندان میں بہت عزیز ہو اور صرف انکے کھانے پکانے کے خدمات اور کاروبار کو انجام دیسکے مع اپنے خورد سال بچوں اور اِن عورتوں کے جو انکے سوا ہوں ایک روز میں قتل کرڈالا اِسکی بہت بڑی وجہہ مورخین نے یہ لکھی ہے کہ اہل بابل کو یہ خیال پیدا ہوگیا تہا کہ انکے دیوتا انکی قربانی سے خوش ہوکر دشمنوں پر انکو فتح دلائینگے اور اِس جانگزا محاصرہ سے انکو کامل نجات حاصل ہوجائے گی۔

بعض کا یہ خیال ہے کہ اہل بابل سحر و ساحری میں بہت مشغول تہے اور اِس کارروائی کو اُنہوں نے اپنے سحر کی تکمیل میں بھینٹ اور اپنے دیوتاؤں کی قربانی سمجھکر کیا تہا۔ بہرحال اہل کالدیا نے اپنے تمام آرام اور آسایش کو دارا کے مقابلہ اور شہر کی نگہداشت میں مفقود کردیا تہا اور وہ ہمہ تن اِس منصوبہ اور فکر میں مصروف ہوگئے تہے کہ دشمن کے قابو سے کسی طرح نجات اور خلاصی حاصل ہو۔

اور اُس صحیح اور مقدس کلام یعنے پیشین گوئی کا مضمون جو حضرت اشعیا نبی کی زبانی ہوئی تہی اُن خدا فراموش اہل کالدیا کی نہایت مذکورہ ظالمانہ طرزعمل سے پورا ہوگیا (یہ دو باتیں ایک دن میں تیرے واسطے ظہور پذیر ہونگی یعنے بچوں اور بیواؤں کی بربادی اور اُنکا نیست ونابود کرنا اور یہ مصائب تیرے خاتمہ کے وسائل کی تکمیل کرینگے جو تیرے نزدیک سحر و ساحری کے استحکام اور عمدگی کا باعث سمجھے جائینگے اور دراصل تیری سحر و ساحری اور اُس پر اعتقاد رکھنے اور ہر وقت مشغول رہنے سے یہہ صورت ہوگی کیونکہ تیری نہایت خبیث اور حد درجہ بداعمالی تیری بربادی کی ضمانت کرچکی ہے)

بہرحال گویا اُنہوں نے اپنا خاتمہ خود پورا کردیا بحالیکہ اُنہوں نے اپنی عورتوں کو جنہیں

انکی بہوئیں اور انکی بیٹیاں اور کثیر تعداد میں بیوائیں اور اطفال شامل تھے اپنے ہاتھ سے پہانسی دیکر مار ڈالا اور یہ جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے یکایک ایک لمحہ اور ایک رات میں گذر گیا۔

اور جس طرح بہیڑیں یا اور کسی قسم کی قربانی کے جانور ذبح کے واسطے مقرر ہوتے ہیں ایسی ہی صورت اِس کارروائی ظالمانہ کی بہی تہی ایک مؤرخ کہتا ہے کہ اس تاریخ بیواؤں کے قتل کی ایسی شدت ہوئی تہی کہ بعد اس ہنگامہ کے فرو ہونے کے اطراف اور ہمسایہ صوبجات سلطنت سے پچاس ہزار عورتیں خاص شہر بابل میں اِس غرض سے طلب کی گئی تہیں کہ وہ انکی جگہ سمجھی جائیں جو مقتول ہو چکی تہیں اور اگرچہ انہوں نے اپنی ماؤں کی زندگی کی بہت بڑی حفاظت کی تہی لیکن بوجہ عام مقتول صغیر سن اطفال کے تمام شہر میں ایک عجیب عبرت انگیز اور اندوہناک ماتم برپا تہا اور یہ سب نتیجہ انکی بیجا اور شدید بد اعمالی کا تہا کیونکہ جذبات نفسانی نے انکو اسقدر اندھا کر دیا تہا کہ وہ قتل نفوس پر راضی ہو گئے اور اسلئے یہ امر بخوبی صحیح معلوم ہوتا ہے کہ انکی اعمالی نے خود انکو یہ کسی خاص خارجی دشمن کی دست درازی کی تباہ و برباد کر دیا۔ اور جس غرض سے یہ خونریزی اُنھوں نے اختیار کی تہی اِہیں ذرا بہی کامیابی انکو حاصل نہوی حالانکہ ایسا نہایت سخت اندوہناک فیصلہ انکی قسمت انکے واسطے کر چکے تہے اور ایسے غم انگیز خونریزی وہ کر چکے تہے تاہم انکو اپنی بد اعمالی سے باز آنے کے واسطے کوئی بہی سبق نہیں حاصل ہوا اور وہ باوجود اسقدر نفرت انگیز قتل کے بہی اِس آخری فیصلے سے اپنے کو محفوظ نہ کر سکے جو دشمنوں کے ہاتھ سے ظہور پذیر ہوا تہا اور جو اہل بابل کی بد اعمالی کے لئے ایک نہایت ہی مناسب فیصلہ تہا۔

اُنہوں نے اِس قتل اور خونریزی سے یہ یقین کر لیا تہا اور کامل طور سے وہ اِس اعتقاد کو اپنے دِل میں راسخ کر چکے تہے کہ عام کمی غذا اور شدید بلائے قحط اور نہایت خونخوار دشمنوں کے ہاتھ سے قتل و غارت اور برباد ہونے کی نسبت انکی یہ حالت نہایت ہی موزوں ہے اور یہ ضرور ہے کہ اِس بربادی بخش اندیشہ سے انکو پورے طور سے نجات حاصل ہو جائے گی مگر یہ خیال انکا بالکل غلط تہا اور سراسر انکی بدقسمتی اور خرابی انجام پر دلیل واضح تہا۔ کیونکہ اگرچہ اب ان تدابیر سے کوئی کام نہیں چل سکتا تہا۔ جو قبضۂ بابل کے حصول میں انکے سابق حملہ آور یعنے شہنشاہ کیکاؤس نے کی تہیں اور گو محاصرین کے ہر ایک طرح کے حملہ اور چالبازیوں کی تردید اور جواب اِن محاصرین نے دیدیا تہا مگر جب ہم اس انجام پر غور کریں کہ

کسطرح دارا اور اسکی فوج شہر پر قابض اور مسلط ہوگئی اور کس طرح اس نے تمام باشندگان بابل کا قتل عام کیا اور ایک عجیب طریقہ خونریزی سے بخت نصر کے خاندان کو بالکل ہی نیست و نابود کر دیا گیا۔ شہر بابل کے اندرونی عمارتیں توڑ ڈالی گئیں اور ایوان شاہی خراب اور پامال کیے گئے اور شہر مذکور کی عجیب تریں اور مستحکم تریں دیواریں منہدم کر دی گئیں تو یہ امر بخوبی دریافت ہو جائیگا کہ دارا ابن داراب نے کس طرح بابل کی بربادی میں کامیابی حاصل کی اور نیز آپ کا محاصرہ جو ایک خاص عرصہ تک بابل کے گرد رہا وہ فضول اور بے سود نہیں تھا اور اسلئے کہ دارا کی زمانے کی فتح بابل قدیم میں خاص طور سے لکھی گئی ہے اس موقع پر ایک عجیب واقعہ کے ذکر کرنے سے ناظرین کو معلوم ہو جائے گا کہ کس طرح دارا نے شہر بابل پر فتحمندی اور قبضہ حاصل کیا تھا۔

اصل یہ ہے کہ دارا اگرچہ بڑے جوش وخروش سے حملہ کرنے کے بعد دیوارہائے شہر پناہ کے نیچے پہنچگیا تھا اور اسکی تسخیر اور فتح کرنے کی ہزاروں تدبیریں اسنے کی تھیں مگر کوئی کوشش کامیاب نہوتی تھی اور پورا ایک سال اسیطرح محاصرہ کو گذر گیا اور کوئی صورت دارا کو اپنے ارادہ میں کامیابی کی نہیں معلوم ہوئی تو وہ نہایت سخت پریشان اور مضطرب ہوا اور قریب تھا کہ وہ فتح شہر سے دست بردار ہو جائے مگر سال کے آخر دن میں ایک سردار ایرانی کی نعش جسکے تمام بدن پر ہر جگہ زخم لگائے گئے تھے گویا زخموں میں اسکو چور کر دیا تھا اور اسکے کان اور ناک بھی کٹے ہوئے تھے شہر بابل کے ایک دروازہ پر پائی گئی جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اگر اسنے کوئی شدید جرم نہیں کیا ہے تو ایسی کارروائی خواہ کسی کی طرف سے ہو نہایت ظالمانہ اور وحشیانہ سمجھی جاسکتی ہے بہرحال یہ شخص دارا کا خاص معتمد بیان کیا جاتا ہے اور مورخین لکھتے ہیں کہ اگرچہ زخموں میں چور ہو کر حالت بیہوشی میں وہاں سے بھاگا تھا لیکن دروازہ شہر پہنچکر بالکل مدہوش ہو گیا اور اپنی جان کسی طرح اسنے دارا کے ہاتھ سے بچا کر بابل کے دیوار کے نیچے آکر پڑ گیا تھا اہل بابل پہلے یہ سمجھے تھے کہ یہ کوئی ادنے لشکری ایرانی کیمپ سے مردہ حالت میں یہاں پھینکدیا گیا ہے لیکن کچھ عرصہ کے بعد انکو دریافت ہوا کہ شخص مذکور کوئی معمولی آدمی نہیں ہے بلکہ یہ شخص لشکران ایران کا ایک زبردست .... سردار زوفائرس ہے۔

بہرحال جسطرح ممکن ہوا شہر والوں نے اسکو اندر بلالیا اور اس سے اس حال کی بابت جو شخص مذکور پر گذر رہا تھا مفصل کیفیت پوچھی اسنے زخموں کی تکلیف اور خون کے بکثرت نکلجانے

کی وجہہ سے کوئی تفصیلی جواب اُنکو نہ دیا کیونکہ اسمیں بات کرنے کی قوت بالکل نہتی تاہم اسنے اسقدر جواب دیا کہ میری حالت بہت طویل ہے میں جیسا کہ تمکو بہی معلوم ہوگا سلطنت ایران کا ایک نہایت نامی سردار ہوں مینے کوئی بہی جرم یا بادشاہ کا نہیں کیا ہے اگرنہ میں اپنے نزدیک کسی خطا وقصور کا مرتکب ہوا ہوں بلکہ مینے دارا کو اِس عزت کے قایم رکہنے کی غرض سے جو ہزار ہا برس سے سلطنت ایران کو حاصل ہے یہ مشورہ دیا تہا کہ وہ اب اپنا محاصرہ اِس شہر کے گرد سے اُٹھائے اور اپنی اِس کل جمعیت اور فوج و لشکر کے ساتہ یہاں سے بخط راست اپنی دار السلطنت کو واپس چلا جائے کیونکہ بظاہر اِس شہر کی تسخیر اور فتح کی کوئی تدبیر نظر نہیں آتی ہے اور نہ کوئی اُمید اِسپر قبضہ حاصل کرنے کی معلوم ہوتی ہے بس اِسپر فتح حاصل کرنا محال ہے مگر میری یہ صلاح جو محض بہی خواہی سلطنت اور ہوا خواہی ملک وملت پر مبنی تہی شہنشاہ کو قطعًا ناپسند ہوی اور معلوم نہیں کس خیال سے بظاہر شاید یہ سمجہکر کہ اِس قسم کی مشورہ لشکر ایران میں یہ بزدلی پیدا کردیگا یا یہ خفیہ دشمنوں سے ملگیا ہے بہرحال اِن عجیب وہمی خیالات اور محض فرضی قیاسات کے اصول پر دارا نے مجہپر اس سنر اور ظلم کو روا رکہا اور اسطرح نہایت تکلیف دیکر سخت بیرحمی کے ساتہ مجکو زخمی کیا اور سب سے زیادہ اثر تکلیف جو زخمی ہونے سے بہی میرے واسطے بڑہی ہوی ہے یہ تہی کہ بادشاہ نے میرا درجہ اور خطاب چہین کر میرے سامنے میرے دشمنونکو دیدیا اور میرا اسطرح کا حال خراب کرکے اپنی فوج سے نکلوا کر اور شاید مجکو مردہ سمجہکر دروازہ شہر پناہ پر پہکوا دیا اِس عجیب طول طویل روایت کے بیان کرنے کے بعد زوفائرس نے اہل شہر کو یقین دلایا کہ میں اب تمہاری پناہ میں آیا ہوں بلکہ یہ بہی سمجہ لو کہ تمہاری عظمترین بہی خواہی اور دارا اور اسکے لشکر اور تمام ایرانیوں کی تباہی اور بربادی اور خرابی کے واسطے آیا ہوں۔ اور جو تکلیفات مینے اُٹہائی ہیں انکی بابت بغیر شدید انتقام لیلے میں دارا کی عقیب گذاری نہ کرونگا اور میں اسکو زک پہنچانے اور تباہ کرنے کی سب تدابیر کو بخوبی سمجہکر اندازہ کرچکا ہوں۔

بہرحال اِس عجیب وغریب بیان اور قصے اور تفصیل پر جوزوفایرس نے اہل شہر کے سامنے بڑی اعتبایی اور سوز وگداز سے ظاہر کی تہی محصورین شہر بالخصوص اِن اشخاص کو جو اس بات کی دل سے خواہاں تہے کہ سرداران ایران میں کوئی تفرقہ یا خرابی پیدا ہوجائے پورے طور سے یقین آگیا کہ جو کچہ حکایت اسنے بیان کی ہے وہ سراسر صحیح ہے اور اسپر اعتماد کرینگی

ضرورت ہے اور ہماری اعانت اور طرفداری کے متعلق جو ارادہ اور منصوبہ اسنے ظاہر کیا ہے
اسکو نہایت صداقت کے ساتھہ پورا کریگا اور اس بنیاد پر انکو اسبات سے بڑی خوشی ہوئی کہ
کس طرح ایک ایسا بڑا سردار لشکر دشمن کا انکے شریک اور معین ہوگیا اور کیسے اعلے درجہ کی
صورت اور امید اس شخص کی ہمارے یہاں آجانے اور پناہگزینی سے ہمارے واسطے
دشمن کے پنجے سے نجات پانے اور اسکو شکست فاحش دیکر بالکل نیست و نابود کردینے کے اتفاق
سے پیدا ہوگئی ہے اور آخر انکو اسقدر زوفائرس کے بیان پر وثوق ہوا کہ بغیر کسی قسم کے غور و
فکر اور اندیشے اور تامل کے اور کسی قسم کے اندیشے اور پس و پیش کے انہوں نے اپنی ایک
بڑی فوج کی کمان اسکو تفویض کردی۔ زوفائرس نے اہل بابل کو نہایت مناسب طور سے
یہہ اطمینان دلایا تہا کہ جو کچھہ مجھسے سابق میں تمہارے مقابلہ میں نقصان پہنچ چکا ہے میں اسکی
تلافی نہایت ہی موزوں اور شائستہ طور پر کرونگا۔ بہرحال اسنے اس کارروائی اور اسقدر اپنا
اعتبار اور اعتماد اہل بابل میں پیدا کرلینے کے بعد پہلی تدبیر جو اپنی غرض مخفی کے پورے کی یہہ تہی
کہ شہر میں اپنے پہونچنے کے دسویں روز اسنے اہل بابل کو یہہ مشورہ دیا کہ اسوقت ایرانی
لشکر نہایت بیخبری کی حالت میں ہے لہذا کلان دروازہ سے نکلکر اسقدر جمعیت فوج کے ساتھہ
اسپر شبخون مارنا چاہیئے چنانچہ اہل بابل نے اسکی اس تجویز کو نہ صرف پسند کیا بلکہ اسکی دیانت و فاقت
کی صداقت انکے دلوں میں اور زیادہ مستحکم ہوگئی اور آخر یہہ تجویز مستحکم ہوگئی کہ اس شبخون کی
کارروائی کو ضرور پورا کرنا چاہیئے بالآخر ایک رات کو اسنے نہایت پوشیدہ طور پر دو تین دستے
بابلی فوج کے ہمراہ لیکر شہر مذکور کے سمرامنس نام دروازہ کی طرف سے دشمن پر دہاوا کیا اور
اس حملہ سے اسنے مخالفین بابل یعنے داراکی فوج کے ایک ہزار آدمی کو طرفۃ العین میں قتل کردیا
اور اسی طرح اسنے دوبارہ نینیان دروازہ کی طرف سے ایک مناسب فوج کے ساتھہ شہر سے
نکلکر ایرانیوں پر حملہ کیا اور بہت سے آدمیونکو قتل کرکے شہر میں داخل ہوگیا۔

اہل بابل کو اس جدید حالت کے پیدا ہونے سے اپنی قطعی کامیابی کے پورے کامل امیدیں پیدا
ہوگئی تہیں اور ایک عجیب نئی تقویت انکے خیالات اور ارادوں میں اپنی رہائی اور دشمن پر فتحیابی
کی عام طور سے یقینی سمجھی گئی تہی۔ اور اسکے ساتھہ ہی زوفائرس کی تعریف ہر فرد بشر کی زبان
پر تہی آخرکار اسکے خدمات اور خیرخواہی کی اسقدر قدردانی اور توقیر کی گئی کہ اسکو اس تمام
فوج کا سپہ سالار مقرر کردیا گیا جو شہر بابل کے اندر محصور تہی اور ایرانیوں کی مدافعت

مین اسقدر سختی کے ساتہ مصروف تہی۔ اِس عرصہ مین ایرانی لوگ بہت ہوشیار نظر آتے تہے اور تیس روز تک انکی احتیاط کو اسقدر زیادتی رہی کہ محصورین نے حسب مشورہ زوفائرس بہی شہر کے اندر سے نکلکر کسی اور حملہ کی جرأت نہ کی مگر اس زمانہ کے گذرنے کے بعد ہی زوفائرس بڑی دلیری اور چالاکی کے ساتہ اپنی فوج کے ایک بہت بڑے حصہ کو ہمراہ لیکر شہر کے کالدین دروازہ سے باہر نکلا اور ایرانی لشکر پر اِس زور وشور سے گرا کہ انکو ذرا بہی سنبہلنے اور مقابلہ کی مہلت نہ ملی اور آناً فاناً ہم ہزار آدمیوں کو قتل کرکے نہایت تیزی کے ساتہ شہر مین واپس داخل ہوگیا۔ اِس کار نمایاں اور ایسے جلیل اور بانتیجہ خدمت کے ظہور پذیر ہونے سے نہ صرف اِسکے (زوفائرس) کی دلاوری اور عقلمندی اور فنون جنگ سے اسکی واقفیت اہل شہر کے ذہن نشین ہوگئی بلکہ انکو یہ بہی یقین ہوگیا کہ یہ پورے طور سے ہمارے ملک کو دشمنوں کے حملہ سے بچائیگا۔ اور جو موجودہ مشکلات درپیش ہیں انکو ایک ایک کرکے اسی طرح نیست ونابود کردیگا اور اِس اعتبار کا یہ نتیجہ ہوا کہ انہوں نے فقط اپنے تمام فوج کے اعلے کمان ہی اِسکے سپرد نہین کردی بلکہ اسکو ایک ایسا نہایت ہی اہم عہدہ اور خدمت سپرد کردی جسکے واسطے یہ تمام دردسری مول لی تہی اور ایسی خونریزی کی کارروائی گوارا کی تہی اور جو خاص انکا اسکی دلی مرضی اور خواہش کے بموجب اِسکی اقبالمندی اور مدبری اور اِسکی عجیب دانشمندی نے نہایت مناسب اسلوب پر اسکے اختیار مین دیدی یعنے شہرپناہ کی دیواروں اور دروازون کی حفاظت اور نگرانی بڑی اعتماد اور اعتبار اور کامل وثوق کے ساتہ اِسکے سپرد کردی گئی دارا کو اگرچہ زوفائرس کے متواتر دلیرانہ حملوں سے بظاہر ایک سخت نقصان اور صدمہ پہونچا تہا اور اِسکے جانباز سپاہی ایک خاص جماعت کے کثیر تعداد مین قتل ہوچکے تہے تاہم وہ نہایت استحکام اور احتیاط اور اطمینان کے ساتہ شہرپناہ کی طرف بڑہتا چلا آتا تہا یہانتک کہ ایک روز شہنشاہ مذکور بالکل دیواروں کے نیچے پہونچگیا اور کسی خاص وقت کے انتظار مین اسنے وہاں اپنے ڈیرے ڈالدیئے اور اِس عرصہ مین محصورین کی طرف سے جو حملہ آوری اور یورش ہوتی رہی اِسکا بہی بخوبی جواب دیتا رہا۔

ناظرین کو آیندہ واقعات اور حالات پڑہکر نہایت حیرت ہوگی کہ زوفائرس کی یہ کارروائی ایک نہایت عجیب اور زبردست حکمت عملی اور سخت مدبرانہ دغابازی تہی جسکی اصلیت کی آگاہی اور اطلاع سے مساوی طور پر تمام لشکر ایران اور نیز محصورین بابل یعنے اہل کالدیا اور اسیریا

قطعاً ناواقف تھے چنانچہ اسکی تکمیل اور خاتمہ اِس طور پر ہوا کہ وہ خود تو دروازہ ہائے شہر کے قریب اپنے خاص خاص لوگوں کی جمعیت سے بطور ایک نیابت افسر کے مقیم رہا۔ اور تمام مسلح سپاہیوں کو شہر پناہ کی دیوار پر چڑھا دیا غرض کہ اہل بابل میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہ تھا جو کسی موقع پر دروازوں کے متعلق اگر کوئی کارروائی ہو تو اُسکو روک سکے اور نہ اُنکو اس قسم کا گمان تھا کہ زوفائرس کی خدمات ایسے خودغرضی اور حکمت عملی اور کسی خاص بھید کا سرچشمہ ہیں پس اسنے اُنکو ایسی بیخبری اور ایک عجیب ہنر باغ میں رکھا اور ایک روز رات کے وقت جب کہ اہل بابل زوفائرس پر کامل اعتماد کیئے دیوار ہائے شہر سے غافل شرابنوشی میں مصروف تھے نہایت عجلت کے ساتھ شہر کے دو دروازے جو بیلڈئن اور کیسین دروازوں کے نام سے مشہور تھے کھولدیئے اور ایرانی بہادروں اور صف شکنوں کی ایک بڑی جمعیت کو جو دیوار شہر کے قریب اِن دروازوں کے پاس لگی ہوئی تھی ایک دم سے اندر بلا لیا اِس واقعہ کی اطلاع سے ناظرین کو کمال حیرت ہوگی کہ اِسوقت تک جو کارروائی زوفائرس نے کی اسکی اطلاع سوائے خاص دارا اور زوفائرس کے اور کسی کو بھی نہ تھی اور یہ امر بھی قابل اطلاع ہے کہ اِس کارروائی اور تدبیر کا موجد اور بانی خود زوفائرس تھا جسکی تفصیل اسطرح ہے کہ ایک روز جبکہ محاصرہ کو بہت طول ہوا اور دشمنوں کو جو ہر چند کہ محصور تھے مگر بوجہ گذشتہ مسلسل جنگوں کے جنگی کاموں کا بہت بڑا تجربہ ہو چکا تھا اسبات پر آمادگی تھی کہ جسطرح ممکن ہو دارا کی ظلم و زیادتی اور محاصرہ کا کامل دفعیہ کیا جائے۔

دارا نے ایک کمیٹی آئندہ حالت محاصرہ وغیرہ کی نسبت اپنی خاص خیمے میں منعقد کی اور بڑے بڑے سرداران ملکی اور جنگی اسمیں جمع کیئے اور ہر ایک سے اسبابت رائے پوچھی کہ محاصرہ کو طول ہوتا جاتا ہے۔ محصورین۔ اگرچہ شہر سے نکلکر میدانداری نہیں کرتے ہیں لیکن جب موقع پاتے ہیں ہماری فوج کو شدید نقصان پہونچا جاتے ہیں اور شہر پناہ کے استحکام کی حالت بھی پوشیدہ نہیں ہے اور اگرچہ اندرون شہر کا مفصل حال معلوم نہیں ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ محصورین ہمہ تن اسبات پر آمادہ ہیں کہ اِس کوشش میں سرگرمی سے مصروف ہیں کہ جہانتک ممکن ہو محاصرہ اُٹھا دیا جائے۔

ہماری فوج میں دشمن کے سرزمین ہونے کے باعث رسد بہت کم رہگئی ہے جس سے نہایت سخت مصیبت اور خرابی کے پیش آجانے کا اندیشہ ہے۔ دارا کی اِس تقریر پر حاضرین نے مختلف

رائیں ظاہر کیں اور جتنے سرداران سلطنت حاضر تھے اُنہوں نے کوئی نہ کوئی تدبیر جو اُنکے عقل
میں اُسوقت آئی اِسکو دارا کے حضور میں پیش کیا مگر اِن تدابیر میں سے کوئی بھی ایسی رائے اور تجویز
نہ تھی جس سے دارا کو اطمینان ہوتا اور جسکے عملدرآمد پر وہ فوراً آمادہ ہوجاتا۔ بہرحال اِن سب سرداروں
میں سے ایک سردار جسکا نام زوفائرس تھا اور جو دارا کا بہت بڑا رفیق اور نہایت بہادر
اور مدبر ایرانی تھا ایک عجیب رائے ظاہر کی جسکو سُنکر بادشاہ نہایت غضبناک ہوا اور اِسکے ساتھ
ہی تمام ایرانی سردار اِس سے بگڑ گئے یعنے اسنے بادشاہ سے یہہ کہا کہ میرے نزدیک سلطنت
ایران خود ایسی وسیع اور زبردست ہے کہ ہمکو اسکا ہی انتظام مشکل دشوار ہے سلطنت بابل پر
جو جہاں پناہ نے چڑہائی کی ہے اول تو اِسکی تسخیر اور فتح ناممکنات سے ہے اور اِسکے علاوہ
اِسکے انتظام کے واسطے ایک جداگانہ نہایت ہی خیر خواہ عقل اور منتظم اشخاص کی ضرورت ہوگی
ظاہر ہے کہ ایسے لوگ بکثرت کہاں سے دستیاب ہوسکینگے اور قطع نظر اِسکے بابل پر جس غرض سے
فوج کشی کیگئی ہے یعنے وصول خراج اور اطاعت کی غرض سے وہ بوجہہ بدل جانے حالات مزاج
سرداران بابل کے اب بالکل بے سود یقین کی جاسکتی ہے لہذا میرے نزدیک یہ محاصرہ اُٹھا لیا
جائے اور ہمکو حرمت اور عزت و آبرو کے ساتھہ اپنے ملک کو فوراً واپس چلا جانا چاہیئے اور اگر
ملک بابل کی فتح و تسخیر ایسی ہی ضروری ہے تو ہم کسی خاص موقع پر دوبارہ اِس ملک پر حسب مرضی و
اطمینان فوجکشی کرسکتے ہیں جسکے ذریعہ پر آسانی یہ ملک ہمارے قبضہ میں آسکتا ہے۔ ظاہر ہے
کہ یہہ جواب زوفائرس کا اسقدر مصیبت اور اخراجات کے اُٹھانے اور ایسے متواتر حملات کے
ہوچکنے اور طرح طرح کی دقتیں برداشت کرنے اور ملک بابل کے ایک بہت بڑے حصہ کے فتح
کرلینے اور نیز دیوار شہر پناہ کے محاصرہ کی کارروائیوں کے لحاظ سے کسقدر عجیب و غریب تھا جسکے
یہ معنے سمجھے گئے تھے کہ زوفائرس باطن میں اہل بابل سے ملگیا ہے اور نیز وہ شاہ ایران سے
دغابازی کے ساتھہ برتاؤ کرتا ہے اور اِسکی اِس قسم کے برتاؤ پر سخت خوف اور اندیشہ
اسبات کا ہے کہ کسی خاص وقت پر اِس سے کوئی نہایت نقصان رسان دغابازی نہو
چنانچہ اِس قسم کا الزام اُسپر رکھا گیا اور عدالت جنگی نے حسب الحکم شاہی اِس کو بدخواہ
سلطنت قرار دیکر اِس کے قتل کا حکم دیدیا مگر دارا نے اِس قتل کے حکم کی عوض میں یہہ
ترمیم کردی کہ اِس کے واسطے صرف اسقدر سزا کافی ہے کہ اِس کو زخموں سے چور
کردیا جائے اور اِسکے ناک کان کاٹ کر شہر بابل کے دروازہ پر ڈالدیا جائے تاکہ اسکو

رائیں ظاہر کیں اور جتنے سرداران سلطنت حاضر تھے اُنھوں نے کوئی نہ کوئی تدبیر جو اُنکے عقل میں اُسوقت آئی اِسکو دارا کے حضور میں پیش کیا مگر اِن تدابیر میں سے کوئی بھی ایسی رائے اور تجویز نہ تھی جس سے دارا کو اطمینان ہوتا اور جسکے عملدرآمد پر وہ فوراً آمادہ ہوجاتا۔ بہرحال اِن سب سرداران میں سے ایک سردار جسکا نام زوفائرس تھا اور جو دارا کا بہت بڑا رفیق اور نہایت بہادر اور مدبر ایرانی تھا اُسنے ایک عجیب رائے ظاہر کی جسکو سُنکر بادشاہ نہایت غضبناک ہوا اور اِسکے ساتھ ہی تمام ایرانی سردار اِس سے بگڑ گئے یعنے اِسنے بادشاہ سے یہہ کہا کہ میرے نزدیک سلطنت ایران خود ایسی وسیع اور زبردست ہے کہ ہمکو اُسکا ہی انتظام مشکل دشوار ہے سلطنت بابل پر جو جہاں پناہ نے چڑہائی کی ہے اول تو اُسکی تسخیر اور فتح ناممکنات سے ہے اور اِسکے علاوہ اِسکے انتظام کے واسطے ایک جداگانہ نہایت ہی خیرخواہ عقلی اور منتظم اشخاص کی ضرورت ہوگی ظاہر ہے کہ ایسے لوگ بکثرت کہاں سے دستیاب ہوسکینگے اور قطع نظر اِسکے بابل پر جس غرض سے فوج کشی کیگئی ہے یعنے وصول خراج اور اطاعت کی غرض سے وہ بوجہہ بدل جانے حالات مزاج سرداران بابل کے اب بالکل بے سود یقین کی جاسکتی ہے لہذا میرے نزدیک یہ محاصرہ اُٹھالیا جائے اور ہمکو حرمت اور عزت وآبرو کے ساتھہ اپنے ملک کو فوراً واپس چلا جانا چاہیئے اور اگر ملک بابل کی فتح وتسخیر ایسی ہی ضروری ہے تو ہم کسی خاص موقع پر دوبارہ اِس ملک پر حسب مرضی و اطمینان فوجکشی کرسکتے ہیں جسکے ذریعہ بآسانی یہ ملک ہمارے قبضہ میں آسکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہہ جواب زوفائرس کا اسقدر مصیبت اور اخراجات کے اُٹھانے اور ایسے متواتر حملات کے ہوچکنے اور طرح طرح کی دقتیں برداشت کرنے اور ملک بابل کے ایک بہت بڑے حصہ کے فتح کرلینے اور نیز دیوار شہر پناہ کے محاصرہ کی کارروائیوں کے لحاظ سے کسقدر عجیب وغریب تھا جسکے یہ معنے سمجھے گئے تھے کہ زوفائرس باطن میں اہل بابل سے ملگیا ہے اور نیز وہ شاہ ایران سے دغابازی کے ساتھہ برتاؤ کرتا ہے اور اِسکی اِس قسم کے برتاؤ پر سخت خوف اور اندیشہ اسبات کا ہے کہ کسی خاص وقت پر اِس سے کوئی نہایت نقصان رسان دغابازی ہو چنانچہ اِس قسم کا الزام اِسپر رکھا گیا اور عدالت جنگی نے حسب الحکم شاہی اِس کو بدخواہ سلطنت قرار دیکر اِس کے قتل کا حکم دیدیا مگر دارا نے اِس قتل کے حکم کی عوض میں یہہ ترمیم کردی کہ اِس کے واسطے صرف اسقدر سزا کافی ہے کہ اِس کو زخموں سے چور کردیا جائے اور اِسکے ناک کان کاٹ کر شہر بابل کے دروازہ پر ڈالدیا جائے تاکہ اسکو

ہمیشہ سے رہا ہے کہ اپنے بندگان خاص الخاص کے بعض معروضات پر جو نہایت خیرخواہی
اور ایک وفادارانہ گرمجوشی سے بارہا پیش ہوتی رہیں بلکہ بعض حالتوں میں نہایت مرحمت سے انپر
عملدرآمد کا حکم بھی دیا گیا ہے۔ اور اس سے ایسے نتائج پیدا ہوے ہین۔ جو حضور عالی
کی کمال خوشنودی اور ان وفاداروں کی مزید عقیدتمندی اور اعزاز و احترام کا باعث قرار
پائے ہیں۔

شاہان گیانی اور پیشدادی عدالت شعار فرمانروا ایران میں ابتک جسقدر اورنگ آرائے سلطنت
ہوے ہین اور ایک بیشمار فرمانروائی کے سلسلے میں اپنی زبردست اور نمودار حکومت اس وسعت
آباد طبعی پر قایم کر چکے ہیں اگرچہ وہ سب آسمان دنیا کی نہایت تابندہ ستارے تھے تاہم ان سب
میں صرف حضور مع النور ہی کی ذات معدلت صفات کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ نہایت
اہم معاملات سلطنت اور دقیق رموز مملکت میں بندگان شہنشاہی کی رائے اور تجاویز قطعیہ
کو نہایت وقعت کے ساتھ ایک عجیب لاثانی اور قابل اطمینان نتیجہ حاصل ہوتے دیکھا جاتا
ہے اسکے علاوہ اصول فرمانروائی میں آج کل حضور کے مراحم اور عطوفات شاہی سے یہ بات
لازمی کر دی گئی ہے کہ نہایت جاں نثار اراکین سلطنت کی رائیں اور انتظام ملک کے متعلق
انکی عام تجاویز حضرت شہنشاہی کی غور اور توجہ کے واسطے حسب موقع و ضرورت بےخوف
و باک اور کسی قسم کی لمحی تامل کے پیش ہوتی رہیں بہرحال جبکہ حضور بندگان عالی کی راے
میں سلطنت کے استحکام کے لیے ایسے مصالح یقینی سمجھ لیے گئے ہیں تو اسکے ساتھ یہ بھی
ضرور ہے کہ مشیران سلطنت اور قدیمی نمکخواران بادشاہی اسوقت ایسی عقل و دانش اور
خوبیوں کا مجموعہ ہیں کہ جو ہر طرح قدوم شاہی اور نیز اپنے ملک و قوم پر جان دینے کیواسطے
آمادہ ہیں اور علے ہذا انکے ذاتی قابلیتونکا بھی حضور بندگان عالی نے کامل اندازہ کر لیا ہی
اسوقت جو ہنگامہ اور معرکہ درپیش ہے اور کالدیا کے چند نامرد سرگردہونکی جو کمال حیلہ بازی
ہمارے شیر شکار سپاہیوں کو ایک قسم کی گیدڑ بھبکی دکھائی ہے اگرچہ یہ امر کوئی نہایت ہی
اہم اور ایسا مسئلہ نہیں ہے جسپر بندگان عالی کو کوئی خاص فکر باعظمتریں توجہ ہو
تاہم یہ حالت طوالت محاصرہ و نیز اس خیال سے کہ چیونٹی بھی اگر دشمن ہو تو اسکو بڑے ہاتھی
کے برابر سمجھکر کسی وقت اسکے دفعیہ کی تدبیروں اور کوششوں سے غافل نہ رہنا چاہیے مجھے
اسباب کے اظہار کی جرأت حاصل ہے کہ بمقابلہ تمام تر اندوہ اور محض ایک جان فرسا فکر کے

اِسکی حل مشکلات کی جانب بندگان عالی کی توجہ ضروری ہے مگر جہانتک میرا خیال ہے بمقابلہ ان وسائل اور تدبیروں کے جو دیگر سرداران سلطنت اور نہایت بیدار مغز مدبرین مملکت کی نہایت تیز وزن رایوں کا نتیجہ ہوں گی سینے جو خاص تدبیر دشمنوں کے نیست و نابود کرنے اور شہر بابل پر نہایت آسانی سے قابض اور مسلط ہو جانے کی اندازہ کی ہے اسکا اظہار سب سے پہلے پیشگاہ بندگان عالی میں ضروری ہے کیونکہ اسکی نوعیت کچھ اس قسم کی ہے جو بالکل تدابیر ملکی مالکی طرز وروش سے جداگانہ ہے۔

اور گو عام طور سے یہ خیال ممکن ہے کہ وہ تدبیر کسی خیر خواہ سلطنت کے واسطے خطرناک ہے تاہم جبکہ ہمیں اپنی سلطنت اور ذات بندگان شہنشاہی کی حفاظت و سلامتی کے لیے ہر قسم کے نتایج اور تدابیر پر لحاظ رکھنا ضرور ہے اور واجب و لازم ہے لہذا میں یقین کے ساتھ یہ خیال اپنے دل میں قایم کر چکا ہوں کہ اِس تدبیر کے انجام دینے سے بمقابلہ کسی ایک نفس ملازم سلطنت کے اگر ہمیں اِس محاصرہ میں کامیابی اور اپنی سلطنت کا اعزاز قایم رکھنے کے تدابیر سے کوئی قابل اطمینان نتیجہ حاصل کرنا منظور ہو تو نہایت گرمجوشی اور سرگرمی سے جہانتک جلد ممکن ہو اِسکو مکمل کرنے کی جانب کامل توجہ کرنا از قبیل واجبات ہے۔

اور وہ تجویز یہ ہے کہ کل کے روز ایک خاص دربار منعقد کیا جائے جسمیں تمام سرداران سلطنت حاضر ہوں اور اسوقت اِس معرکہ اور نیز موجودہ محاصرہ کی نسبت اِن لوگوں سے رائے لیجائے میں اِسوقت نہایت گرمجوشی سے مخالفین کی حمایت کا اظہار کرونگا اور نیز میرا خیال صاف طور سے یہی ظاہر ہوگا کہ جہانتک جلد ممکن ہو اِس محاصرہ کو اب اُٹھا لیا جائے اور ہمکو اِس ملک اور خاصکر اس شہر (بابل) کی تسخیر کے ارادہ اور منصوبہ سے کوئی فائدہ نہ ہوگا لہذا اسحالت میں ہمیں اپنے ملک کو واپس چلنا چاہیئے ظاہر ہے کہ میری رائے بالکل اِس جنگ اور ہمارے ملک کی نام آوری اور حضرت شہنشاہی کے منصوبوں کے برخلاف ہوگی اور بالکل اس قسم کی رائے ہوگی جس سے بہت بڑا پہلو بغاوت سلطنت اور دشمنوں کی حمایت اور طرفداری کا ظاہر ہوتا ہوگا اور اِسوقت ایسی مشتبہ اور خطرناک رائے ظاہر کرنے والے کو حسب قانون سلطنت جو سزا دینی چاہیئے اِسکے نفاذ کی جانب بندگان عالی کو فوراً توجہ فرمانی ہوگی گو اِسکی تعمیل میں بندگان شاہی کو ایک خاص تبادلہ نوعیت سزا کی بابت ضرور ہوگا یعنے دراصل ایسے مجرم کو فوراً سزائے موت د[illegible]ا ہے مگر مجھے جلاد جو حسب قاعدہ قدیم سلطنت

حاضر دربار ہوتے ہیں وہ حکم شاہی کے بموجب صرف اسقدر سزا دیں کہ ہیں زخموں سے جو مہلک نہوں چور کردیا جاؤں اور ناک کان کاٹ کر اور نیم مردہ کر کے مجکو شہر پناہ بابل کے ایک دروازہ پر ڈالدیا جائے۔

اِسکے بعد جو کچھ نتیجہ پیدا ہوگا اِسکو حضور خود آنکھوں سے دیکھینگے کہ کِس آسانی سے اور کِس شوکت و اقتدار کے ساتھہ ہم بلا دوسر شہر بابل پر قابض ہو جائینگے اور اِسکے نافرمان اور متمرد باشندوں اور کالدیا کے مغرور سرداروں کو تہ تیغ کر سکینگے۔ دارا نے اِس عجیب و غریب تجویز اور تدبیر کو جو زوفائرس نے نہایت صداقت دِلی اور گرمجوشی سے پیش کی تہی اور جو سراسر جان نثاری اور طرح طرح کے خطرات سے جنکا اثر صرف زوفائرس کی جان پر پڑتا تہا معمور تہی سنا اور بکمال مرحمت کے ساتھہ یہ جواب دیا کہ دسُن اے میرے قدیم رازدار اور نہایت عزیز و فادار سلطنت (زوفائرس) اِس تجویز میں تیرے جان جاتے رہنے کا کامل خطرہ ہے اور پہر بہی کوئی کامل یقین ہمیں اپنے مطلب و منصوبہ کی کامیابی کا پیش نظر نہیں ہے بس جبکہ حالت ایسی مشتبہ ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ اس عدیم النظیر شخص کی زندگی کیونکہ ہمکو واپس ملسکتی ہے جسکی قیمت کا کوئی بہی اندازہ نہیں ہے اور گو سلطنت بابل پر ہم اور بہی تدابیر سے کامیاب ہو سکتے ہیں لہذا میرے نزدیک ایسی کارروائی سراسر بیسود ہوگی جسمیں علاوہ نقصان کے میری بدنامی صدیوں تک رہیگی کہ فضول اُمید اور عجیب موہوم خیال پر ایک ایسا وفادار سردار دشمنوں کے ایسے غضبناک گروہ اور ایک بے پناہ آتش جنگ میں دیدہ و دانستہ ڈالدیا گیا تہا۔ زوفائرس نے دارا کے اِس ہمدردی آمیز انکار کی بابت ایک وفادارانہ شکریہ ادا کیا اور نہایت معقولیت کے ساتھہ اسبات کو ثابت کیا کہ اِس تجویز کی کامیابی میں بشرطیکہ کامیابی کے زمانہ تک سوائے میرے اور آپکے کوئی آگاہ نہو شک وشبہ کی ذرا بہی گنجایش نہیں ہے کیونکہ دشمن اِسوقت نہایت پریشان اور ہر طرف سے بیرونی امداد کا نہایت تہ دِل سے آرزومند ہے اور وہ اسبات کا بہی خواہاں ہے کہ محاصرین (ایرانی فوج) میں کِسی طرح نفاق پیدا ہو اِسکے علاوہ جبکہ اسکو اسبات کا کامل یقین ہے کہ حضور بندگان عالی کے جتنے احکام ہیں وہ نہایت اندازے کے ساتھہ ہوتے ہیں پس میری بامصلحت مذکورہ سزا دہی وہ کِسی رمز اور غرض خاص کے ساتھہ کسیطرح نہیں خیال کر سکتے ہیں بلکہ انکے پاس بطور ایک مستغیث اور پناہ گزین کے میرے پہنچنے

انکی رائے میں حد درجہ غنیمت ہوگا اور پھر اپنے فائدہ کی غرض سے میری شمالت اور رضامندی وہ ضروری سمجھینگے اور جہانتک اُنکے امکان میں ہوگا وہ مجھسے سازوباز قایم کرنا اپنی نجات کے واسطے لازمی یقین کرینگے اور اِسکے بعد جو حالات اور واقعات پیش آئینگے اُنکے متعلق وقت پر جو مصلحت لازم ہوگی اِسکا عملدرآمد کرونگا گو اُسکی اطلاع پیشگاہ سلطان میں نہ پہنچ سکے مگر یہ ضرور ہے کہ میں فلان فلان کارروائی کرونگا اور بنظر دہوکہ دینے عام باشندگان بابل اور اہل کالدیا کی اِس شہر سے نکلکر چند معمولی حملہ اپنی (ایرانی) فوج پر کرونگا جسمیں یقین ہے کہ خونریزی ہوگی اور یہ خونریزی ہماری ہی فوج کے نقصان کا ایک بہت بڑا جزو ہوگی مگر میرا خیال ہے کہ جب بندگان عالی میرے اِس تمام سلسلہ کارروائی اور حکمت عملی پر لحاظ فرمائینگے تو یہ امر بخوبی ثابت ہوجائیگا کہ اِس سے بہتر اور کوئی تدبیر دانشمندانہ عریضہ سے اسوقت ایسے عظیم الشان شہر اور اِس طرح کی گرمجوشی اور خونریز شدید دشمنوں کے تباہ کرنے اور انپر غلبہ اور فتح حاصل کرنے کی نہیں ہوسکتی تہی۔

بہرحال زوفائرس نے اِس معقولیت اور مناسبت کے ساتھہ دارا کے سامنے اپنی تجویز کے پہلوؤں اور اُسکے نکات کو پیش کیا اور سمجہایا کہ شاہ مذکور اِس تجویز کے عملدرآمد پر راضی ہوگیا اور اِسکے بعد جو کچہ کارروائی ہوی وہ سب اول سے آخر تک ناظرین کے ملاحظہ میں گذرچکی ہے۔ خلاصہ یہ کہ جسوقت سے زوفائرس دارا سے علحدہ ہوکر شہر بابل میں مصنوعی طور سے پناہگزین ہوا ہے اور ایرانی فوج کے شہر میں داخل ہونے تک جو کچہ کارروائی زوفائرس کی جانب سے ہوی اُسکو زوفائرس یا دارا کے سوا اور کوئی بہی نہیں سمجہ سکتا تہا۔ اور باوجود اِس امر کے کہ زوفائرس کے متواتر حملوں میں چند دستے ایرانی فوج کے گرفتار ہوگئے جو شہر کے اندر حالت محاصرہ اور خاص زوفائرس کی نگرانی میں رکہی گئی اور نیز اِسکے ہاتہہ سے تقریباً سات ہزار ایرانی مختلف حملوں میں مارا گیا مگر دارا نے اِسکا کچہ بہی خیال نہیں کیا جس سے تمام سرداران فوج کو ایک عظیم حیرت اور تعجب دامنگیر تہا مگر وہ یہ بالکل نہ سمجہتے تہے کہ ایسے شخص کے مجروح کرنے کی معاوضہ میں جو نہایت ہی اعلے درجہ کی دانشمندی سے تہوڑے عرصہ میں انکو سلطنت بابل کا مالک اور قابض بنادے گا یہ خونریزی کچہ بہی قدر و قیمت نہیں رکہتی ہے۔

بہرحال زوفائرس کی تجویز کے بموجب ایرانی فوج مذکورہ دروازوں سے شہر بابل میں داخل ہوگئی

تو اسنے فوراً دونو دروازوں پر قبضہ کر لیا اور جب تک اہل شہر کو اس عجیب اور نہایت ہی خطرناک انقلاب کی خبر ہو دارا مع اپنی کل جرار فوج کے شہر میں داخل ہو گیا اور اسنے بیدریغ اور بلا تامل شہر کے قتل عام کا حکم دیدیا چنانچہ شمار کیا گیا ہے کہ اس روز کے قتل عام میں صرف پانچ لاکھ مردخانہ نشین مارے گئے تھے اور اسکے علاوہ عورتیں اور اطفال بھی بیشمار تہ تیغ ہوے اس خونریزی عظیم کے بعد دارا محل شاہی بابل میں ایک چیدہ ایرانی دستہ کے ساتھ گھس گیا اور اس حکمران کو جو بخت نصر کی اولاد میں تھا اور جسکے مورث اعلےٰ کو کیکاؤس نے بعد فتح اس ملک کا باجگذار حکمراں کردیا تھا گرفتار کرکے قتل کرادیا اسکے ساتھ اور بھی شاہزادے مارے گئے اور اسکا تمام سامان جو جواہرات اور سونے چاندی کا طلسم تھا لوٹ لیا گیا اور شاہی خاندان کی جسقدر عورتیں اس محل میں تھیں وہ قید کرکے ایران کو بھیجدی گئیں۔

اور بجائے وہاں کے اصلی حکمران خاندان کے تمام صوبہ بابل دکالدیا گورنر زوفارس مقرر کیا گیا جسکی شمشیر تدبیر سے اتنی بڑی فتح بلا دسرا دارا کو حاصل ہوی تھی سب سے زیادہ مورخین کی قابل توجہ تسخیر و قبضہ شہر بابل کے بعد جو دارا نے کی وہ یہ تھی کہ بابل کے شہرپناہ کی دیواریں ایک بڑے درجہ تک منہدم کردی گئیں جسکے باعث محاصرین کو شہر پر آسانی سے قبضہ حاصل ہوجانے کی تدبیر آیندہ کے واسطے پیدا ہوگئی اور اسکے دروازے جنکی تعداد پورے سو کے اندر تھی بالکل گراکر مسنیت و نابود کردی گئی اور اسطرح یہ پیشین گوئی پوری ہوئی کہ دبابل کی دیواریں منہدم ہوں گی اور اسکے دروازے گرادیے جائینگے ہیروڈوٹس مورخ یونانی کے قول کے بموجب بابل کی یہ دوسری تسخیر یا فتح تھی اور یہ ایک عجیب امر ہے کہ احکام الٰہی خدا کے ارادے کے بموجب جس سے کوئی امر پوشیدہ نہیں ہے کسطرح پورے ہوتے ہیں۔

بابل پر سکندر اعظم کا قبضہ

اکثر مورخین قدیم لکھتے ہیں کہ دارا کی فتح کے بعد بابل کو سکندر اعظم نے فتح کیا تھا جس میں شہر کی تیسری بربادی شمار کی جاتی ہے مگر یہ بربادی دراصل بربادی نہیں یقین کی گئی ہے کیونکہ بخلاف ایرانیوں کے سکندر کا مذہب اہل بابل کے عقائد سے بہت کچھ ملتا جلتا تھا۔

بابل پر سکندر کی حملہ اور یورش کی اصل یہ وجہہ بیان کیگئی ہے کہ ایک زمانہ میں علاوہ ایشیا کے بہت بڑا حصہ یورپ بھی شاہان ایران کے ماتحت ہوگیا تھا اور اسکی قید سلطنتیں گورنمنٹ

ایران سالانہ معینہ خراج دیتی تہیں چنانچہ یونانی حکومت بہی ایک تہوڑے عرصہ سے اسکی مطیع فرماں ہوگئی تہی اور دارا کے زمانہ تک قلیب (فیلقوس) بادشاہ یونان ومقدونیہ وغیرہ معمولی خراج ہر سال سلطنت ایران کی نذر کرتا رہا تہا مگر آخر زمانہ فیلقوس میں جب دارا ثانی دارا ب تخت نشین ہوا تو یونان کی سلطنت میں بہ نسبت سنین گذشتہ کے ایک نہایت قابل اطمینان تبادلہ نظم النظام میں ہوگیا تہا اور ایک عام قومی جوش اسباب پیدا ہوگیا تہا کہ آزادی اور ایران کی سلطنت کی اطاعت سے سبکدوشی حاصل کرنی چاہیئے لیکن اس جوش کا اظہار عہد فیلقوس میں پورے طور سے نہو سکا مگر جب تہوڑے زمانہ کے بعد قلیب (فیلقوس) مر گیا اور سکندر اسکا جانشین ہوا اور یونان کا تاج فرمانروائی ایک ایسے شخص کے سر رکہا جو خود تمام دنیا کی تسخیر اور زیر نگین کرنے کا داعیہ رکہتا تہا تو اس آزادی کی تجویز کو پوری طرح سے تکمیل ہوگئی اور بادشاہ موصوف نے اپنی تخت نشین ہونے کے بعد سلطنت ایران کو حسب قاعدہ خراج مذکور نہ روانہ کیا اور باوجود طلب انکار کیا تو اُسنے بعد طویل خط وکتابت کے اپنی فوجوں کو جو سکندر کے ملک کی سرحد پر رہتی تہیں جنبش کرنے اور حکم حملہ کرنے کا دیدیا۔

گو ایرانیوں نے بڑی دلیری سے سکندر کی سرحد پر حملہ کیا مگر بوجہہ دانائی سکندر اور اُسکے رفقا اور سرداران سلطنت کے اس حملہ میں سخت ناکامی ہوی اور ایرانی فوج وہاں سے بہاگ کر ایک اور مقام پر خیمہ زن ہوئی۔ سکندر نے اس شکست کے بعد ایرانیوں کا تعاقب ضروری سمجہا اور اب اسکی راے میں یہ امر قطعی ہوگیا کہ سلطنت ایران کا فتح کرلینا اسوقت ذرا بہی دشوار نہیں ہے کیونکہ دارا کی فوج کی حالت یونانیوں کے مقابلے میں بہت ناقص تہی اور اسلیے وہ ایک جرار فوج کے ساتہ اس حصہ ملک کو جو عملداری ایران میں داخل تہا فتح کرتا اور ایرانی فوجوں کو متواتر شکست دیتا ہوا بابل کی سرحد کے قریب پہنچگیا اور یہاں بعد کسیقدر معمولی ہنگامہ آرائی کے اسنے خاص شہر بابل کا محاصرہ کرلیا۔ بابل کے دروازے اگرچہ دارا کے حکم سے بالکل گرا دیے گئے تہے تاہم مادیوس ایرانی جنرل متعینہ بابل نے پناہ گزین کا کامل اہتمام وانتظام کرلیا تہا اور اسمیں شک نہیں ہے کہ اگر اہل شہر سکندر سے سازش کرکے شہر کے دروازے نہ کہولدیتے تو یکایک اسکا فتح کرنا اور مذکورہ ایرانی جنرل پر غلبہ حاصل کرنا آسان امر نہ تہا۔ سکندر کے قبضہ بابل کی اصل وجہہ خیال کی گئی ہے یا جس آسانی سے اسکو شہر بابل ایرانی جنرل کے مقابلہ میں قبضہ حاصل ہوا ہے اسکا سبب مورخین کے نزدیک صرف یہی قرار پایا ہے کہ تمام

اہل شہر اور باشندگان بابل سکندر کے عقاید اور اسکے مذہب سے واقف تھے اور نیز وہ یہ اچھی طرح
جانتے تھے کہ بمقابلہ موجودہ افسران ایران کے اسکے سرداروں کی دانشمندی اور رحمدلی
کیسی علے الاعلان اور بانتیجہ مشہور ہو رہی ہے اور اسکے علاوہ وہ ایک قدیمی آتش انتقام
مین ہر وقت جو ایران کے خلاف اُنکے دلوں میں مشتعل تھی سلگتی رہتی تھی بہرحال کچھ زمانہ تک
سکندر بابل کی دیواروں کے نیچے پڑا رہا اور ایرانی محصور فوج پر غلبہ حاصل کرنے اور خاص
شہر پر قبضہ کرنے کی بابت جو مشکلات اسکو پیش آئی تھیں وہ نہایت سخت تھیں اور بوجہ ایک
زبردست مورچہ بندی اور مختلف وسائل پناہ گزین کے مناسب طور سے متحمل ہونے کے یہ فاتح
ایشیا عرصہ تک نہایت حیران اور پریشان رہا۔ بابل کے اصل باشندے اگرچہ بظاہر ایرانی فوج کے
شریک تھے مگر باطناً سکندر کے اس محاصرے سے نہایت خوش تھے اور وہ دیوار پر سے اپنی
جدید بادشاہ اور اسکے فوج کی حملہ آوری کی حالت کو دیکھتے تھے اور اس تاک میں لگے ہوئے
تھے کہ کس طرح اسکو شہر پر قبضہ دیکر اندر داخل کر لیا جائے چنانچہ ایک رات میں اس مورچہ کیطرف
جہاں خاص باشندگان بابل زیادہ تھے سکندر کی فوج کو کامیابی کا موقع ملگیا اور وہ جبتک
ایرانی فوج ہوشیار ہو شہر میں داخل ہو گئی۔ آخر ایک نہایت شدید ہنگامہ اور سخت خونریزی
کے بعد ایرانی جنرل عین معرکہ میں مارا گیا اور تمام شہر بابل اور سرزمین کالدیا پر ایک ایسی قوم کا کامل
تسلط ہو گیا جو بہ لحاظ اپنی نسل اور طرز و عادات اور علوم و فنون کے دنیا کے اقوام خصوصاً اقوام
کالدیا سے بالکل علحدہ تھی گو مذہب میں کسی قدر مادہ پرستی کے اعتبار سے بابل والوں کے
ساتھ اسکو مشابہت ہو یہ خیال کیا گیا ہے کہ اگرچہ اہل یونان دو ایک صدی سے تہذیب
اور حکمت اور دانش میں دنیا کے واسطے ایک نہایت حیرتناک ترقی کی تاریخ قایم کر چکے تھے لیکن
جسوقت اُنہوں نے بعد تسخیر و قبضہ مملکت و خاص بابل اعظم کے اہل بابل و کالدیا کی نہایت ہی
طلسمی صنایع و بدایع اور ازبس حیرت انگیز طرز تعمیرات اور انکے طریقہ معاشرت کی مجموعی حالت
پر اندازہ کرنیسے ان خیالات میں یہ امر شامل کر لیا تھا کہ اہل یونان کی موجودہ ترقی اور سرسبزی
بہ نسبت اُنکے مقابل میں کچھ بھی درجہ نہیں رکھتی ہے اور جو کچھ دنیوی زندگی کو علے اعتبار پر پہنچانیکے
واسطے اسوقت تک باشندگان اسیریا کر چکے ہیں اُسکا مقدمہ بھی ابھی سکندر اعظم کی خاص
قوم اور رعایا گروہوں میں ابھی طے نہیں ہوا ہے بس اس قسم کے خیالات نہ صرف عام طور سے
ان لوگونکے تھے جو سکندر کی فوج کے سردار تھے بلکہ خود اسکندر اعظم کی یہ رائے قرار پاگئی تھی کہ بابل کی

قدیم حالت صرف اسکی توجہ سے قایم ہونے کی محتاج ہے اور جو بہ لحاظ اسبات کے کہ طریقہ
تمدن بابل سے اہل یونان کو عظیم فائدہ پہنچنے کا یقین کامل ہو سکتا ہے اہل یونان کی ایک کل
آبادگی کا مقتضا ہے کہ اسکو از سر نو قدیم طرز و وضع پر پہنچا دیا جائے یعنے بابل مین جسقدر خرابی
دارا اور اس سے قبل کیکاوس کے حملہ اور فتوحات سے پیدا ہو گئی ہے وہ سکندر کے خاص توجہ
سے بالکل رفع ہو سکتی ہے بالآخر شہنشاہ مذکور (اسکندر اعظم) نے سابق حملہ آوران بابل کے خلاف
اپنے خیالات کو اس شہر کی طرف بالکل بدلدیا تہا اسکی رائے اسبات پر قایم ہو گئی کہ اس شہر کو
از سر نو آباد کرنا چاہیئے اور نیز اگر اسکو اپنی تمام مقبوضات ایشیا کا دار الصدر اور یا صرف کشور
یونان کا دار السلطنت قرار دیا جائے تو یہاں سے یورپ اور ایشیا دونوں ملکوں پر حکمراں ہو سکتی
ہے اور تمام وہ مشکلات اور حاجات جو ایسی بڑی سلطنت پر فرمانروائی کے یورپ کی ایک انتہائی نقطہ
(یونان) میں مقیم رہتے خاندان فیلقوس درکار ہو سکتے ہیں اسکے ہیڈ کوارٹر بنا لینے سے بالکل جاتے رہینگے۔
سکندر نے اپنی اس رائے کو نہایت مستحکم کر کے فوراً اسکا عملدرآمد شروع کر دیا اسنے بڑے شد و مد سے اپنے
تمام ہمراہی انجنیروں اور فن معماری کے واقفکار اشخاص کے نام یہ احکام نافذ کر دیئے کہ جہانتک
جلد ممکن ہو بابل کی دیواروں کو از سر نو تعمیر و ترمیم کر کے اپنی سابق حالت پر پہنچا دیا جائے اور اسکی
دروازے بہی اس اہتمام اور استحکام سے درست کر دیے جائیں جسطرح عہد نمرود مین بنائے گئے تہے
اور نیز اس بند کے از سر نو بنانیکا حکم دیا جو دریائے فرات میں شہر کے قریب بابل کی سیلاب آب سے محفوظ رہنے
کے واسطے زمانہ بخت نصر وغیرہ میں تعمیر ہوا تہا اور جو دارا یوش نے اپنی فتوحات بابل کے بعد اسکو
خراب کر دیا تہا بعل کے مندر کے نئے سرے سے بنانے کا حکم دیا گیا ظاہر ہے کہ ان
عظیم الشان عمارتوں میں کسقدر دولت بیقیاس صرف ہونے کا اندازہ ہو سکتا تہا
جسکے واسطے سکندر نے عام حکم دیدیا تہا کہ بیدریغ اخراجات سے ان عمارتوں
کی تعمیر و ترمیم میں کام لیا جائے چنانچہ یہ تعمیر بڑی سرگرمی سے شروع ہو گئی
اور ایک عظیم الشان عملہ جس میں لاکھوں آدمی شامل تہے خاص اس کام
کے واسطے علیحدہ کر دیا گیا اور ان کی مزدوری اور وقت کے معاوضہ
میں دولت کثیر صرف ہو رہی تہی اور عام طور سے یہ یقین کر لیا گیا تہا
کہ عنقریب بابل پر اپنی قدیمی شان و شوکت پر پہنچ جائے گا
اور اس کے جو منہدمہ تعمیرات ہیں وہ زمانہ سابق سے

سی عمدہ حالت پر آجائینگے لیکن خدا کو یہ امر منظور نہ تہا چنانچہ سکندر کی یہ تجویزیں آخر میں بالکل ناکامیاب رہیں اور ایک ایسے شخص کو جو مورخین نے تمام دنیا کا فاتح تسلیم کرلیا ہے اپنے اِس منصوبہ کے پورا کرنے میں ذرا بہی کامیابی نہیں ہوی اور یہ ایک نہایت عبرتناک واقعہ ہے کہ اِسی زمانہ میں جبکہ یہ سب تیاریاں اور جدید عمارتوں کی بنیاد قایم ہو رہی تہی کہ سکندر اعظم نے اِس زمانہ میں بمقام سکندریا انتقال کیا اور عمارات بابل کی حالت ترمیم بالکل ناتمام رہی

شہنشاہ آردشیر دراز دست ساسانی (زرکسیز) کا بابل کو غارت کرنا

سکندر کے انتقال کے بعد مختلف زمانوں میں بابل پر چند سلطنتوں نے بڑے زور سے حملے کیے چنانچہ انمیں سے انٹی گونس ڈیمی ٹری اس۔ انٹو جس اعظم اور پارتہیا والوں کی یورشیں اور انکے متعلقہ واقعات اِس قسم کی ہیں جنسے یہ اندازہ ہوسکتا ہے کہ بمقابلہ شاہان ایران کے اِن حملہ آوروں کی ذات سے سرزمین کالدیا کی نہایت شدید بربادی ہوئی ان بادشاہوں نے معمولی حملوں کے بعد اس ملک کو بالکل اپنے قلمرو میں شامل کرلیا تہا اور بابل کی جسقدر ناموری تہی وہ انکے زمانہ میں بالکل خاک میں ملادی گئی تہی انہیں ہر ایک حملہ آور کے عہد میں خاص بابل اعظم کی بربادی اور زوال کو ترقی رہی اور کہتے ہیں کہ ان خونخوار کے ہمراہیوں نے شہر مذکور کی نہایت ناموری خورد و بزرگ عمارات اور شاہی ایوانوں کو منہدم کرنے اور انکو خاک میں ملانیکا ایک حیرتناک سلسلہ جاری رکہا اور انکی ملکی قوت کا تو نام ونشان بہی قومی حیثیت سے باقی نہ رکہا گیا تہا۔

یہ حالت اگرچہ برائے نام شہنشاہ کیکاؤس کے زمانہ سے شروع ہوئی لیکن داراپش کے عہد میں اِس تجویز کو کامل استحکام ہوگیا کہ بابل کی قومی حکومت قطعاً مٹا دیجائے اور اسکی تعمیرات قدیم جنسے حملہ آوروں کو مشکلات و بکار پہنچنیکا اندیشہ ہے بالکل منہدم کردیجائیں چنانچہ جب دارا کی فوج نے بابل پر زو فارس کی چالاکی سے قبضہ اور غلبہ حاصل کیا ہے تو شہر مذکور کی دیواریں بلندی میں ایک ثلث سے زیادہ کم کردی گئیں اور اسکے عظیم الشان اور نہایت مستحکم دروازے جنکی تعداد ایک سو تہی بالکل توڑ پہوڑ بے نشان کردی گئیں اور اسکے بعد سکندر اور دیگر بادشاہوں نے جنمیں سے اکثر سکندر کے سردار اور معتمد رفقا میں سے تہے اِسکو تاخت وتاراج کیا لیکن انکی تاخت وغارتگری آردشیر ایرانی شہنشاہ کے حملوں سے زیادہ تہا شہنشاہ مذکور جو اپنے

سا سا فی میں ایک نہایت نامور ایرانی شہنشاہ ہوا ہے یونانی حملہ کی وجہہ سے بہت مشہور رہا ہے اسنے سکندر کی فتح ایران اور اسکی فوج کشی کا انتقام لینے کی غرض سے جو عہد داریوش میں ہوئے تھے اور جسکی وجہہ سے ایرانی قدیم سلطنت کی بنیاد متزلزل ہوگئی تھی یونان پر ایک بڑی جرار اور خونخوار ایرانی فوج کے ساتھ حملہ کیا تہا جسمیں نہایت سخت خونریزی کے بعد انکو ناکامیابی ہوئی اور مجبور جب وہ اس معرکہ سے واپس ہوا ہے تو راہ میں اسنے بابل کی تسخیر اور غارتگری کا مصمم ارادہ کیا اسنے نہایت تھوڑے سے مقابلہ میں یہاں کے حکمراں کو گرفتار کرکے قتل کردیا اور بابل کے اندر گھسکر شہر کے باشندوں کو خوب لوٹا اور علاوہ عام باشندوں کے غارتگری سکے اور ساتھ قتل وقمع کے اسنے تمام سرزمین کالدیا کے مندر تقریبًا منہدم کرا دئے اور خاصکر بابل کے مندروں کو خوب لوٹا تمام مال و اسباب جو ان مقامات میں کہ جہاں سونے چاندی کے دریا بہ رہے تھے ایک تعداد کثیر میں موجود تہا اسکی فوج نے لوٹ لیا اور جسقدر مورتیں سونے اور چاندی کی تہیں اور جنمیں نہایت بیش قیمت جواہرات جڑے ہوے تے انکو بالکل لوٹ کر ایران بہیجدیا۔ اسبات کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ ابتداے حملہ کیکاؤس سے لیکر آردوشیر کے حملہ تک جسقدر غارتگری اور بربادی بابل کی ہوی ہے وہ حملہ آوروں کے ہاتھ صرف خونریزی اور مکانوں کی مسماری اور زر و مال کی لوٹ پر محدود تھی لیکن آردیشیر کے عہد میں ایک خاص کاروائی بابل والوں کے بے نام ونشان کردینے کے لیے ہوئی جس سے انکی قدیمی قوت اور نسلیں بالکل برباد ہوئیں اور وہ یہ کہ اسنے یعنے آردیشیر نے اہل بابل کی ایک بڑی تعداد اسیر کرکے ایران کو بہیجدی یہ اسیر بابلی ایرانیوں کے لونڈی غلام بنائے گئے اور مورخین کی تعداد میں انکی تعداد دو لاکہہ کے قریب بیان کیجاتی ہے اور جسقدر سونا اور جواہرات اسنے بابل کے مندروں وغیرہ سے لوٹا تہا اسکی مقدار مورخین سابق کے نزدیک دو کروڑ دینار بتائی جاتی ہے

ڈیمی ٹری ایس بادشاہ کی بابل پر چڑھائی

ڈیمی ٹری ایس جسکی نسبت بعض مورخین یورپ کا خیال ہے کہ وہ سکندر اعظم زبردست سرداروں میں سے تہا اور اسکی (سکندر کے) مرنے کے بعد مملکت بابل کے قریب کسی صوبہ پر خود حکمراں ہوگیا تہا بابل کی دولتمندی اور زر ریزی کو بخوبی دیکھہ چکا تہا وہ اسکی حیرتناک زرخیزی اور بیقیاس دولت و مال کی نسبت یہ یقین کرچکا تہا کہ ہرچند بابل کے خزانوں کو تباہ کیا جاے لیکن وہ کسی طرح کم نہونگے پس وہ اسبات پر آمادہ ہوا کہ ایک خاص تدبیر کے ساتھ اسپر حملہ کرے

چنانچہ نہایت چالاکی اور مدبری کے ساتھ اِس منصوبہ کی غرض سے روانہ ہوا اِن ایام میں بابل کی حکومت ایک سردار یونانی پیٹرو کلس نام کو تفویض تھی جو سلیوکس جانشین سکندر اعظم کا ایک گورنر تھا۔ گورنر موصوف کے پاس اِسوقت بہت تھوڑی سی فوج تھی اور وہ ڈیمی ٹری اس کے حملہ کے مقابلہ کے لیے بالکل تیار نہ تھا اور نہ اِسکو اِس حملہ آوری کی کوئی خبر و اطلاع پہلے ہی ہوئی تھی۔ بہرحال جسوقت پیٹرو کلس ڈیمی ٹری اس کے اِس حملہ آوری اور یکایک ایک خونخوار لشکر کے ساتھ بابل کی طرف روانہ ہونے کی خبر پہنچی ہے تو وہ بہت پریشان ہوا اور اِسقدر دست و پا ہوگیا کہ سوائے شہر چھوڑ کے بھاگ جانے کے اِسکو اور کچھ بھی نہ بن آیا کیونکہ جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے اِسوقت پیٹرو کلس کے پاس فوج نہایت کم تھی اور سامان جنگ بھی اچھا نہ تھا بہر حال اِسوقت اِسکو سوائے اِس تدبیر کے اور کوئی چارہ نہوا کہ اسنے تمام باشندگان بابل کو عام طور سے یہ حکم دیدیا کہ وہ لوگ اِس شہر کو بالکل خالی کر دیں اور یہاں سے دور ساحل فرات کے ریگستان میں جاکر قیام اختیار کریں چنانچہ اس حکم کی پوری طرح تعمیل کیگئی اور اِسکے بعد خود پیٹرو کلس بھی شہر کو برباد کرنے اور بالکل خاک برابر کر دینے کے بعد باہر نکلگیا اور اسنے بمقابلہ دیوار ہائے شہر پناہ میں محصور ہونے کے دریائے فرات کے نمناک ساحل میں دشمن کے اِس حملے کے وقت اسنے زیادہ مناسب سمجھا جسکا یہ انجام ہوا کہ جسوقت ڈیمی ٹری اس بابل میں داخل ہوا ہے تو اِسکو ایک بالکل ویران اور برباد شدہ شہر پایا۔

اِسطرف بابل والے جو پیٹرو کلس کے حکم سے شہر چھوڑ کے ریگستان فرات کی طرف چلے گئے تھے اُنہوں نے بعوض اِس امر کے کہ پیٹرو کلس کی ہمراہی اختیار کریں مختلف مقامات کی جانب جلاوطنی اختیار کی وہ دریائے فرات کے کنارے سے بڑھتے اور طرح طرح کے مصائب برداشت کرکے اور بحد تکلیفیں اُٹھاتے ایک بہت بڑا سفر طے کرنے کے بعد دریائے دجلہ کے ساحل میں پہنچگئے اور پھر یہاں سے مختلف مقامات میں پھیلتے ہوئے اُنہوں نے شہر سوسہانہ میں جو اس زمانہ میں عراق عجم میں ایک نہایت نامور شہر تھا جاکر سکونت اختیار کی اور اس عظیم الشان تعداد جلاوطنان بابل کے علاوہ انمیں سے اکثر دریائے فرات کے غمناک ساحل کے مختلف ٹکڑوں اور ریگستانی قطعوں میں بھی سکونت گزین ہوگئے اور اِسطرح باشندگان ملک کی ایک بڑی تعداد کم ہوگئی۔ مگر بعض مورخین کا بیان ہے کہ تھوڑے عرصہ کے بعد یہ جلاوطن اہل کالدیا سرزمین بابل کو واپس چلے آئے اور اسمیں پھر ایک عجیب سرسبزی کی حالت پیدا ہونے لگی لیکن جبکہ خدا کی مرضی اِسکی بربادی کے واسطے

قطعی اور حتمی ہوچکی تہی تو پہر یہ مقام کیونکر آباد ہوسکتا تہا چنانچہ بلینی اور اکثر عیسائی مورخین لکہتے ہیں کہ سکیوس خاندان کے بعد جو قوم حکمران ہوی اسنے بابل کے قریب ایک اور شہر آباد کرنا چاہا جسکی تعمیر میں خاص اِس شہر کا مصالحہ کہود کر لگایا گیا تہا اور یہان کے اکثر باشندے بہی وہان بیجا کر آباد کیے گئے اور اِس سے شہر مذکور کی ویرانی اور عظمت ترین بربادی کو بہت بڑی مدد پہنچی اور یہ وجہ زیادہ تر شہر بابل کی بطور ایک نہایت مختصر رہجانے کی سمجھی جاتی ہے ۔ اور کچھ شک نہیں ہے کہ اِس نقل مکان یا دوسرے جگہ آباد ہونیسے شہر بابل کی ایک بڑی مقدار کا رقبہ آبادی سے بالکل خالی ہوگیا اور اِس عرصہ میں بطلیموس شاہ مصر (ٹالمی یورگٹیس نے) کہ اطراف فرات کی آبادیوں کی تسخیر اور فتح کرنے میں مصروف تہا بابل پر حملہ کیا اور اڑھائی ہزار بت اور مورتیں یہاں سے لوٹ کر مصر کو لیگیا۔

فراہات بادشاہ پارتہیا وغیرہ کی بابل پر چڑہائی

ایک اور حملہ بابل پر اِس آخر ترین زمانہ میں ہوا ہے جسکو حضرت عیسوی سے ایک سو تیس برس قبل شمار کیا جاتا ہے یعنے بقول جسٹن مورخ کے فراہات شاہ پارتہیا نے اِسکا تہیا والوں کی طرز عمل سے ناراض ہوکر انکے ملک پر چڑہائی کی تہی اور اِس یورش کی اصل وجہہ یہ تہی کہ اِسکا تہیا والوں نے جنکے قبضہ میں اسوقت شہر بابل اور سرزمین کالدیا تہی اور جو یہ وجہہ اپنی کثیر آمدنی اور قوت فوج کے بادشاہ فراہات کی عملداری میں ایک بہت بڑا ہنگامہ سرحد پر پیدا کردیا تہا اور اسطرف جسقدر آبادی اور موضع تہے انکو لوٹ کر بیچراغ کردیا تہا اور بہت سے کہیتوں سے غلہ کاٹ کر لیگئے تہے اِسکے علاوہ اسبات کی بہی ایک دہمکی دی تہی کہ اگر سرحدات ملحقہ کو وہ لوگ عملداری اِسکا تہیا میں داخل کرلینا چاہتے ہیں اگرچہ اِسکا تہیں اسقدر طاقتور قوم نہ تہے ۔ ورنہ اتنا سامان و لشکر انکے پاس تہا کہ گورنمنٹ پارتہیا سے کہلم کہلا مقابلہ کرتے تاہم اِس گروہ میں کچھ ایسے لوگ بہی تہے جنہیں عرصہ سے یہہ دِلی تحریک موجزن تہی کہ وہ خود تمام عراق عجم اور شام تک اپنی حکومت کو پہیلا دیں اور سرزمین کالدیا ایک خودسر سلطنت کے نام سے دنیا میں ایک خاص ناموری حاصل کرے چنانچہ اِس خیال نے اسقدر قوت حاصل کی کہ وہ زبردست شاہان پارتہیا سے چہیڑ چہاڑ کرنے لگے ور نہایت تمرد اور سرکشی کے ساتہ انکی سرحد پر متواتر اور مسلسل حملے کرنے شروع کیے۔

بہرحال جب سرداران پارتہیا کو اِس ناگوار تاخت و تاراج کی اطلاع ہوی تو اسوقت فراہات بادشاہ

پارتھیانے جو ایک نہایت ظالم مگر بڑا مدبر بادشاہ نہیں حکمراں تھا اِسکی تنبیہ اور گوشمالی کے واسطے ایک لشکر جرار کے ساتھ اسکاتھیا پر حملہ کیا اِس حملہ کے وقت شہر بابل راستے میں پڑتا تھا پس فراہات کی فوج نے اِس شہر پر حملہ کرکے باشندوں کو خوب لوٹا اور جسقدر یہاںکے رہنے والوں پر شدید مظالم توڑے گئے مگر اِسی عرصہ میں اِسکاتھیا والوں کی بھی ایک عظیم الشان فوج وہاں پہنچگئی اور اُنسے بڑی دلیری سے حملہ کرکے عین لڑائی میں فراہات کو شکست دی آخر اِس لڑائی کا یہ انجام ہوا کہ فراہات خود اِس لڑائی میں مارا گیا اور اسطرح اِس ہنگامہ کا خاتمہ ہو گیا مگر تھوڑے زمانہ تک اِسکے بعد اہل بابل اطمینان کی حالت میں رہے کیونکہ فراہات کے مارے جانے کے بعد اِسکا بیٹا میہرڈاینڈ طبیس اعظم جب پارتھیا کا فرمانروا ہوا تو اُسنے پھر سرزمین بابل پر حملہ کرکے اِسکو خوب تاخت وتاراج کیا اور اِسکاتھیا والوں سے اپنے باپ کا پورا پورا انتقام لیا۔ بعض مورخین لکھتے ہیں کہ فراہات کے قتل کے بعد پارتھیا میں آرٹامانس پارتھین قوم میں فرمانروا ہوا اور اِسکے بعد تھاگاری حکمران پارتھیا ہوا یہ دونوں بھی اِسکاتھیا والوں کے مقابلہ میں قتل ہوئے میہرڈاینڈیٹس اعظم نے جو اِسکا یعنے تھاگاری کا بیٹا تھا تخت نشین پارتھیا ہوکر اپنے بزرگوں کی قتل اور اپنی قوم کی شکستوں کا پورا پورا انتقام لیلیا ڈایڈورس سیکیوس مورخ کو تحقیق اِس بادشاہ کا نام یومرس یا ہمیرس تھا مگر بعض مورخ کہتے ہیں کہ یہ بات غلط ہے بلکہ ہمیرس تو یہ کہنی خاندان کا سردار تھا بہرحال اُسنے جسقدر ظلم اہل بابل پر کیا ہے وہ نہایت ہی شدید اور سخت ہے۔

یہ مظالم طرح طرح کے تھے اور نہایت عبرتناک سفاکیوں پر شامل تھے دایوڈورس مورخ لکھتا ہے کہ شاہ مذکور نے بابلیوں کی تباہی اور قتل وغارت کا کوئی دقیقہ نہ اُٹھا رکھا تھا اسنے علاوہ خونریزی کے اِنکو بطور لونڈی غلاموں کے فروخت کرنا شروع کیا تھا اور ذرا ذرا سے قصور ول اور خطاؤں پر اُنکے خاندانوں اور گروہوں کو میڈیا کی طرف جلاوطن کردیا اور بڑے اصل ونجیب اہل کالدیا وبابل نہایت کم قیمت پر فروخت کیے جاتے تھے اِسکے سوا اِس بادشاہ نے شہر بابل کے وسیع چوک میں آگ لگادی اور اِسکو جلاکر بالکل نیست ونابود کردیا یہ بازار نہایت رونق دار اور تمام شہر بابل کی جان اور باعث زینت وآرایش سمجھا جاتا تھا اور ہر روز دن کے ایک معمولی وقت پر اِسجگہ تماشائیوں کی اِسقدر کثرت ہوتی تھی کہ رستہ مشکل سے ملسکتا تھا ہیروڈوٹس یونانی اور نیز دیگر مورخین نے لکھا ہے کہ چوک مذکور میں صرف دس ہزار دوکانیں سناروںکی تھیں بہرحال چوک مذکور کی بربادی کے علاوہ اسنے تمام مندروں کو منہدم کرادیا اور اِسطرح ایک بہت ہی خوبصورت حصہ

شہر مذکور کا نہایت تہوڑے زمانہ میں اِسنے نیست و نابود کر دیا اِسمیں شک نہیں ہے کہ ہمیرس بادشاہ نینوا نے
جو سختی اور تشدد اور ظلم اہل بابل پر کیا وہ اِس قسم کا تہا جسکی مثال دُنیا کی کسی تاریخ سے نہیں ملسکتی
ہے اُنکے ماؤں کے سینے پر اُنکے شیر خوار بچوں کو قتل کیا اور جسقدر ایسے اشخاص یقین اور اندازہ
کر لیے گئے تہے کہ جو سلطنت سے سرکشی اور تمردی کر سکینگے اِنکو صرف گمان اور معمولی مخبری پر
قتل کر دیا جاتا تہا اور عام طور سے جہانتک ممکن ہوتا تہا اُسنے یہ حکم جاری کیا تہا جسکی تعمیل فوری اور
نہایت سختی سے ہوتی تہی کہ باشندگان بابل سے یہاں کی سکونت قطعًا ترک کرا دیجائے اور اُنکو
عراق عجم و میڈیا وغیرہ کی جانب آباد ہونے کے واسطے یہاں سے جلاوطن کر دینا چاہیئے اور اِس خیال
کو اُسنے اِسطرح پورا کیا کہ عراق عجم میں فرات اور دریائے دجلہ اور مختلف چھوٹے بڑے دریاؤں کے
کنارے جہاں زمین غیر آباد اور پا استادہ تہی اُسمیں لوگ آباد ہونے پر مجبور ہوے۔

لعل کا مندر جو بخت نصر (نیوکد نضر) کا خاص دیوتا اور تمام سلطنت بلحاظ عظمت اور شوکت
تمام دیوتاؤں کا سردار شمار کیا جاتا تہا۔ زرکسیز (آردشیر) ایرانی نے اِسکے ٹکڑے ٹکڑے
کر دئیے تہے ہمبرس نے بالکل کہود کر خاک کے برابر کر دیا۔ آردشیر جسقدر دولت اِس مندر سے
لوٹ کر لیگیا تہا اُنمیں سے صرف سونے کے مقدار کے وزن ۴ لاکہ پونڈ اندازہ کی گئی تہی
جسوقت اہل بابل نے سلوشیا میں جو بابل سے چالیس میل کے فاصلے پر تہا سکونت اور
بود و باش کا حکم پایا تہا تو بیشمار باشندگان شہر مذکور مع اپنے خاندانوں اور سامان خانگی
کے اِس شہر میں چلے گئے تہے اور وہاں کی سکونت اختیار کر لی تہی اور ایک بڑی تعداد اِن
لوگوں کی عراق کو جلاوطن کر دی گئی تہی اِن دونو حالتوں میں مورخین لکہتے ہیں کہ یہ لوگ
اپنے خاندانی دگہر کے بُت اپنے ہمراہ لیتے گئے تہے اور اِسطرح بتدریج زمانہ کے گذرنے پر
اُنکی پرستش اِن اطراف میں بہی پہیل گئی جہاں جہاں یہ لوگ آباد کیے گئے تہے۔

جسوقت بابل میں اُنکے مندر برباد کیے گئے ہیں تو اسوقت بہی اکثر کافر اور بُت پرست اپنے
بتونکو لیکر نکل گئے تہے اور نیز اہل بابل کے دشمنوں نے اُنکو اگر کسی جگہ غلامی میں بہی فروخت
کیا ہے تو یہ لوگ اپنے ساتہہ بتونکو بہی لیجاتے تہے اور اکثر اِسی عقیدے پر مرتے تہے یہ
عام طور سے خیال کرنے کا مقام ہے کہ عراق عجم و میڈیا ایک زمانہ میں صرف اِسکے ممالک محروسہ
میں شمار کیا جاتا تہا یعنے بابل کے محاصرہ کے لیے صرف اِسنے اپنی ہمت صرف کی تہی لیکن
خدائے قدیر کی مرضی اور قدرت دیکہیئے کہ صرف محاصرہ ہی پر اکتفا نہ کی بلکہ اِنکی بت پرستی و بد اعمالی کا یہ نتیجہ

ہوا کہ بتدریج اسکی ایسی بربادی اور پامالی ہوئی کہ اسکی نظیر دنیا کی کسی تاریخ میں نہیں ملتی ہے۔
اسکا آخر خاتمہ یعنے محاصرہ کے ۳۰۰ برس بعد یا تاریخ آغاز پیشین گوئی سے ۲۸۰ برس بعد اہل بابل عراق عجم کو لونڈی غلام بناکر بھیجے گئے تھے ہمپرس جسے اہل تاریخ ہرکانیی قوم کا سردار اور تماشاتی ہیں اسیقدر اہل بابل کی ایذارسانی اور انکی تباہی کے درپے ہوا کہ اسنے قتل و قمع اور غلامی میں داخل کرنے اور نیست و نابود کرنے کا کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا اسنے بابل سے ایک مجموعی حالت کے ساتھ اسکے باشندوں کو مع اپنے خاندانوں اور سامان خانہ داری کے مختلف مقامات میں جلاوطن کردیا اور اکثر اہل بابل اس سے قبل شہر سلوشیا میں بابل کو اجاڑ کر بسائے گئے تھے۔
بعل کے مندر کی عمارت جو دنیا میں بت پرستی کی متعلق پہلے انسانی تعمیر اہل تاریخ کے نزدیک ثابت ہوتی ہے اور شنار کی میدانوں میں نہایت استحکام اور صرف کثیر کے ساتھ بنائی گئی تھی اور اسکے اعزاز و احترام کی اہل بابل کی حد تھی اور اسکے علاوہ اور بھی بیشمار بتخانے بنے ہوئے تھے ہزارہا پجاری اور پنڈے اور خادم ان مندروں میں مامور تھے اور کروڑوں روپیہ ہر سال انکی تنخواہوں میں اور مختلف اخراجات میں صرف ہوتا تھا اور اسکے ساتھ ہی غیر سلطنتیں جو ایک زمانہ میں سلطنت کالدیا اور بابل سے رسم و راہ رکھتی تھی انکے سفیر بھی جب یہاں موجود ہوتے تو بنظر احترام و نیز برگذاشت سلطنت مذکور ان بتخانوں کا بہت ادب کرتے تھے اور نہایت خلوص ظاہر کرکے ساتھ وہاں چڑھاوے چڑھاتے تھے مگر یہ حالت بت پرستی جلد اپنے تمام ساز و سامان کے ساتھ نہایت ہی جلد ختم ہوگئی اور جسقدر حکومتیں اور اقوام مصر اور ایران سے لیکر میڈیا اور خلیج فارس تک ہتی تھیں وہ سب بابل کی بربادی پر کمربستہ رہتی تھیں۔ اور یہ مخالفت کیکاؤس کے زمانے سے شروع ہوکر بتدریج دارا تک پہنچی اور پھر اسکے عہد سے بڑھکر مختلف زمانوں میں اس شہر اور سلطنت کی بربادی کو مکمل کرتی رہی یہانتک کہ موجودہ زمانہ میں اسکا نام و نشان بھی بجز چند بڑے مٹی کے ٹھیکروں کے سلسلوں اور کھنڈروں کے نہیں ملتا ہے

بخت نصر (نبوکدنضر) کا فرشہنشاہ بابل کے ابتدائی عروج
کا حال اسکی بیت المقدس پر چڑھائی بیت المقدس کی بربادی
اور بخت نصر کے ہاتھ سے یہودیوں کی اسیری و قتل و غارت کا مفصل حال

اگر ہمکو اسبات کے خیال کرنے کے جانب توجہ ہو کہ جو خوفناک اور عبرت انگیز واقعات سرزمین کالدیا

اور بابل میں گذر چکے ہیں انکا ظہور و وقوع کس بنیاد پر ہے تو ہمکو سب سے پہلے بخت نصر کے حالات ابتدائی اور اسکی بتدریج شہنشاہ بابل ہو جانے اور اسکے ہاتھوں سے خرابی و بربادی بیت المقدس پر لحاظ کرنا چاہیئے اور نیز یہودیوں اور اکثر انبیا بنی اسرائیل و آل یعقوب کی قتل و غارت و اسیری اور نیز اسکے تمام متعلقہ واقعات پر غور کرنا چاہیئے جو بادشاہ مذکور کے ہاتھ سے اسکی دوران سلطنت میں ظہور پذیر ہوئے تھے

یہ امر کسی آیندہ مقام پر اجمالاً بیان کیا جائیگا کہ شہر بابل کی بنیاد اور اسکے متعلق سلطنت عظیم الشان کالدیا کو کسنے قایم کیا تہا لیکن یہ امر تمام مورخین کی مستند تحقیقات سے ظاہر ہے کہ بخت نصر دنیو کد نفرز ہی گو بابل کے موجد اور مورث اعلےٰ کی خاص اولاد میں نہو مگر اسکے خاندان میں سے تہی اور بابل کا ایک نہایت زبردست اور جرار اور نہایت خونخوار اور ظالم بادشاہ تہا اور ان تمام مراسم اقوام کالدیا اور ایک نہایت ذلیل اور عالمگیر رواج بت پرستی کا قایم رکہنے والا تہا جسے نمرود اعظم نے دنیا میں ضلالت شیطان رجیم سے پہیلایا تہا۔ بعض مورخین سابق اور نیز توریت سے یہ امر بخوبی ظاہر ہے کہ بخت نصر ابتدا میں ایک نہایت ادنے درجہ کی حالت میں زندگی کو بسر کرتا تہا اگر مذہب کوئی چیز ہے اور ضروری ہے تو اسکے متعلق ہمکو اقوال اور ارشادات انبیاء پر لحاظ کرنا چاہیئے یہ ایک عام حالت صفحات تاریخ کے دیکہنے سے دریافت ہوتی ہے کہ ابتدائی پیدایش دنیا کی بہت قریب زمانہ سے ارض فلسطین کی انتہائی نقطہ سے آخر حد عراق عجم تک جسقدر سطح ملک ہے یہ ان نفوس قدسیہ کا مولد و مسکن اور موطن رہا ہے اور نیز ہدایت و ارشاد کا مقام خاص یقین کیا گیا ہے۔ جو پیروان کتب الہامی کے نزدیک درجات عالیہ نبوت پر پیشگاہ رب الجلیل سے وقتاً فوقتاً فائز ہوتے رہے ہیں۔ تمام کتب سماوی اسبات کی شاہد ہیں کہ بظاہر دنیا میں ہی ایک مقام نظر کرامت پروردگار میں خاص اس مراحم و الطاف کے واسطے ہمیشہ ملحوظ رہا ہے حضرت شیث سے لیکر حضرت عیسےٰ اور نبی عربی تک جسقدر انبیا دنیا میں گذرے ہیں انکی مقدس زندگی نہایت باجاہ و جلال تمامہ اسی سرزمین یا اسکے قرب و جوار کے ملک سے شروع ہوتا ہے اور یہیں ختم ہوتا ہے اور زیادہ تر مقدس مقام بیت المقدس جسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے بڑے اہتمام اور اخراجات اور شان و جلال و جبروت سے تیار کرایا تہا انبیاء بنی اسرائیل کا مرکز زندگانی رہا ہے اور گویا ایک بڑی تعداد ان نفوس قدسیہ کی یہیں کی سرزمین سے اٹھی ہے اور جنہوں نے اپنی ہدایت و ارشاد کا غلغلہ تمام دنیا کا

شام اور ایشیا کے بعض حصوں میں پھیلایا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام جنکی تحریک ذات مقدس سے طنطنۂ توحید کبریائی نے بُت پرستی پر کامل غلبہ پایا اور ایک نہایت زبردست فتح الہامی قوانین اور طریق زندگانی نے حاصل کی تھی اسی سرزمین میں پیدا ہوے تھے اور انکے بعد آل یعقوب میں سلطنت و نبوت بھی اس ملک میں ظاہر و قایم ہوتی رہی۔ مگر اسکے ساتھ ہی بُت پرستی کو بھی کامل زوال نہیں ہوا بلکہ بعض حالتوں میں تو اسکو ایک خاص نمود حاصل ہوتی رہی کیونکہ وساوس شیطانی اور ضلالت نفسانیہ ان لوگوں پر جو انبیا کے اکثر منکر رہتے تھے اکثر ایسلیے محیط رہتے تھے کہ لوگوں کو راہ راست سے بہکائیں اور خدا کی نہایت سیدہے راستے سے ہٹکا کر ان غاروں میں جنمیں سوائے مصیبت اور نہایت غضبناک آگ کے اور کچھ بھی نہیں ہے۔

اور یہ ذریعہ مستقل طور پر ان لوگوں میں جنکے دل مناظر عجیب کے گرویدہ رہتے تھے سوائے مادہ پرستی کے راسخ کرنے کے اور کسی طرح با نتیجہ نہیں ہو سکتا تھا پس یہ لوگ بطور سرغنائی ایک عام گروہ کو بُت پرستی کی طرف راغب کرتے تھے اور جبکہ کامل طور سے وہ بحیثیت ایک بڑے گروہ کے اس نہایت خبیث اور مکروہ مقصد میں ایسے سرغنا اشخاص کے مقلد ہو جاتے تھے تو وہ سچائی اور کمال انسانیت کے نیست و نابود کرنے اور الہامی مذاہب کے مقابلہ کے واسطے طرح طرح کی شیطنتوں کا اظہار کرنے لگے تھے اور بعض زمانوں میں تو ایسا ہو جاتا تھا اور اسقدر سختی ان حضرات پر کیجاتی تھی کہ جو مادہ پرستی یا بُت پرستی کے خلاف ہوتے تھے انکی جان اور آبرو اور خاندان کے خاندان کو اکثر بالکل نیست و نابود کر دیا جاتا تھا اور یہ عجیب امر انسانی ہستی کی ایک مسلسل غلط کاری اور غلط فہمی پر نہایت اصرار سے قایم رکھنے کی نظر پیش کرتا ہے کہ ایسے لوگ جو مادہ پرستی پھیلاتے تھے انمیں سے تقریباً سب کے سب اپنے فضول طرز عمل سے بخوبی واقف ہوتے تھے یعنے گو وہ اسبات کو بخوبی جانتے تھے کہ بُت پرستی اپنی حالت میں کوئی اصلیت نہیں رکھتی ہے اور سراسر ایک فضول طریقہ رواج اور رسموں کے مستقل کرنے اور جال پھیلانے کا ہے مگر سخت حیرت ہے کہ وہ کس طرح اس امر کو گوارا کرتے تھے کہ ایک ایسے محض لغو فریب اور دہوکہ دہی اپنی بنی نوع کے عظیم گروہ کے واسطے اختیار کریں جو اسبات پر جان و دل سے آمادہ ہو گیا تھا کہ اپنی نجات اور مابعد الموت کی بہتری صرف انکے بتائے ہوے راستوں پر چلنے سے یقین سمجھے۔

بہر حال اگرچہ حامیان مادہ پرستی اور نیز عام مادہ پرست اشخاص اسبات کی کوشش اور فکر میں ہمیشہ رہتے تھے کہ ان اصول کو جنکو سچائی اور اصلیت سے اسقدر اجنبیت اور بعد ہے کہ جسقدر جھوٹ اور سچ میں لازمی ہے بالکل صداقت اور راستبازی کا منظہر ثابت کریں وہ لکڑی اور پتھر کی مورتوں کو جو انکی اپنے ہاتھ کی تراشی ہوئی تھیں اور اکثر ان آدمیوں کی شبیہیں جو انہی کے مثل دنیا میں نام و نمود کے ساتھ زندگی بسر کر چکے تھے تو تا الوہیت کے یقین کے ساتھ پرستش کرتے تھے اور انکو اپنا حلال مشکلات اور نیز از ندہ حاجات سمجھتے تھے اور مصیبتوں اور تکلیفوں میں انکو پکارتے اور انسے اپنے مطلب کے پورے ہونے کی درخواست اور التجا کرتے رہتے تھے کیونکہ ان لوگوں کا یہ کامل عقیدہ ان کامل مردہ کا اشخاص کی بابت تھا کہ انمیں خود تصرف کی قوت بہ ذاتہ موجود ہے اور ہر ایک جداگانہ طور پر اپنے متعلقہ کاروبار کے انجام دینے کا کامل اختیار رکھتا ہے اور اپنی متعلقہ جو اسکا ارادہ ہو بغیر کسی بالائی روک یا حکم کے پورا کر سکتا ہے کروڑوں بلکہ اسقدر مال جنکا شمار ایک درجہ تک انسانی طاقت سے باہر ہے انکی نذر بھینٹ اور انکے مکانوں کی تعمیر اور آرایش اور زیب و زینت میں صرف کر ڈالتے تھے۔

اسمیں شک نہیں ہے کہ بابل کی سرزمین میں سب سے پہلے اس نہایت مکروہ اور خبیث او شدید مہلک دشمن انسانی (بت پرستی وغیرہ) کی بنیاد پڑی تھی اور یہاں سے مختلف ممالک میں اسکا رواج بڑے جوش و خروش کے ساتھ پھیلگیا جس سے ایک بیشمار تعداد انسانوں کی ابدی ہلاکت اور دوامی عذاب اور نہایت ہولناک قعر جہنم میں مبتلا ہوگئی۔ بہر حال بخت نصر کی تخت نشینی اور اسکی پیدایش سے قبل اس عظیم قہر انگیز سیلاب کے روکنے کے لیے جو اس نہایت ذلیل بت پرستی کی صورت میں تمام وادی فلسطین اور شام کے بڑے بڑے ملکوں اور انکے باجگذار سلطنتوں میں پھیلتا جاتا تھا انبیائے بنی اسرائیل نے بڑی دلیری اور جوانمردی اور کامل غیر معمولی قوت روحانی کا مختلف اوقات میں استعمال کیا اور خدائے ذوالجلال نے اپنی قدرت کاملہ سے اسبات کو ان لوگوں پر جو بت پرستی کے انتہائے نقطہ صداقت کو ہر وقت بطور کامل یقین کے عزیز رکھتے تھے انبیاء موصوف کی معرفت بڑے شد و مد کے ساتھ ظاہر فرمادیا کہ یہ گروہ انسانی کسقدر شدید غلط فہمی کی حالت میں ہے بالعض حالتوں میں دیدہ دانستہ کسقدر اپنے مالک حقیقی اور خالق تحقیقی کے انکار پر اصرار کر رہا ہے اور اسکے مقابلہ میں ایسے چیزوں کو اسنے معبود اور نجات دہندہ اختیار کیا جو بعض حالتوں میں خاص انسانی وجود سے

به اعتبار نوعیت نہایت پست اور ذلیل ہیں اور اس طریقہ عبادت اور اعتقادات کے اختیار کرنے اور بالاپر مستقل رہنے کے خود انہی کے واسطے کیسا دوامی اور لاعلاج نقصان پہنچنے کا اصول قایم ہو رہا ہے۔

اور اکثر زمانوں میں اس جلالی حکم کی پوری پوری تعمیل حکم ہو گئی ہے کہ جب انبیا ہدایت کرنیسے عاجز ہو گئے ہیں تو ان بت پرستوں کی بدولت ملک کے ملک اور آبادیاں طرفة العین میں تباہ کر دی گئی ہیں جسکا ثبوت اکثر مستند قدیمی تاریخوں اور تمام کتب سماوی سے ملسکتا ہے اور بعض اوقات ان انبیاء کرام میں سے کسی پیغمبر اولوالعزم نے بزور شمشیر بھی حقانیت توحید کو ثابت کیا ہے اور اسکے ذریعہ بت پرستی کا نام ونشان اس طبقہ سے محو کر دیا گیا ہے۔

ابو الفدا اور دیگر مورخین کے قول کے بموجب حضرت رحمة للعالمین (نبی عربی) کی بعثت سے قبل یا انکی ولادت سے بہت زمانہ پہلے بلکہ حضرت عیسے علیہ السلام سے بہت عرصہ پیشتر حضرت موسے علیہ السلام ایک ایسے پیغمبر بزرگ گذرے ہیں جنہوں نے حکم پروردگار اور خالق السلاطین کی بندہ نوازی سے تمام سرزمین میں نور ایمان اور جلاجل توحید و عرفان پھیلا دیے تھے اور فرعون ایسے متکبر اور زبردست بت پرست اور کافر بادشاہ مصر کو جو ایک زمانہ میں خدا کی وجود کا بالکل منکر ہو گیا تھا تخت اقبال و دولت الٹ دیا تھا۔ یہ بادشاہ ایسا خبیث اور اکفر اور شدید القلب گذرا ہے جسکے قلب اور روح بلکہ فطرت میں خدا پرستی کا مادہ قطعًا موجود نتھا اور جو ایک عظیم الشان طبقہ مورخین قدیم و حال کے نزدیک خود الوہیت کا دعوے کرتا تھا اور جسنے اپنی شقاوت از حد درجہ مغروری سے روے زمین کے اکثر حصوں میں کفر و مادہ پرستی نہایت جوش و خروش کیساتھ پھیلا رکھی تھی اس ہادی کامل اور پیغمبر بزرگ یعنے حضرت موسے کے پیرو جو زیادہ تر یہودیوں کے نام سے اہل مذاہب الہامی میں مشہور ہوئے عرصہ دراز تک تمام شام اور ایشیا کے اکثر قطعات کے مالک رہے اور بہت زمانہ تک اس گروہ میں نبوت اور سلطنت کا سلسلہ قایم رہا اور اگرچہ بت پرستی کا قطعی استیصال نہیں ہوا تھا مگر جسطرح ہمبرباس پارتھین بادشاہ سردار کے زمانہ میں اہل بابل اپنی جلاوطنی کے وقت اپنے بت اپنے ہمراہ لیکر بابل سے نکلگئے تھے اسیطرح بنی اسرائیل کی سلطنت اور انبیاء بنی اسرائیل کے زمانہ میں تھا جہاں کہیں یہ بت پرست جلاوطن ہو کر جاتے تھے اپنے بت ساتھ لیجاتے تھے اور بنی اسرائیل کی حکومت کا بہت بڑا دار الصدر اور یہودیوں کا مذہبی اور ملکی مستقر اس زمانہ میں بیت المقدس تھا جسکے گرد تمام الہامی دنیا گردش کرتے تھے۔

یہ ملک اِسوقت نہایت زرخیز اور آباد اور سرسبز تہا اور بنی اسرائیل میں تمول اور دولتمندی کو
خدا کے فضل سے اِسقدر ترقی ہوگئی ہتی کہ تمام دنیا کے اقوام انکے نام سے کانپتی تہیں اور
انسے نافرمانی یا انسے مقابلہ اور مقاومت کی طاقت نہیں رکہتی تہی بعض مورخین کا بیان ہے
کہ اِس زمانہ میں بابل کی سلطنت بہی اِنکی باجگذار تہی اور باوجودیکہ اِس سلطنت کا رقبہ اور وسعت
عراق عجم تک پہیلی ہوئی تہی تاہم یہودی بادشاہ بیت المقدس کی اطاعت میں اِنکی زندگی
بسر ہوتی تہی۔ اور یہ ممکن نہ تہا کہ کبہی سالانہ خراج میں اسکو کمی کرنے کی جرأت ہوئی ہو اسکے
تمام ملک میں اگرچہ حکمران خاندان کے زور سے بُت پرستی پہیلی ہوئی تہی مگر باہمہ معابد یہودیہ بہی
اِس کثرت سے سرزمین بابل میں لتعمیر تہے کہ گویا سلطنت مذکور بنی اسرائیل کی حکومت معلوم
ہوتی تہی اور خداپرستی اور نبوت انبیا کی حرمت کا قایم رکہنا یہ ایک خاص مذہب اِس
ملک کے باشندگان کثیر کا تہا گو ایک بہت بڑا فرقہ جو نظام اور کارپردازان سلطنت میں سے
ہر وقت اِس مذہب حق سے حسد کرتا تہا اور مع خاندان شاہی کے جو اولاد نمرود میں سے تہا
اِس فکر میں رہتا تہا کہ جسطرح ممکن ہو اِس مذہب اور بنی اسرائیل کی سلطنت اور قوت کو
بالکل نیست و نابود کردیا جائے۔ اتفاق سے ایک خاص زمانہ میں جبکہ بنی اسرائیل کی سلطنت کو
بڑی قوت حاصل تہی لیکن سلطنت کالدیا بہی دور تک اسکی اطاعت میں پہیلی ہوئی تہی ایک شخص
بخت نصر نام اپنی چالاکی اور ایک فطرتی دغابازی کے باعث بطور ملازم شاہ بابل کے تمام
عراق عجم کا حکمران ہوگیا۔ توریت میں اِسکی پیدایش اور اسکی ابتدائی زندگی اور سلطنت بابل
پر آخر حکمران ہوجانے کی بابت مفصل ذکر موجود ہے۔ نہایت تصریح کے ساتہہ اور مورخین نے
بہی لکہا ہے کہ بخت نصر ایک نہایت ادنے قوم اور قبیلہ کا انسان تہا۔ یہ عام مورخین سابق
[redacted] کا بیان ہے کہ اسکا بدن کوڑہی تہا اور بعض مورخین کہتے ہیں کہ وہ کانا
بہی تہا۔ اکثر روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ نہایت مفلسی اور فلاکت کی حالت میں سرزمین
عراق عجم (میڈیا) ویران مقامات اور مواضعات میں بہیک مانگتا پہرتا تہا بعض کتب تواریخ
اور نیز صحائف انبیا بنی اسرائیل سے ظاہر ہوتا ہے جسپر ہر ایک ایماندار انسان کو جسے الہامی
مذاہب کی حقانیت اور صداقت ثابت ہوگئی ہو وثوق دلی کے ساتہہ یقین کرنا چاہیئے کہ
بخت نصر مذکور کے علاج جذام وغیرہ کے واسطے پیشگاہ ملک العرش سے اِس زمانہ کے انبیا کو
ہدایت اور حکم تاکیدی نافذ ہوا تہا چند تاریخوں سے یہ امر بہی ثابت ہے کہ علاوہ جذام کے اسکے سر میں

گنج کا مرض تھا اور اسکی صورت بندر کے مشابہ تھی باینہمہ جسقدر افعال اس سے سرزد اور ظہور پذیر
ہوتے تھے اسنے حد درجہ رعونت اور شیطنت اور خود رائی اور ایک قسم کا تدبر ظاہر ہوتا تھا یہ بھی
چند حالات سے ثابت ہوتا ہے کہ اکثر کفار میں اسکی کمال کتابت پر بھی اعتقاد تھا مگر یہ لوگ نہایت
ادنے درجہ کے طبقے کے تھے جو بخت نصر کی نسبت یہ اعتقاد رکہتے تھے کہ خبیث روحیں اسے
خبریں پہنچاتی ہیں اور اسکی مکاری سے یہ عقیدہ بھی لوگوں کو اسکے لیے خاص ہو گیا تہا کہ ستارۂ
زحل اسکا مزبی ہے۔ توریت وغیرہ سے بعض روایتیں اسبابت پائی جاتی ہیں کہ اس بادشاہ کا مرض
کی ابتدائی حالت ایک بالکل از کار رفتہ انسان کی سی تہی جسے سوائے پیوند زمین کر دینے کے اسکی
حالت مرض وغیرہ نے اور کسی کام کا نہ رکہا ہو۔ انبیاء بنی اسرائیل جو اس زمانہ کے تھے انکو یہ حکم
پیشگاہ خداوند قدیر سے نافذ ہوا تھا کہ وہ اس شخص کی صحت اور عمدہ حالت پر پہنچ جانے کیواسطے
دعا کریں چنانچہ اس فرمان واجب الاذعان کی تعمیل اسکے بندگان تقرب نے نہایت سرگرمی کے
ساتھ کی اور اسکی دوا اور دعا میں یہ گروہ خاصان کبریا مصروف ہوا اور بالآخر ایک نہایت
تھوڑے زمانہ میں اسکو ایسے امراض صحت اور جان گسل سے کامل طور پر صحت ہو گئی یہ ایک ایسا
حیرتناک واقعہ تھا جو بت پرستان کالدیا میں نہایت جلد مشہور ہو گیا۔ اس سے زیادہ ایک اور عجیب
حالت اسکے واسطے تاریخوں میں لکھی ہے جسکی تدریجا رونما ہوتے رہتے تھے اسکے درجہ کو اس
نہایت ذلیل درجہ زندگی سے فرمانروائی بابل تک پہنچا دیا۔ مورخین لکھتے ہیں کہ جب اسنے ان امراض
سے صحت پائی تو انبیاء کرام یا اس زمانہ کے مقربان الٰہی نے اسکو اسلیے کہ وہ انسانی زندگی
کے نتیجوں میں کوئی عمدہ نمونہ قایم کرے زراعت اور کاشت کا سامان بھی عنایت فرمایا روایات
مورخین و توریت سے ثابت ہے کہ جو کدال اسکو زمین کے کھودنے اور نیز اسلیے دیا گیا تھا
کہ ارض کو قابل کاشت بنائے تو اس کدال سے اسنے بیس مقامات پر کام لیا اور ہر جہاں
اسنے کدال مارا وہاں سے ایک خزانہ برآمد ہوا جو اسکی تنہائی کی حالت اور افلاس کے لیے نہایت
حیرتناک تھا اور جس کے دیکھنے سے یہ مشکل امر تھا کہ انسان ایسے اتفاقی خوبی کو چھپا لیتا لیکن بخت نصر
کی حالت اسوقت معمولی انسانوں سے بالکل مختلف ہو گئی تھی اسنے جسوقت زمین کو زراعت کے
لیے کھودنا شروع کیا تھا تو بالکل تنہائی اور کوئی بھی اسوقت اسکے ساتھ نہ تھا پس ان خزانوں کے
یکے بعد دیگرے ملنے پر اسکو اگرچہ معمولی حیرت ہوئی لیکن اسنے استقلال اور استحکام دل سے
کام لیا اور کسی سے بھی اسبات کو ظاہر نہیں کیا پہلا کدال جس مقام پر اسنے اپنی زمین لگایا تھا تو

تہوڑیسی زمین کے کہودے جانے پر اسنے دیکہا کہ ایک سوراخ اِس مقام پر نظر آتا ہے تہوڑی سی مٹی ہٹانے پر اسکو وہاں ایک بڑا اور نہایت صاف رستہ نظر آیا اور جب اُسنے اِسکے اندر آکر چار طرف دیکہا تو ایک اتنا بڑا تہ خانہ دیکہا جسکی وسعت ایوان نمرود سے کم نہیں اور اِسمیں دولت بیشمار اور خزانہ بیقیاس موجود تہا اور طرح طرح کے جواہرات اور قیمتی اشیا اور چاندی سونے کی قدیم سکے اور نہایت گراں بہا سامان بادشاہت کا رکہا ہوا تہا اِسنے اِس حال کو دیکہکر فوراً اِسجگہہ کو خود باہر نکلکر بند کردیا اور اِسکی نسبت یہ خیال کیا کہ اتفاق سے یہ دولت بیقیاس میرے ہاتہہ لگی ہے مگر میں اِسکو اِسی طرح اپنے دل میں پوشیدہ رکہوں گا کیونکہ یہ مقام مجکو ملا ہے جس طرح یہ خزانہ خدا جانے کس عرصہ سے اِس مقام پر مدفون اور لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہے بہر حال اِسی طرح اسنے بیس مقامات پر اپنی زمین کہودی اور ایسی ہی بیس خزانے اِن مقامات پر برآمد ہوے۔ ہر ایک شخص جو الہامی روایتوں پر اعتبار کرتا ہے وہ یقین کر سکتا ہے کہ بخت نصر کی دلی حالت میں اِسوقت اِن خزانوں میں کسوجہ سے تزلزل نہ پیدا ہوا عام طور پر یہ ایک قدرتی اثر تہا کہ اقبالمندی حاصل ہونے پر عقل بہی انسان کی کار رفیق ہو جاتی ہے بخت نصر نے اِن بیس خزانوں کا حال کسی سے بہی نہ بیان کیا بلکہ اسمیں سے بقدر ضرورت کسی قدر نکالکر سرزمین عراق کی کسی شہر میں ایک تجارت کی دوکان قایم کی اور بتدریج اِسکے نفع کو بڑہاکر ایک خاص حکمت عمل سے اِس تمام قطعہ ارض کو تمام وکمال خرید لیا جسمیں وہ بیسوں خزانے واقع تہے جب اِن خزانوں کو اسنے ہر طرح اپنے قابو اور اختیار میں کر لیا تو اپنے تجارت کے کارخانوں اور اور سامان خرید و فروخت کو ترقی دینا شروع کی چنانچہ نہایت تہوڑے عرصہ میں سرزمین بابل اور عراق عجم (میڈیا) میں اِسکے برابر کوئی تاجر متمول اور ذی عزت نہیں شمار کیا جاتا تہا۔ آخر اسنے اِسی زمانہ میں سلطنت کے معاملات میں اپنی فطرتی چالاکی اور مکاری کی تحریک سے شرکت شروع کی اور بوجہہ اِسکے بیحد تمول اور کاروبار کی سلطنت بابل نے بخت نصر کے واسطے خاص احترام تمام ملک بابل میں قایم کر دیا تہا۔ بڑے بڑے سرداران ملک بلکہ خود گورنمنٹ بابل اِسکے قرضدار تہی۔ اتفاق سے اِسی زمانہ میں عراق کا گورنر جو سلطنت بابل کی طرف سے عرصہ سے مامور تہا مرگیا اور اسبات کی ضرورت ہوی کہ کوئی دوسرا شخص اِسکا قایمقام مقرر کیا جائے تو تمام سرداران سلطنت مذکور نے اسبات کو مناسب سمجہا کہ بخت نصر ہی گورنر عراق کر دیا جائے چنانچہ اِس تجویز کی تکمیل بہت جلد ہو گئی اور عراق کی حکومت کامل اختیار کے ساتہ بخت نصر

کو تفویض کردی گئی۔ جسے اسنے نہایت قابلیت کے ساتھ اور کمال دانشمندی سے انجام دیا اور پھر رفتہ رفتہ اسکی طرز عمل نے یہانتک نوبت پہنچائی کہ بادشاہ بابل نے خوش ہوکر اسکو تمام سلطنت بابل کی وزارت اعظم کا عہدہ دیدیا جس سے ہر پہلو سے سلطنت مذکور اسکے قابو میں آگئی مگر اسکے اقبال اور منصب کی ترقی اور عروج نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ شہنشاہ بابل نے تھوڑے عرصہ میں اسکے اعلے درجہ کی قابلیتوں سے خوش ہوکر اسکو ولیعہد سلطنت مقرر کردیا۔

بعض مورخین کا قول اسکے خلاف ہے وہ کہتے ہیں کہ جب شاہ بابل نے انتقال کیا ہے تو تمام سرداران سلطنت اور خاندان شاہی میں سوائے بخت نصر کے کوئی شخص بھی ایسا نہیں پایا گیا جو بابل ایسی وسیع اور عظیم الشان سلطنت کی تخت نشینی اور فرمانروائی کے قابل سمجھا جاتا چنانچہ ان تمام سرداروں اور خاندان شاہی نے بلا اختلاف ایک خاص دن مقرر کرکے اسکو بڑے شان وشکوہ اور جاہ وحشم کے ساتھ ایک بڑے مجمع میں تخت بابل پر بٹھا دیا اور تمام ان دفینوں اور خزانوں کی کنجیاں جو نمرود کے وقت سے اس سلطنت میں محفوظ چلی آتی تھیں اسکے سامنے رکھدی گئیں اور بعد تخت نشینی بخت نصر نے جسقدر اپنی سلطنت کو وسعت دی ہے اس سے تواریخ قدیم وجدید نہایت تفصیل کے ساتھ معمور ہیں اس موقع پر ایک امر خاص بھی ضروری طور پر قابل ذکر ہے جسے بربادی وتباہی سلطنت بابل سے بہت بڑا تعلق ہے اور اہل کتاب کے نزدیک بابل کی بربادی تاریخیں جسقدر لکھی جائیں توانمیں یہ حال بطور ایک خاص جزو کے شامل کیا جانا چاہیئے۔ یہ مسلمہ روایت ہے کہ جب بخت نصر کو اپنی دوران فرمانروائی اور زمانہ حکومت میں بہ اعتبار حکومت ایک مستحکم قوت اور زبردست استقلال حاصل ہوگیا تو اپنے سرداران سلطنت کے مشورہ سے کہ یہ سب نہایت درجہ خدائے وحدہ لاشریک کے منکر اور شدت سے بت پرست تھے اور خود بخت نصر بھی انکی طرح خدائے اسرائیل واسمعیل کا منکر تھا یہ ارادہ کیا کہ پیروان مذہب حق یعنے بنی اسرائیل (یہود) کی سلطنت پر حملہ کیا جائے اور انکو اس وجہ سے کہ وہ عام طور سے بُت اور بُت پرستوں کو نیست ونابود کردینے والے تھے قتل وغارت کیا جائے۔ یہود کی نسبت یہ بیان ہے کہ گو انمیں اس زمانہ میں اخلاقی برائیاں ازحد پھیلگئی تھیں مگر بوجہ موجودگی اکثر انبیاء بنی اسرائیل کے یہ لوگ نہایت صحیح اصول کے ساتھ شریعت موسوی کے پابند تھے اور بتوں کے نام سے انکو نفرت تھی۔ یہ کہا جاتا ہے کہ گو

بعض رسم و رواج بھی اُنھون نے اپنے مذہب میں بطور ایک خاص شاخ کے شامل کر لیے تھے مگر
اسکا اثر نہایت خفیف تھا کیونکہ انبیاء بنی اسرائیل ہمیشہ انکے قلوب اور دماغوں کا تصفیہ کرتے
رہتے تھے کچھ شک نہیں کہ اس باعث بربادی بیت المقدس کے زمانہ تک کچھ زیادہ خرابی
مذہب یہود میں نہ پھیلنے پائی تھی بہرحال بخت نصر نے اپنی اس تجویز کو کہ سرزمین فلسطین اور
ارض شام کے مقدس مقامات کو تباہ کرے اور اپنا دست غارتگری ان نہایت بزرگ مقامات
پر دراز کرے چنانچہ وہ ایک بڑے جرار لشکر کے ساتھ جسمین زیادہ تر اہل کالدیا تھے سلطنت
بیت المقدس پر حملہ کیا اور چونکہ یہ ایک شدنی امر تھا کہ ایسے شدید ظالموں کے ہاتھ سے
بیت المقدس تباہ ہو اور اس تمام سرزمین پر قتل و غارت کا بازار گرم ہوا اور نہایت شدید خونریزی
ہو لہذا اسکو شاہ بیت المقدس کے مقابلہ میں مسلسل فتح اور کامیابی حاصل ہوئی اور نہایت تھوڑے
عرصہ میں وہ اقطاع سلطنت یہود کو غارت کرتا ہوا بیت المقدس کی دیواروں کے گرد پہنچگیا اور
اسکا محاصرہ کر لیا بادشاہ بیت المقدس شہر میں مع لشکر محصور تھا اور شہر پناہ کے دروازے
استحکام کے ساتھہ بند کر لیے گئے تھے - اس حال کو دیکھکر بخت نصر نے اپنے محاصرہ کو طوالت دینی
چاہی کیونکہ اسکو یہ امر ثابت ہوا تھا - کہ محصورین ہرگز رضامندی سے بخت نصر کی اطاعت
نہ اختیار کرینگے اور اُسکو قبضہ نہ حاصل ہوگا - چنانچہ اسنے دیوار شہر پناہ بیت المقدس کے گرد متعدد
برج تعمیر کیے اور انکی مجموعی حالت ہر قسم کے سامان جنگ سے آراستہ کر دی گئی تھی اور نہایت
شدت اور سرگرمی کے ساتھ ان برجوں اور قلعوں پر سے جو بخت نصر نے انکے مقابلے میں
بنوائے تھے - زہر میں بجھے ہوئے تیر اور بان اور آتشی سامان جس سے بربادی اور تباہی اندرون شہر
میں حملہ آوروں نے بہت آسانی کے ساتھ کی تھی برابر پھینکے جاتے تھے اور کوئی دقیقہ بھی بخت نصر
نے اہل شہر اور محصورین کے قتل و غارت اور تباہ کرنے میں اُٹھا نہیں رکھا تھا آخر کسی تدبیر اور
چالاکی سے شہر بیت المقدس کا ایک دروازہ اسکے قابو میں آگیا اور ایک خفیہ حالت اور کارروائی
سے وہ مع لیے تمام لشکر اور سرداروں کے ساتھہ شہر میں داخل ہوگیا اور داخلے کے بعد جسقدر
خونریزی اسنے بیت المقدس میں کی ہے وہ اس قتل عام سے بہجد بڑھی ہوئی تھی جو زمانہ
صلاح الدین عادل میں عیسائیوں نے بیت المقدس پر قبضہ پاکر مسلمانوں کی کی تھی درحقیقت
بخت نصر نے جیسے مظالم فتح بیت المقدس کے بعد اہل شہر اور عام طور سے یہودیوں کے
ساتھ کیے ہیں وہ سوائے اسکے اور کچھ بھی سمجھ میں نہیں آسکتے کہ ایک ظالم اور کافر بادشاہ کی ذات سے

اِس سے زیادہ بھی اہلِ حق کی تباہی ہونا کچھ تعجب انگیز امر نہیں ہے انسے نہایت قساوتِ قلبی اور
بیرحمی کے ساتھ زوقیا بادشاہ بیت المقدس کو جو تمام خاندان بنی اسرائیل کا بھی سرغنہ تھا گرفتار
کراکر قتل کرادیا اور صرف اپنے ظلم پر اِس کافر نے اکتفا نہیں کی بلکہ اُسکی چند فرزندوں کو بھی اِسکے
سامنے یعنے بادشاہ یہود کے سامنے بڑی سختی کے ساتھ قتل کیا بابلوں کی اِس خونریز فوج کا
جو سپہ سالار تھا اِسنے رہبانوں اور بڑے اور چھوٹے عابدوں اور اولیاء کو تلاش کراکر اور چن چن
کے تہ تیغ کیا اور نیز یہودیوں کے سرداران ملکی میں سے بھی جو اعلے درجہ اور رتبے کے لوگ تھے
خاص پانچ شخص جو جنگی معاملات میں بڑے بہادر اور نہایت تجربہ کار تھے گرفتار کرکے اُسکے
سامنے پیش کیے گئے جسکو اسنے فوراً قتل کرادیا اور تمام فوج نے متفق ہوکر بیت المقدس کی دیواروں
کو منہدم کردیا اور تمام سامان اور ظروف جو بیت المقدس میں عبادت کے متعلق اور ہیکل ذو قربانگاہ
میں بخت نصر ان کو بالکل لوٹ کر لیگیا اور بابل پہنچکر اسنے اپنے مندروں میں یہ اشیا رکھیں اور ان
ظروف اور آلات میں جو خداے واحد کی عبادت کے متعلق سامان مخصوص تھے اسنے شرابنوشی
جائز رکھی اور تمام خزانہ جو بادشاہ یہود اور شاہزادگان بنی اسرائیل کا تھا اور جو عرصہ سے موروثی
طور پر محفوظ چلا آتا تھا اور بیت المقدس میں ایک نہایت استحکام اسکے باعث یقین کیا جاتا
تھا بیدریغ لوٹ کر لیگیا اور سب سے زیادہ اِس کافر نے یہ ظلم کیا کہ جسقدر خاصان خدا اور انبیاء
کرام اسوقت بیت المقدس میں موجود تھے انکو بھی بڑی بیرحمی کے ساتھ قتل کرادیا صرف حضرت
دانیال علیہ السلام اور دو ایک اور اسدرجہ کے نفوس باقی رہے تھے کہ انکو بھی وہ گرفتار کرکے اپنے
ہمراہ لیگیا اُسکے علاوہ یہودیوں کو ایک کثیر تعداد میں وہ اسیر کرکے لیگیا جنمیں ہر طبقے کے بنی اسرائیل
شامل تھے یہ بات جمیع مورخین قدیم کے نزدیک ثابت ہے کہ ان یہودی قیدیوں سے اہل کالدیا
اور ساکنان بابل نہایت ذلیل کام لیتے تھے زیادہ تر غلامی کی خدمت اِنکے لیے خاص تھیں
بعد تباہی بیت المقدس کے بخت نصر کی گمراہی اور متمردی اور غرور کی حد نہ رہی تھی۔ اسنے بت پرستی
اور مادہ پرستی کو اپنے تمام ملک محروسہ میں شدت سے رائج کردیا تھا تمام ایسے آثار جو خداے قدیر
کی عبادت کے بابل میں ایک عرصہ دراز سے قائم ہوگئے تھے وہ نہایت عداوت کے ساتھ
مٹا دیئے گئے اور جو کچھ بیرحمی اور قساوت اہل بابل انکے ساتھ ظاہر کرتے تھے وہ اسبات کے
یقین کرنے کا ایک عمدہ ذریعہ ہے کہ بخت نصر کے زمانہ میں تمام خداپرستوں پر جو سرزمین شام
و بیت المقدس سے گرفتار کیے گئے تھے ایک نہایت سخت مصیبت اور قیامت بپا تھی طرح طرح کے ظلم و ستم اُن پر کیے جاتے تھے

اور یہ حالت نہایت متنفر صورت میں اِسطرح مستقل ہوگئی کہ شہنشاہ کیکاؤس ایرانی کے حملہ تک مسلسل طور سے قایم رہی جسقدر پیشین گوئیان پہلے ذکر ہوچکی ہیں وہ اِسی حالت اور انتقام کی بابت تہیں جو ایک طویل سلسلہ میں اِس اندوہناک واقعہ کے متعلق بابل کی بربادی اور خاندان شاہ بابل کے نیست ونابود ہونے کے ہوتی رہیں اور اِسمیں شک نہیں ہے کہ جو کچھ بخت نصر نے اہل بیت المقدس اور بنی اسرائیل کے ساتھہ کیا انکا انتقام جسوقت عزت الٰہی جوش میں آئی ہے نہایت آخر درجہ پر تدریجاً ختم ہوا۔

بابل اور سرزمین کالدیا کی سلسلہ وار بربادی کا اجمالی بیان

یہ ظاہر ہے کہ اول کیکاؤس نے بموجب اِن پیشین گوئیوں کے بابل پر حملہ کیا اور اُسکی سیاست میں نہایت دانشمندی سے شہر بابل پر قابض ہوکر اِسکے بادشاہ اور تمام خاندان حکمران کو نیست ونابود کردیا اور اِسطرح جو شاہ بابل اور اِسکے خاندان کی خونریزی ہوگئی تہی انکا انتقام لیا گیا کہ بقول ہیروڈوٹس مورخ یونانی کے دارایوش شاہ ایران نے ۳۰۰۰ بڑے بڑے اراکین اور سرداران سلطنت بابل کو کتے کی موت قتل کرادیا اور جسطرح بیت المقدس کی دیواریں کافرون نے گرادی تہیں دارا نے بہی بابل کی دیواروں کو بڑے قہر وغصہ سے منہدم کرادیا اور اِسکی نہایت مستحکم اور لاثانی اور خوبصورت دروازے بیخ وبن سے کہدواکر پہنکوادیے اور اُنکو ایسا نیست ونابود کیا کہ نہایت تہوڑے عرصہ میں اُنکا نام ونشان بہی باقی نہ رہا۔ بابل کے تمام اعلے درجہ کی عمارتیں حملہ آوروں نے اپنے مسلسل یورشوں سے گراکر زمین کے برابر کردیا اور اِسکے رہنے والے اِسقدر قتل کیے گئے کہ فی صدی دس آدمی بہی اہل کالدیا میں سے عرصہ تک اِس ملک میں موجود وزندہ نہیں پائے گئے خزانہ بیت المقدس کی غارتگری اور بربادی بخت نصر اور اِسکے جانشینوں نے بڑی سرگرمی سے کی تہی اِسکے عوض میں شہنشاہ کیکاؤس نے تمام خزانہ ہائے بابل کو لوٹ لیا یہ وہ خزانے تہے جو زمانہ نمرود سے مملکت بابل میں نہایت محفوظ چلے آتے تہے اور جنسے گورنمنٹ کالدیا کو نہایت قابل اطمینان استحکام حاصل تہا۔

انکے علاوہ بیل یعنے لعل بت کا مندر بڑی سختی سے بالکل گراکر خاک میں ملادیا گیا اور اِسکا تمام مال وخزانہ جو صدیوں سے ایک بیشمار مقدار میں جمع تہا۔ اِسکے سوا اُسکا جسقدر سامان پرستش تہا مع اِسکے ٹوٹے ہوے بت کے لوٹکر شاہ موصوف اپنے دارالسلطنت کو لیگیا اور جسطرح کاہین اور خدام بیت المقدس قتل وغارت اور تباہ کیے گئے تہے اِسیطرح مغنی و پرستندگان اُس

یعنے دارا وایران اور آردشیر نے خدام تنجانہ بعل وغیرہ کو گرفتار کر کے نہایت بُری طرح قتل کیا
اور جیسے کچھ گستاخی بخت نصر سے بعد بیت المقدس میں سرزد ہوئی تھی اس سے ہزار درجہ زیادہ
بابل کی بربادی ہوئی یہانتک کہ اسکے خزانے بالکل لوٹ کر غارت اور تباہ کر دئے گئے اور
اسکے بُت توڑ کر پھینکدیے گئے اور خود تعل (دیبل) کو توڑ کر بے نام ونشان کر دیا اور جسطرح
بنوزروان نے جو بخت نصر کا ایک ملازم خاص اسکی فوج محفوظ کا ایک نامی سردار
تھا بیت المقدس (یروشلم) میں گھس کر نہایت بے ادبی اور گستاخی کے ساتھ خانہ خدا کو جلا دیا
اور نیز بادشاہ بیت المقدس اور تمام باشندگان کے مکان کو جلا کر خاکستر اور نیست ونابود کر دیا تھا
اسکے مقابلے میں ہمپرس پارتھیا والے نے جو بعض مورخین کے قول کے بموجب شاہ پارتھیا
کا ایک معمولی رفیق یا ادنے ملازم تھا شہر بابل میں مع فوج گھسکر آگ لگا دی اور ایک چند گھنٹے
کے عرصہ میں اسکی نہایت خوبصورت حصوں کو جلا کر نیست ونابود کر دیا اور تمام مندر جو شاہان
ایران کے حملہ اور لوٹ سے بچگئے تھے وہ لوٹے گئے اور نہایت قہر وغصہ کے ساتھ کھود ڈالے
گئے اور جسطرح بنی اسرائیل کو غلامی اور طرح طرح کی ذلیل خدمات میں بخت نصر اور اہل کالدیا نے
پھنسا دیا تھا اور انسے تمام وہ کام جو مزدوروں یا ادنے درجہ کے خادموں کے ہوتے ہیں لیے
جاتے تھے اسکی عوض میں کیکاؤس نے اول اہل بابل کی ایک بڑی تعداد کو اسبات پر مجبور کیا تھا
کہ وہ آپسمیں ایک دوسرے کو قتل کر ڈالیں اور اسکے ساتھ ہی تمام اہل بابل غلامی میں داخل کیے گئے
اور انسے خدمتگاری اور زراعت اور ایسی ہی کی شل ادنے خدمات لیجاتی تھیں جنکی اُجرت اسقدر بھی
نہوتی تھی جو انکی مایحتاج کے واسطے کافی ہو۔ کیکاؤس نے اپنے افسران ملکی اور جنگی کو یہ حق عام
طور سے عطا کر دیا تھا کہ وہ تمام بابل کی سرزمین کے مالک ہیں اور انکو اس ملک کے اندر ہر
قسم کی ملکیت کے حقوق حاصل ہیں اور اس ملک کے جسقدر باشندے ہیں وہ صرف انکی خدمات
کے واسطے زندہ رکھی گئی ہیں ۔ اور کیکاؤس کے بعد اور بھی جسقدر اسکے جانشین ہوئے جنکے باعث
مملکت بطور ایک باجگزار صوبہ کے شمار کی گئی تھی اسی قاعدے پر ہمیشہ کاربند اور قایم رہے
اور انہوں نے باشندگان بابل اور اہل کالدیا پر مظالم کی ترقی اور انکی تباہی کے ذرایع اور انکی
ذلیل خدمتوں کے بڑہانے میں اسیطرح کوشش اور توجہ صرف کی جو انکے سابقین نے کی تھی۔
بابل والوں نے اگرچہ بخت نصر کی امداد سے بیت المقدس کو برباد کیا اور بنی اسرائیل کو اسیر کر کے
انسے وحشیانہ خدمتیں لی تھیں مگر کیکاؤس اور اسکے بعد دارا اور پھر ہمپرس نے اسکی عوض میں جو کچھ

انکی گوشمالی اور بربادی اور تباہی کی ہے اس سے ظاہر ہے کہ خدائے وحدہ لاشریک نے انسے یعنے ظالم اہل کالدیا اور بت پرستان بابل سے یہودیوں اور تابعین مذہب کی قتل وخونریزی اور تباہی و بربادی کیسی ہولناک اور عبرت انگیز صورت میں انتقام لیا۔

اور بموجب مشیت خدائے قہار وجبار کے پرستندگان آتش نے دشمنان بنی اسرائیل کو کس سختی کے ساتھ تباہ کیا بعض مورخین کا قول ہے کہ بنی اسرائیل چارسو برس تک غلامی کی مصیبت اور بت پرستوں کی مظالم میں مبتلا رہے مگر غور کرنے سے یہ امر دریافت ہو سکتا ہے کہ روز بروز اس تمام قطعہ کی بربادی اور نیستی کو ترقی کرتی گئی جہاں بابل آباد تھا۔

اکثر مورخین کا یہی قول ہے کہ کیکاؤس کو جب بابل پر قبضہ حاصل ہو گیا ہے تو اسنے ایک بڑا قتل عام باشندگان بابل اور اسکے مندروں اور عظیم الشان اور آراستہ ایوانوں کے انہدام کے بعد زیادہ تر اپنا قیام خاص بابل میں اختیار کیا تہا اور اسکی یہ رائے ہوی تہی کہ یہاں کی حکومت اور طریقہ تمدن میں حسب طرز وطریقہ ایران اصلاح کیجائے اور اسکے بعد اسکے جانشینوں نے یہاں اپنا قیام پسند نہیں کیا اور وہ اکثر پارسی پولس۔ سوسا اور ایک باتنا میں رہتے تہے تاہم حکومت بابل کی جو حالت یہاں کے واسطے عہد کیکاؤس میں قایم ہوی تہی اسکو ترقی ہوی تہی اور تمام باشندگان بابل ادنے قسم کے کاموں میں بدستور لگے ہوے تہے۔

البتہ سکندر اعظم نے بابل کی تسخیر اور فتح کے بعد اسکے باشندوں کی طرف داری کی تہی اور انکے قدیمی رسم ورواج کو قایم کرنا اور اسکی سابقہ شان وشوکت کو ازسر نو اسمیں واپس لانا چاہا تہا مگر وہ اسی آرزو میں مرگیا اور اسکے بعد اسکے جانشینوں نے اسکی اس آرزو اور ارادے کو پورا نہیں کیا اور آخر جب یہ ملک حکومت یونان کا ایک جزو قرار دیا گیا ہے تو اکثر شاہان میڈیا نے اپنے عہد حکمرانی میں درحالیکہ انھوں نے ملک کالدیا کی بود وباش گوارا کی تہی۔ متواتر حملے کئے اور اپنی عظیم الشان فوجوں سے تمام سرزمین اسیریا کو پامال کرتے رہے اور اسکی غارتگری انکا خاص کام تہا انھوں نے بڑی سرگرمی سے خاص شہر بابل کو ویران اور برباد کیا اور اسکے مصالحہ اور تعمیر کے سامان سے دوسرے جدید شہروں کی بنیاد قایم کی گئی نہایت اہتمام کے ساتھ اول مشہور شہر سلوسیا آباد کیا گیا اور اسکے بعد اور بہی شہر اسکے مصالحہ سے رقبہ شہر بابل میں آباد ہوتے رہے اور اسطرح غیر ملکی باشندوں مثل ابتدأ اہل ایران اور انکے بعد اہل یونان نے اپنی حکومت تو صرف بابل کی سلطنت اور آبادی اور عمارت کو منہدم اور تباہ وبرباد کرکے طاقتور بنایا تہا اور اسطرح واقعات مذکور

کی بتدریج ایک حالت پر ظہور پذیر ہونیسے وہ تمام پیشین گوئیان جو بابل کی نسبت ہوی تہیں تمام و کمال پوری ہوگئی اور جسقدر فیصلے اور مآل کار کی صورتیں بذریعہ عام مظالم کی تکمیل کے کالدیا کے واسطے ظہور پذیر ہوئی ہیں انمیں سب سے زیادہ ز بتر خاص شہر بابل کے متعلق بیشمار اور متواتر و قعات اور آثار سے ظاہر ہے۔

توریت میں یہ ایک خاص پیشین گوئی کہ دوہ یعنے حملہ آور اور سر زمین بابل کے پامال اور نیست و نابود کرنے والے دور دراز ملکوں سے آئینگے یہ وہ لوگ ہونگے جو کنارہ زمین کے رہنے والے ہیں اور بیشمار قومیں اور بڑے بڑے بادشاہ بابل کو برباد کرینگے) نہایت عجیب طور سے پوری ہوئی ہے یعنے بابل پر اپنے اپنے زمانونمیں اہل فارس اور اہل مقدونیہ (سکندر اعظم وغیرہ) سلیوکس ڑومیٹی ای اِس اور انٹی اوچس اعظم رتراخان سیورس۔ خولین اور ہرقل (روم اور حضرت عمر خطاب جو حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشین اور تمام اقوام یورپ میں دنیا کے فاتحین میں سب سے بڑے اولوالعزم اور فاتح اعظم شمار کیے جاتے ہیں) اور انکے بعد چنگیز خاں اور ہلاکو خان اور تمرلنگ (امیر تیمور گورکان صاحبقران قہرمان ایران و توران) ایسے بڑے بڑے بادشاہاں صاحب شان و شکوہ و جلال و جبروت نے کالدیا اور بابل کو ہمیشہ تسخیر اور مغلوب کر کے تباہ کیا اور یا دہاں اپنے بود و باش روا رکہی اور یا اسکو ایک نہایت ذلیل اور خراجگدار جزو سلطنت کے قایم رکہا۔

ظاہر ہے کہ اگرچہ اہل بابل اِن اقوام اور اِن کے سرگروہوں کے نام سے ذرا بہی واقف نہو نگے جنکے ذریعہ اسکی بربادی کی پیشین گوئیاں پوری ہوئی ہیں۔ اہل فارس نے بہی جیسا کہ یار تہیا والو نے کہا تہا کوئی دقیقہ اہل بابل و کالدیا کی تباہ و برباد کرنے کا اٹہا نہیں رکہا تہا بیان ہے کہ جسوقت دارا نے بابل پر قبضہ کیا ہے تو صرف تیس ہزار اہل بابل اسکے حکم سے سولی پر چڑہائے گئے اسیطرح اہل مقدونیہ نے جو بابل کو فتح کیا ہے تو اسکی فتح کرنے سے انکو ہی غرض تہی اُنہوں نے بہی کوئی خاص رحم اہل بابل کی قوت قایم رکہنے کی غرض سے نہیں کیا تہا اور اِسکے بعد مقبوضات کالدیا کی بابت انٹی گونس اور سلیوکس دونوں بادشاہوں میں سخت ہنگامہ اور لڑائی ہوئی اور بڑا معرکہ روبکار رہا اور پہر سلسلہ وار ایک حکمران دوسرے حکمران کے خلاف اپنی کارروائی اور کامیابی کے وسائل میں مصروف رہا اور ایک بڑی طویل سیلوسیڈیا کے بعد اہل پارتہیا نے جو غلامی کی شرط بابل والوں کے واسطے جاری کی تہی وہ عرصہ تک اپنے ظلم اور سختی کی نوعیت سے ضرب المثل ہوگئے تہے۔

دوسرے صدی عیسوی میں اہل روما مقامات دور دراز سے بابل پر حملہ آور ہوے اور اُنھوں نے بھی تباہی و بربادی کالدیا میں قدم قدم پر اپنے سابق حملہ آوران بابل کی پیروی کی اور عہد حکومت مارکس قیصر میں رومن جنرلوں نے کالدیا کے مشہور شہروں سٹی سی فن اور سلوشیا کو تباہ کیا اُنہوں نے اگرچہ یونانی بستیوں میں جو مملکت بابل مین قایم تہیں دوستانہ برتاؤ رکہا مگر جسقدر قطعہ ملک مین شاہان پارتہیا کی حکومت تہی اُنکو ایک سرے سے تباہ کردیا اور یہی حالت ان دونوں شہروں کی حالت ہوئی جنکا اوپر ذکر ہوچکا ہے۔ شہر سلوشیا کے تاخت و تاراج اور بربادی مع اسکے تین لاکہ باشندوں کے ایک دم سے تہ تیغ کردے کہ یہ الف سرزمین بابل میں آباد کیے گئے تہے اہل روما اپنے جنرلوں کی نہایت قابل مباہات کارروائی سمجھتے تہے بہرحال سلوشیا تو بالکل برباد ہوگیا اور شہر سٹی سی فن میں اس حملہ کی پینتیس برس کے بعد پہر اسقدر قوت اور طاقت پیدا ہوگئی تہی کہ اسنے شہنشاہ سیورس قیصر روم سے تمردی اختیار کی اور عرصہ دراز تک اسکے محاصرہ کو قایم رکہا تہا۔

مگر اسکی اس سرکشی نے کوئی فائدہ نہیں پہونچایا بلکہ قیصر مذکور نے نہایت قہر و غلبہ سے اسکے محاصرہ کی حالت کو توڑ ڈالا اور شہر مین نہایت قہر و غصہ کے ساتہ گہسکر شدید قتل عام کیا گیا اور بڑے قہر و غضب کے ساتہ اسکی بربادی کی گئی اور پہر تیسری بار شہر سٹی سی فن جو لین قیصر کے افسروں نے محاصرہ کرکے فتح کیا تو جسقدر باشندے سٹی سی فن کے تہے وہ تمام و کمال قتل کردیے گئے بعض مورخین ان لوگوں کی تعداد جو اس دفعہ کے حملہ میں رومیوں نے قتل کیے پہہ لاکہ لکہتے ہیں اسیریا کی تمام افتادہ میدان اور زمینیں جولین قیصر کی فوجوں کی جولانگاہ بنے ہوے تہے اور جسقدر دانشمند اور صاحبان تدبیر اسکے ساتہ تہے اُنہوں نے اپنی اس حکمران کی تجویز کے بموجب اُن لوگوں کو جو سرزمین اسیریا میں ذرا بہی قصوروار پائے انکو قتل کرادیا تہا۔

اور جسقدر ملک دریائے دجلہ اور کوہستان عراق عجم دمیڈیا کے مابین واقع تہا اور یہ ایک جزو کالدیا کا تہا اسمین بے انتہا گانوں اور قصبے آباد تہے اور چونکہ اسکی زمین نہایت ہموار اور مسطح تہی لہذا زراعت و کاشتکاری سے بہت بڑا فائدہ یہاں کے باشندوں کو حاصل تہا اور ایک عام حاصل خیزی اور سرسبزی کے باعث تمام رعایا مرفہ حال تہی مگر جسوقت اہل روما اس ملک میں داخل ہوے ہیں تو اسکی مرفہ حالی اور سرسبزی نہایت بربادی اور تباہی کی صورت میں بدل گئی جہاں کہیں یہ لوگ سرزمین بابل و کالدیا میں جاتے تہے وہاں کے باشندے انکی خوف اور تیز

اِس عداوت کے باعث جو حملہ آوروں کے ظلم سے اُنکے دلوں میں شدت سے جاگزین ہوگئی تھی اپنے کھلے ہوئے مواضع کو برباد کردیتے اور اُنکی زراعت کو جلاکر خاک سیاہ کردیتے اور اُن حصوں میں جاکر پناہ گزیں ہوتے تھے جنکے گرد شہر پناہیں ہوتی تھیں۔

وہ اپنا کل سامان اور مویشی وہاں ہانک لیجاتے تھے اور جسوقت رومیوں کے حملہ آوری یا اُنکی ملک کی طرف اُنکی جنبش اور نقل و حرکت کی خبر ہوتی تھی تو وہ اپنے استادہ زراعت کو خود جلاکر بھاگ جاتے تھے اور اُنکی اِس کارروائی سے تمام سطح ارضی میں ایک دھواں اُٹھکھڑا ہوتا تھا، جو جولین کی پیشقدمی کو کچھ عرصہ تک روکدیتا تھا اور اِسکے بعد جب جولین یا اُسکے افسر آگے بڑھتے تو اُنکو ایک ایسا منظر دکھائی دیتا جو بالکل دھوئیں اور ویرانے اور خاکستر کا ڈھیر ہوتا تھا اور اِسکے ساتھ ہی ایک اور نہایت آباد شہر شاید سلوسیا جو سرزمین کالدیا میں بہت مشہور اور زرریز تھا مفت اور بے سبب برباد کردیا گیا اِسکا قتل عام کیا گیا اور شدید محاصرہ کے بعد اِس شہر کی ایک دیوار میں اِس آتشی مواد سے جو ایسے موقع پر اِس زمانہ میں استعمال کیا جاتا تھا بہت بڑا شگاف ڈالدیا گیا اور آخر اِسی شگاف کے راستے جولیس قیصر روم کی سپاہی اور فہر دترانہ شہر میں گھس گئے اور نہایت سختی سے قتل عام جاری کردیا۔ اسکا ایک سردار جسکا نام سیبری شابر تھا اِن مقامات کیطرف پہنچا جو شہر کی انتہائے حصوں میں واقع تھے اور جنہیں عمدہ عمدہ مکانات اور اکثر غلہ کے گھتے تھے اور جنہیں لاکھوں من غلہ بھرا ہوا تھا مگر اِس سردار نے وہاں جاکر یہ عجیب ہولناک منظر دیکھا کہ وہ سب عمارتیں آگ سے جلکر خاک سیاہ ہوگئیں ہیں اور سوائے خاک کے ڈھیر کے سامان زندگی کا کوئی نشان نہیں نظر آتا ہے۔

ہر طرف ویرانی اور بربادی پھیلی ہوئی ہے اور جبکہ اِن شہروں کی بربادی کے بعد جو بابل کے قریب زمانہ تباہی کے بعد یکے بعد دیگرے آباد ہوکر مذکورہ حملہ آوراں کی یورش سے تباہ ہوگئی تو قیصران روم کے آخر زمانہ میں جبکہ ہرکیوس (ہرقل) شہنشاہ روم تھا اُسنے مشہور شہر بیغداد کو جو بابل کے مصالحہ اور سامان تعمیر سے شاہاں ایران نے آباد کیا تھا اور جو قطعہ زمین کالدیا میں اِس زمانہ میں ایک نہایت آباد شہر تھا حملہ کرکے تباہ کردیا۔

اور کالدیا کے شہر سٹی سی فن پر غلبہ حاصل کرنے کے بعد جو چیز وہ اِس شہر میں غارتگری کرکے اپنے ملک کو نہ پہنچ سکا اِسکو جلاکر خاک کردیا۔

بنی عباس کا زمین کالدیا اور بابل پر قبضہ

زمانہ کی گردش دوسرے رُخ پر ہوئی اور وہ نور عالم افروز ایمان (اسلام) جو سرزمین حجاز سے نکلکر تمام دنیا پر محیط ہوگیا تہا اس ملک میں بہی پہیلا اور جب اِسکے مقلدین سرزمین عراق عجم پر کامل طور سے مسلط ہوگئے اور شام و دمشق اور تمام اراضی فلسطین اور وہ حصہ ملک جہاں خاندان نمرود کی حکومت کے نشان قایم تہے اِنکے قبضہ میں آگیا تو بعد زمانہ خلفاء راشدین کے اور بنی امیہ کی سلطنت کے بنی عباس کی سلطنت ایشیا کے اکثر قطعات پر قایم ہوئی تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ انکے زمانہ حکومت میں بابل کی قدیم تعمیرات اور باشندوں اور مذہب کا نام و نشان بہی نہ رہا تہا جسقدر مورتیں اور آثار قدیم بابل کے قدیمی کہنڈروں میں موجود تہے وہ پیروان اسلام نے برباد کردیئے اور اِسکی خاص خاص عمارتوں کو جو رومیوں کے حملہ آوری سے باقی رہگئی تہیں کہود کہود کر تمام و کمال نیست و نابود کردیا اور مقام سلوشیا اور سٹی سی فن سے پندرہ میل کے فاصلے پر شہر بابل کے مصالحہ سے اپنا ایک خاص دار السلطنت یعنے بغداد جدید آباد کیا جو پانسو برس تک ایک ایسی عظیم الشان قوم کا مرکز رہا ہے جسکے گرد تمام اسلامی دنیا گردش کرتی تہی۔

سرزمین بابل پر ہولاکو (ہلاکو خان) اور دیگر شاہان ترک و مغل کا حملہ

بنی عباس کی پانسو برس کی نہایت بارونق سلطنت کو ہلاکو خاں تاتار نے جسطرح تباہ و برباد کیا ہے وہ تمام تواریخ میں تفصیل کے ساتہ مذکور ہے اِن مغل کشور کشاؤں نے جسوقت سرزمین بابل اور کالدیا پر جسکے حدیں بغداد تک پہیلی ہوئی تہیں قبضہ کیا تو ایسا قتل عام اور عبرتناک خونریزی ہوئی ہے جسکا ذکر کرتے بدن پر رونگٹے کہڑے ہوجاتے ہیں بغداد کا دو ماہ تک بڑی سختی کے ساتہ اِن مغلوں نے محاصرہ رکہا اور اِسکو نہایت ہی قہر و غلبہ سے فتح کیا اور اِسکی تمام عمارات اسلامیہ کو کہود کر نیست و نابود کردیا ہلاکو خاں کے ایک عرصہ کے بعد ایک اور جہانخشا مغل نے بغداد اور تمام ارض بابل کو اِس سرے سے اُس سرے تک پامال کیا اِسکی حالت قوت اور وسعت سلطنت سے تمام دنیا کی تاریخیں بہری ہوئی ہیں۔ امیر تیمور جو درحقیقت اپنے وسیع سلطنت اور کثرت فتوحات کے باعث روے زمین پر ایک نہایت عظیم القدر انسان سمجہا جاتا ہے عہد بایزید خاں عثمانی سلطان روم میں جب اِس ملک پر حملہ آور ہوا ہے تو گو اِسکا مقابلہ اور جنگ و پیکار اپنے ہم مذہبوں سے

تہا لیکن فتح کے بعد اسنے قتل وغارت کا جو بازار اپنی فطرتی خونریزی سے گرم کیا تو طرفۃ العین میں وہ تمام شہر اسنے خاک سیاہ کر دیے جو دریائے دجلہ و فرات کے کنارے عملداری عثمانیہ میں آباد تہے اور اسنے اپنی حکومت کو دریائے دجلہ و فرات کے مابین تمام مقامات میں بالاستقلال قایم کر دینے کے بعد بغداد میں جیسا قتل عام کیا ہے اسکی مثال صرف ہلاکو خاں کی خونریزی سے ہو سکتی ہے اور بعد فتح بغداد اسنے اس شہر کے باہر ایک مینار انسانی کہوپریوں کا بنوایا تہا جسمیں نوے ہزار جانیں تلف ہوی تہیں اور اسکے بعد ترکوں نے مختلف لڑائیوں اور سخت معرکوں کے بعد جب بغداد اور اس حصہ ملک کو جسمیں بڑا قطعہ سرزمین کالدیا کا شامل ہے سلطنت ایران سے واپس چہینا تہا اسکے واقعات عبرتناک اور حالات حیرت انگیز کے واسطے ایک جداگانہ تاریخ چاہیے ان تمام لڑائیوں میں جو ایرانیوں اور ترکوں سے ہوی سلطنت عثمانیہ گرجستان اور سارکینی اور تاتاریوں نے مدد دی تہی یہ بات بخوبی یاد رکہنی چاہیے کہ بیروت اور موصل اور بغداد اور کربلا یہ سب مقامات جو اسوقت ترکی عملداری میں ہیں ایک زمانہ میں سرزمین کالدیا اور بابل میں داخل تہے اور انہیں سے اب بہی اکثر ویرانے جہاں کسی قدر آبادی ہے اور جو منزلوں تک اس راہ میں پڑتے ہیں اسبات کا نشان زبان حال سے بتا رہے ہیں کہ یہاں افسران بابل کی حکومت تہی جنکی بت پرستی دنیا کی تاریک ترین خیالات کے لیے ایک خاص دستاویز ہے مگر خدائے قدیر کے حکم سے انکی ایسی بربادی ہوئی کہ اس گروہ کا نام و نشان نرہا اور بعد عملداری اہل عجم اور ترکتازان مقدونیہ اور عیسائی قیصران روم نے فیروزمندان اسلام کی زمانہ فرمانروائی میں جب کہ ان مقامات پر سلطنت کو ابتدائی استحکام حاصل ہوا ہے تو اس دار السلطنت کفر کی بیخ و بنیاد تک کہود کر پہینکدی گئی حال کی ترکی عملداری میں مذکورہ مقامات جسقدر ہیں وہ ایک عجیب بربادی اور ویرانی کی حالت میں ہیں اور انکے دیکہنے سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ بہ نسبت عہد اہل عجم یا اہل مقدونیہ اور شاہان پارتہیا اور انکے بعد بنی عباس کی سلطنت کے زمانہ میں اگرچہ بابل کی سرزمین کے قدیم قصبے ایک عجیب ویرانے کی حالت میں آباد تہے مگر آل عثمان یعنے حال کی گورنمنٹ ترکی کے زمانہ سے یہ حالت قریب قریب بدلگئی ہے مگر بعض مورخین کا یہ خیال ہے کہ گو وسط حصجات آبادی بابل ویران ہوا ہے لیکن جسقدر سرحدی مقامات سرزمین کالدیا اور بابل کی تہے انکی آبادی کو روز بروز ترقی ہے اور ہر سال چہوٹے بڑے قصبے وہاں آباد ہوتے جاتے ہیں عام طور سے اہل تاریخ اسبات کو جان سکتے ہیں کہ بصرہ اور دجلہ اور سامرہ اور بغداد اور اسکے علاوہ وہ آبادیاں جو خلیج فارس کے کنارے

ترکی عملداری میں سوقت ہیں یہ سب سرحدات بابل میں داخل تہیں اور یہاں فرمانروایان بابل کے
چھوٹے بڑے گورنر یا حکمراں رہتے تھے گو انکے نام یا انکی حالت اور صورت آبادی اِسوقت
بالکلیہ بدل گئی ہو مگر بہ لحاظ اس امر کے کہ سرزمین بابل مغضوب الٰہی تہی اور وہ کبھی آباد نہیں
ہو سکتی ہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ جسقدر حصہ آبادی شہر بابل کا سابق میں تہا اِسکا نام و نشان بہی
نہ رہا اور نہ اِنکی قدیم نسلونکا پتہ ہے اور سوائے چند آثار عمارات نمرود کے جو حضرت ابراہیم
علیہ السلام کے مقابلہ میں اسنے نہایت گستاخانہ قایم کیے اور جسکی بابت دنیا میں اُسکو پوری
سرانگلی اور کوئی بہی نمونہ اسبات کا نہیں ملتا کہ شاہاں کالدیا کی سلطنت کس زمانہ میں قایم ہوئی
تہی اور کسنے اِسکو قایم کیا تہا۔ اور کہاں یہ واقع تہی قدیم آثار آبادی جو ہم بعض قراین سے
اِس خیال کی تکمیل کے واسطے کہ اس ملک میں ایک زبردست اور ایسی قوم آباد تہی جو خدائے
قادر کی الوہیت اور وجود کے قطعی منکر تہی دریافت کرنا چاہیں تو ہمکو ایک ذرا ویرانوں کی
عبرتناک حالت اور اِن کہنڈروں کی خراب اور ہولناک منظر کو دیکھنا چاہیئے جو اِسوقت سرزمین
بابل میں موجود ہیں اور جنکا تفصیلی ذکر اِس کتاب میں کسی موقع پر کیا جائیگا۔

بابل کے خزاین و دفاین کی عام حالت اور اُنکی تاراجی

بابل کے مشہور اور پوشیدہ خزانے جو مختلف اوقات میں حملہ آوروں نے تاخت و تاراج کئے
انکی بابت مورخین قدیم نے مختلف خیالات ظاہر کیئے ہیں اور اِنکی مقدار کی حیثیت کا عام اندازہ
کیا گیا ہے کہ صرف اِن خزانوں سے چند سلطنتیں جو کئی صدی تک سرزمین بابل میں قایم اور
برباد ہوتی رہیں اپنی حشمت اور شوکت ملکی قوت اور استحکام حاصل کر چکی تہیں۔
کیکاؤس کی نسبت لکہا ہے کہ اِسکے دفعۃً اور نہایت تعجب انگیز طور سے سلطنت بابل پر قابض
ہو جانیکے بعد پہلی کارروائی اِنکی یہ تہی کہ اسنے اُن پوشیدہ خزانوں پر جو بابل میں نمرود کے زمانہ
سے بخت نصر کے جانشینوں تک محفوظ چلے آتے تھے اور جنکا حال سوائے چند مختار حکام بابل
کے اور کوئی بہی نہیں جانتا تہا فوراً قبضہ کر لیا تہا۔ ایک مورخ لکہتا ہے کہ جب اِسکے داخلے کی خبر
شہر بابل میں عام طور سے پہیلگئی تو اِسکے تمام رفقا اور ایرانی فوج نے اِسقدر شہر کو لوٹا تہا
کہ ہر ایک ادنے سپاہی اور سردار کا لباس جامہ اور قمیص بالکل زرین ہو گیا تہا اور جو بڑے
اعلے درجہ کے افسر تہے اِنکی وردیوں پر سنہری اور روپہلی نہایت بیش قیمت کلابتون لگا ہوا تہا

اور تمام ملبوسات بڑی چمکدار ملک اور زرق برق کے تھے بیان ہے کہ یہ سب بابل کے خزانہ سے لیا گیا تھا۔ اور جسطرح ان پوشیدہ خزانوں کی تقسیم ہوئی تھی جو صدیوں سے بابل کے دفتو نیں محفوظ تھے اور جب یہ خزانہ ہائے بابل دارا کے قبضہ سے نکلکر ایک دوسرے بادشاہ بزرگ یعنے سکندر اعظم کے قبضہ میں آئے تھے تو اسنے ان خزانوں سے ہر ایک مقدونیہ کے سوار کو ۱ مینا (ایک قسم کا سکہ) یعنے تقریبًا پندرہ پونڈ سونا انعام میں دیا تھا اور ہر ایک یونانی سپاہی کو پانچ پونڈ سونا انعام میں دیا گیا تھا اور اس سے علاوہ اسکے لشکر کے ہر ایک سپاہی کو دو ماہ کی تنخواہ انعام میں ملی تھی۔ اسکے بعد جب ڈیمی ٹریئس اس ملک پر مسلط ہوا تو اسنے بھی خاص اپنی غرض (لوٹ مار) کی تکمیل کے واسطے شہر مذکور کے لوٹنے کا حکم اپنے سپاہیونکو دیدیا تھا جو نہایت سرگرمی کے ساتھ پورا کیا گیا تھا اسکے علاوہ اسی زمانہ قریب میں اور بھی بہت سی قومیں ایسی تھیں جنہوں نے بابل کے خزاین اور تمام باشندوں کی دولت کو لوٹا تھا یہ خزانے اور دولت جو کیکاؤس اور سکندر کے مرنے کے بعد کر بابل سے تاخت و تاراج کیئے گئے تھے وہ سکندر کے مرنے کے دو صدی بعد کے لوٹے گئے تھے اکثر عیسائی مورخین لکھتے ہیں کہ ایرانی اور یونانی فاتحوں کے حملے اور قبضہ کے دو سو برس کے بعد جو دوبارہ بابل کے خزانے لوٹے گئے انکے تاراج کرنے والے اہل پارتھیا تھے انکی تاخت و تاراج غضب کی غارتگری کی نظیر تھی مگر بابل کی تقدیر میں اس سے زیادہ سلسلہ بربادی کا جاری رہنا تھا کیونکہ پارتھین قوم کے بعد ہی اہل روما کی ایک بہت بڑی فوج جو بموجب پیشین گوئی توریت مقدس (ساحل زمین) سے آنے والی سمجھی جاتی تھی بابل میں داخل ہوئی تھی اور اسنے خوب اچھی طرح اسکو تاخت و تاراج کیا تھا اسمیں شک نہیں ہے کہ اس ملک اور سلطنت کی غارتگری جسقدر ہوئی ہے اسکو تمام دنیا کی بربادیوں اور تاراجیوں کے مساوی سمجھنا ایک قسم کا مبالغہ ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ ان خزانوں کی لوٹ مار ایسی مسلسل طور سے ہوتی رہی ہے جو درحقیقت دنیا کے عجیب واقعات میں داخل سمجھی جاسکتی ہے اور اسکو ان لوگوں نے یعنے بابل کو اس طبقہ انسان نے غارت اور تاراج کیا ہے جو اکثر ظالمترین فاتحین دنیا سے تھے اور خونریزی اور غارتگری سے اپنے ملک کو وسعت دینا یا اپنی شوکت قایم کرنا جنکا خاص مقصد تھا اگرچہ ان حملہ آوروں کی طرف سے اس قسم کی غارتگری کی آگ نہایت غضبناک طور پر ہمیشہ مشتعل رہتی تھی تاہم ہر ایک حملہ آور کے عہد میں اس ملک کو سرزمین کا لدیا۔ اپنی قلمرو میں داخل کر لینے یا اپنا صوبہ قطعی طور پر قرار دینے کے بعد اسکی اکثر حفاظت ہی ہوتی تھی مگر بعض مورخین کا قول ہے

کہ کالدیا کی یہ حالت نہیں تہی اگرچہ بہ حیثیت گورنمنٹ کے ایک زمانہ میں اِسکو ذاتی اقتدار حاصل تہا لیکن جبکہ اسپر زوال شروع ہوا تو اِسکے ہر ایک حصہ مین سوائے تباہی اور بربادی کے قابضین کو اور کسی بات کا خیال نہین تہا۔ اور اسیلئے یہ خیال ہوتا ہے کہ گو دنیا کے بعض ملک جو ظالم بادشاہوں نے فتح کیئے ہوں تو انکی غارتگری کے بعد بالضرور انکی سرسبزی کا خیال بادشاہان مذکور کو ہوا ہے بخلاف بابل کے کہ اِسکی بربادی کا سلسلہ ہر حال میں قایم رکہا گیا چند مورخین یہ بہی لکہتے ہین کہ گو مختلف زمانوں میں بڑے بڑے بادشاہوں نے اسپر چڑہائی کی اور اُسکو غارت اور تباہ و برباد کیا لیکن مستقل طور پر سرزمین بابل شاہان اسلام سے قبل کسی اور بادشاہ کی حکومت ماتحتی مین نہین رہی تہی بلکہ اکثر خود اِس ملک مین خود مختار سلطنتین قایم رہی ہین تاہم بربادی کا سلسلہ اسیطرح قایم رہا ہے اور کسی وقت مین کیکاؤس کے بعد سے منقطع نہین ہوا ہے اور نہ کسی سلطنت نے جبکہ اسپر کوئی بادشاہ حملہ آور ہوا ہے تو اِسکے یعنے بابل کی حفاظت اور حمایت کی ہے۔

یہ امر نہایت صاف ہے کہ جس زمانہ مین سلطنت روۃ الکبریٰ نے اسپر حملہ کر کے اسکو تاخت و تاراج کیا ہے تو اِسوقت اہل ہیڈریا جو دریائے فرات کے مغربی کنارے پر حکمران تہے اور جنکے خیالات سلطنت بابل کے لیئے ہمدردی کے پیمانہ پر تہے انکی یعنے بابل والون کی کوئی بہی مدد نہیں کی اور علے ہذا کالدیا کے دور و دراز سرحدوں پر اکثر اقوام حکمران تہین جنکو بابل سے بہت بڑا تعلق تہا مگر اُنہون نے بہی جسوقت رومی جنرلون نے بابل پر حملہ کیا ہے تو انکے مقابلہ میں کوئی بہی مدد اہل کالدیا کی نہین کی تہی۔ گبن مورخ لکہتا ہے کہ اس حملہ مین رومیوں نے علاوہ بیشمار دولت و مال کے تاراجی اور غارتگری کے ایک لاکہہ اہل بابل کو قید کر کے اپنے ملک کو بہیجدیا تہا۔ یہ وہ زمانہ تہا کہ دوسری صدی عیسوی مین مرقس قیصر کے جنرلوں نے سیلوسی فن کو جو اس زمانہ مین دارالسلطنت کالدیا اور بابل تہا فتح کیا تہا۔

اور جب جولین قیصر کے حکم کے بموجب پرلیبار اِسکے سپہ سالار نے چوتہی صدی عیسوی مین ٹیسی سی فن پر چڑہائی کی ہے تو بعد اِس شہر کے مختلف قطعات مین آگ لگا دینے کے غلہ اور ہتیار اور مختلف قسم کے طلائی و نقرہ ساز و سامان کی ایک بڑی مقدار اِسکے ہاتہ آئی تہی جسمین سے ایک بڑا حصہ اسنے اپنی فوج کو تقسیم کر دیا تہا اور باقی مقدار اسنے جنگی خدمات کے اخراجات کے واسطے رہنے دی تہی اور اِسکے سوا جسقدر سامان اسکے نزدیک اِسکے استعمال کے قابل

قرار پایا تہا اسکو پرسیپارس نے آگ لگا دی یا دریائے فرات میں غرق کرا دیا اِس غارتگری اور لوٹ میں جو حصہ رسد غنیمت اسنے تقسیم کی تہی تو فی سپاہی چاندی کے ایک سو ٹکڑے حصہ میں آتے تہے اِس عظیم الشان غارتگری اور لوٹ مار کے وقت پرسیپارس نے حسب ذیل تقریر اپنے سپاہیوں سے کی تہی کہ دولت کا حصول خاص تمہاری اِس گرمی اور جوش کی اصلی غرض ہے اور یہ تمام اور زر و مال اِسوقت اہل فارس کے ہاتہ میں ہے جو اِس سرزمین پر حکمران ہیں اور تمام لوٹ اور غنیمت اِس نہایت زرخیز ملک کی بابت یہ تجویز کر لیا گیا ہے کہ وہ تمہاری پر جوش بہادری اور نہایت دلیرانہ حملہ آوری کا صلہ ہے۔

بہرحال ایک نہایت ہی خونریز اور شدید اور سخت حملہ کے بعد دشمن (اہل ایران) کو شکست ہوئی اور تمام دولت و مال ایک مشرقی مخزن طلا سے بطور غنیمت چہین لیا گیا جسمین طلائی اور نقرئی ٹکڑون اور سکوں کی ایک کثیر مقدار تہی اور انکے علاوہ مرصع زیور اور اعلے قسم کے ہتہیار اور بچہونے اور نہایت قیمتی کپڑے اور خانہ داری کے ہر قسم کی ظروف طلائی و نقرئی تہے اِسکے بعد جس زمانہ مین ہرقل کے حکم سے پہر اہل رومانے کالدیا پر حملہ کیا ہے تو اگرچہ خزانہ اور دولت ایک عظیم الشان مقدار مقام متعدد سے کہ جو اِس زمانہ مین اِس صوبہ کا دار الصدر تہا شاہ ایران نے اپنی خاص ملک میں بہیجدی تہی اور بڑی مقدار خرچ ہی ہو گئی تہی تاہم جسقدر روپیہ اور مال خزانہ میں باقی رہا تہا وہ اِسقدر کثیر تہا کہ حملہ آور جنرل کی امید سے کہیں زیادہ تہا اور جسکی غارتگری سے اِنکی طبیعت بخوبی سیر ہو گئی تہی۔ اور جسطرح کہ ایک رنگساز کسی چہت پر نقش کاری کرتا یا رنگ و روغن چڑہاتا ہے اور پہر دوسرا اسپر اپنا رنگ جماتا ہے اِسیطرح گبن مورخ عیسائی نے شہر سٹی سی فن کی لوٹ کی نسبت جسقدر لکہا ہے اور نیز جسقدر کہ سابق میں سلوشیا کی غارتگری کی نسبت لکہا گیا ہے بہ لحاظ اِس امر کے کہ یہ دونوں مختلف اوقات میں کالدیا اور بابل کے دار السلطنت رہ چکے ہین اور انمین سے ہر ایک شہر دختر بابل کے نام سے دنیا میں مشہور تہا ان کی تباہی کے تمام اصل واقعات اور حالات کو وکنسی نے جو عیسائی مورخوں کے نزدیک پیشین گوئیوں کی تفسیر میں ایک بڑا ماہر عالم اور توریت کا عالم تہا مندرج کیا ہے۔ گویا جسقدر گبن نے از روے تاریخ اِس امر کو ثابت کیا ہے کہ اِن شہروں کی بربادی اور پامالی کسطرح ہوئی اِسکی مثل جو مضامین توراۃ میں اِنکی زوال کی نسبت بطور پیشین گوئی موجود تہی انکو مورخ مذکور کے بیانوں اور تحقیقات سے واسنے نے کالیا

مطابق کر دیا ہے جس سے ظاہر ہے کہ پیشین گوئیان جیسی کچھ اِنکی زوال اور بربادیکی نسبت ہوئی ہین انکی صحت مین ذرا بھی شک نہین ہے - اہلِ اسلام نے جو اِس دار السلطنت کو غارت کیا تھا

وے مسلمان کون تھے اِنکی بابت مختلف مورخین نے اپنی رائین کثرت کے ساتھ ظاہر کی ہیں اصل یہ ہے کہ انکی پیغمبر حضرت اسمعیلؑ کی اولاد مین تھے جو حجاز کے دار الصدر یعنے مکہ معظمہ مین پیدا ہوئے اور تمام دنیا کے واسطے یہ عجیب بات ہو گئی کہ مادہ پرستی کا استیصال انکے زمانہ میں کس انتہا کے کامیابی آمیز طریقہ سے ہوا ہے - حضرت محمد صلعم جو ایک نہایت بزرگ اور امی اور نہایت محترم خاندان قریش میں تھے اِس عظیم الشان مذہب کے بانی ہوئے اور جنھوں نے عرب ایسے نہایت سخت سرکش اور جنگجو اور جاہل قوم میں انسانیت اور خدا پرستی کی اصول اسطرح پھیلا دیئے جس سے بہتر عالم تہذیب میں ناممکن تھے اور پھر اِس مذہب نے دنیا کے سطح پر جس وسعت اور عمیق طور سے اپنا اثر ڈالا ہے وہ دنیا کی تاریخ پیدایش سے ابتک لاثانی ہے یہ مذہب نہایت تھوڑے عرصہ میں تمام دنیا کے بڑی بڑی قوموں پر بطور شعلہ عالم افروز کے محیط ہو گیا جو لحاظ اپنے طرز عمل اور اشاعت اور قبولیت کے آجتک دنیا مین ایک خاص استحکام حاصل کرتا جاتا ہے - اور انکے یعنے حضرت محمدؐ کے بعد انکے جانشینوں نے دنیا مین جیسے جیسے کام کئے ہیں وہ ایک مورخ کی آگاہی کے واسطے ضروری ہین اور اسلیئے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اِس موقع پر کسی قدر ابتدائی حالت اہل عرب کی بیان کیجائے عربون کی تاریخی اکثر حالات میں اسیطرح مختلف ہیں جیسے یہودیوں کی تاریخ ہے ۔

اہل عرب کی ایک زبردست شاخ حضرت اسمعیل کی اولاد میں ہے مگر اور لوگ بھی جو اِس زمانہ سے اِس ملک میں بود و باش رکھتے چلے آئے ہین عرب کہلاتے ہین بحیثیت مجموعی تمام تاریخوں سے اسبات کی شہادت ظاہر ہے کہ عرب ایک نہایت سرکش اور آتش مزاج قوم تھی مگر آتش زبانی اور فصیح البیانی اور باہم انکے افتخار کی صورتیں بالکل متحد تھین انکی زبان اور تقریر کی عمدگی اور فصاحت و بلاغت ہمیشہ دنیا مین ضرب المثل رہیگی اور انکی نسبت ہمیشہ میل جول سے اپنے ملکی حدود کے اندر محفوظ رہے ہین گبن اور اسکے علاوہ تمام مورخین جنھوں نے عربوں کی تاریخ لکھی ہے اِس امر کو تسلیم کر لیا ہے اور علے الخصوص گبن نے بعض مستثنیات کو اہل عرب کے واسطے خاص کر دیا ہے جنکی نسبت جسکو متعصب مورخین مشتبہ خیال کرتے ہین - گبن کی تحقیقات مین عام طور سے اہل عرب ہمیشہ آزاد رہے ہین اور اُنھون نے کبھی نبر دست سے زبردست کشورکشا سلطنت کی تابعداری نہین کی ہے اور اِنکی یہ خصوصیات اِس قسم کی ہیں جنکے صحیح ہونے مین شک نہین ہے - اُنھوں نے ہمیشہ اپنی آزادی کو نہایت دیری

نقشہ دیکھو صفحہ ۹۱

کے ساتھ قایم اور برقرار رکھا ہے اور دنیا کی بڑی بڑی زبردست سلطنتوں اور حکومتوں کی حملہ آوری اور اطاعت سے ہمیشہ اپنے کو محفوظ رکھا ہے۔ نہایت اولوالعزم جہانگیر بادشاہوں سیاسٹرس اور کیخسرو کیکاؤس ایرانی۔ پابی اور تراجان نے بھی کبھی عرب پر فتح نہیں حاصل کی تھی بعض مورخین کی رائے ہے کہ اسمیں شک نہیں ہے کہ انکی مذکورہ طریقہ زندگی اور طرز معاشرت اور عربوں کا قدیمی چال چلن اور انکی ایک دوامی اور یکسان حالت صرف انکے ملک کی نیچرل خاصیت کا ایک ضروری نتیجہ ہے۔ ایک مورخ کا یہ بیان ہے کہ انکی وحشت اور آتش مزاجی اور آزادی کی اب بھی وہی حالت ہے جو قدیم سے تھی اور تمام انسانی نسل کے خلاف انکی زندگی کے اصول ہیں ابتک محفوظ اور موجود ہیں حالانکہ تین سو برس تک انکے خاص گروہوں نے اپنی کوہستانی بود و باش کی فطرت کے خلاف مختلف ممالک کو تسخیر کرلیا تھا اور اسمیں ذرا بھی تامل نہیں ہے کہ دنیا کا ایک بہت بڑا حصہ ایک زمانہ میں خاص عرب فاتحین کے حیطہ اقتدار میں داخل ہوگیا تھا۔ انکی سلطنت سرحد ہندوستان سے لیکر کنارہ دریائے اوقیانوس (اٹلانٹک) تک پھیلگئی تھی جو ہر طرح سلطنت روما الکبرے کی اس وسعت سے جسپر رومیوں کو تمام دنیا کے حاکم اور قابض ہوجانے کا دعوے تھا اس حصے سے زیادہ وسیع تھی۔ مگر قدیمی اوصاف یعنے حمیت اور آتش مزاجی انمیں ویسی ہی موجود تھی حضرت اسمعیل کی نسبت عیسائی مورخین نے عمدہ خیالات نہیں ظاہر کیئے ہیں مگر غور سے دیکھنے کے بعد یہ امر بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ وہ ایک نہایت ہی اعلے درجہ کی روحانی انسان تھے اور بمقابلہ دنیوی طرز زندگی اور نہایت بے تعلقی سے اپنا خاتمہ کردینا اپنی نجات اخروی کا اکمل ترین نتیجہ ہیں اور اسی باعث جو کچھ طرز تمدن کی خوش اسلوبی اور انسانی زندگی کی فانی آسایش کے طریقے دیگر حصص عالم میں موجود ہوگئی تھی وہ تقریباً مفقود تھے جو حضرت محمدؐ کا مولد اور مسکن تھا ہمیشہ فطرت کے رموز اور اصلی غرض خلقت انسانی کے ادراک کا جولانگاہ سمجھا جاسکتا ہے۔

کیونکہ وہاں سے ایک عام حالت اس رستہ کی نشاندہی کی پیدا ہوگئی ہے جو خداے قدیر کی یگانگی اور وحدانیت کے اثبات کے لیئے مختص ہے۔ اور جبکہ اس امر پر بغور خیال کیا جائے کہ کس طرح ایک ایسی قوم کی دلونمیں ان برکات اور زندگانی اعتدال پسند کے طریقے کے قایم اور جاری رکھنے کو انکے ہادی نے راسخ اور مستقل کردیا تھا جو بالکل ہی جاہل اور وحشی اور اصول زندگی تہذیب سے مسلسل طور پر قطعاً ناواقف تھے تو ایک عجیب حیرت ایک تاریخ لکھنے والے پر طاری ہوتی ہے کیونکہ عرب کے عادات اور خصائل اور انکی وحشیانہ زندگی کی اگر تمام حالت پر لحاظ کیا جائے تو یہ کبھی یقین نہیں ہوسکتا ہے

خسرو پرویز شہنشاہ ایران کا وہ عظیم الشان ایوان جو سفید محل کے نام سے مشہور تہا اور جو گویا خزانہ ہائے بابل کے سامانوں سے معمور تہا اور جو مسلمان فیروزمندوں کے ہاتھہ سے تباہ ہوا تہا اِسکا ہر ایک کمرہ نہایت بیش قیمت جواہرات اور طلائی اور نقرہ آرائیش اور زیب وزینت سے جگمگا رہا تہا - نہایت بیش بہا قالین اور خوبصورت کرسیان اور تخت جو بالکل طلائی تہے اور جو اس ایوان مین بے شمار تعداد کے ساتہ موجود تہے وہ سب ایک ایک کر کے لوٹ لیئے گئے تہے ابو الفدا ایک نہایت مستند عربی مؤرخ نے اِس کل سامان کی تفصیل اپنی کتاب میں نہایت شرح وبسط کے ساتہ کی ہے اور اِسکے علاوہ اور مورخ نے بہی اسکی بابت اپنی مفصل تحقیقات لکہی ہے کہ جسقدر سامان خسرو پرویز کے محل شاہی سے مسلمانوں نے لوٹا تہا اُسمین سے صرف سونے کے ٹکڑوں کا تخمینہ تین ہزار ہزار ہزار تعداد میں کیا گیا تہا - اس محل کے وسط میں جو کمرہ تہا یعنے جو خسرو کی خاص نشستگاہ تہا یا جسے کمرہ تخت شاہی کہہ سکتے ہین اِسکا فرش ایک نہایت ہی گران بہا قالین مخملی کا تہا جو ساٹہ کیوبیٹ طول میں اور نوے فیٹ عرض میں تہا - اِسکے علاوہ ایک حیرتناک سامان جو اِس کمرہ مین موجود تہا اِن تمام سامانون سے زیادہ کسی مؤرخ کے قابل توجہہ ہے جو سلطنت خسرو پرویز مین قیمتی سمجھی گئی تہے یہ سامان ایک قسم کے باغ کا نمونہ تہا جسمین طلائی اور نقرہ کے درخت تہے اور انمین پہل اور شگوفے سب جواہرات کے تہے یہ طلسمی باغ خسرو نے اپنے نزدیک بہشت کی ہمشکل بنوایا تہا - قالین میں ہر جگہ طلائی کام تہا اور جابجا جواہرات جڑے ہوے تہے مگر فیروزمندان عرب نے اپنی حملۂ ایران کے زمانہ مین جب خسرو کے ایوان تختگاہ کو فتح کیا ہے تو قالین مذکور اور تمام تختگاہ کا سامان ایران سے مدینہ حضرت عمر بن الخطاب کے پاس بہیجا گیا جسے اُنہون نے تمام مجاہدین اور اہل مدینہ کو تقسیم کر دیا تہا مگر اسمین جسقدر تصاویر تہین وہ بالکل محو کر دی گئیں تہیں -

اور اِس تمام فرش اور باغ اور سامان مذکور کی قیمت کا اندازہ اس طرح ایک مورخ کو ہو سکتا ہے کہ اِسکی تقسیم شدہ حصص کی قیمت پر غور کرے جو اہل عرب نے تشخیص کی تہی - ایک مورخ اسلام لکہتا ہے کہ اِسمین سے جو حصہ صرف حضرت علی ابن ابیطالب کو دیا گیا تہا اِسکی قیمت

کہ اِسقدر جلد اور اِس خوبی کے ساتہ اُنکا ہر ایک قسم کا طریقہ زندگی بدلجائے گا - اور اِسلیئے ہم سوائے معجزہ کی اِس حالت کے نسبت اور کیا یقین کر سکتے ہیں - ۱۰ گبن مورخ عیسائی کے مولف کتاب زوال سلطنت رومۃ الکبرای وغیرہ

بیس ہزار درہم ہوے تھے۔ اِس تخت زرسری خسرو پرویز کے علاوہ اِسکا نہایت بیش بہا تاج
اور کمربند مرصع بہی عربوں کے ہاتھ لگا تہا جسمین بڑے بڑے موتی اور یاقوت و زمرد نصب
تھے اور درفش کاویانی (قدیم نشان ایران) بہی جو بالکل مرصع تہا اِس معرکہ مین فیروزمند
کمانیر اسلام نے ایرانیوں سے چہین کر مدینہ بہیجدیا تہا یہ امر تحقیقات سے ثابت ہے کہ
یہ جسقدر جواہرات اور سونا چاندی ایرانی سامانوں مین لگا ہوا تہا یا خسرو پرویز نے جس سے
اپنی ایوان تختگاہ کو زینت دی تہی نہایت بوسیدہ اور عظیم القدر خزاین بابل سے فراہم کیا
گیا تہا جو ابتدا ہی خاندان نمرود و بخت نصر کے تخت مین تھے اور ایک معینہ زمانہ مین کیکاوس
و دارا نے اسکو لوٹ کر اپنی دار السلطنت کو بہیجدیا تہا۔

بہر حال وہ سب زمانہ گذر گئے اور ہوقت گویا کالدیا اور بابل کے اِن مشہور خزاین و دفاین کا
خاتمہ ہمارے پیش نظر ہے ہم اگر سرزمین بابل مین موجودہ حالت کے دریافت کرنے کی غرض
سے گردش کرین تو نہایت مناسب طور سے یہ امور معلوم کر سکتے ہین کہ جیسے اِن خزانوں
کی لوٹ مار ہوئی ہے اور عام باشندگان بابل کی مال و دولت کو لوٹا گیا ہے خود وہاں کی
سرزمین گویا اپنے پہلوؤں میں اِن خزانوں یا زر و جواہر یا کسی قسم کی دولت کو اپنے پہلو مین
پوشیدہ رکھنا پسند نہین کرتی ہے۔

اگرچہ بیشمار نسلین اور بہت سی صدیاں اِس ملک کی تباہی و بربادی کو گذر گئی ہین لیکن اسوقت
تک کہودنے یا تلاش کرنے پر برابر چاندی و سونے کی ڈہیلے اور ٹکڑے اور سکے اور اکثر
جواہرات کی اسٹیاسٹی سی فن اور قدیمی خراب شدہ شہر بابل کے کہنڈر مین سے جو شہر
سٹی سی فن کے قریب واقع ہے سنہ ۱۸۱۲ء مین جبکہ دریائے فرات نے اِسکی ایک کنارہ کو
گرانا شروع کیا تہا اور دفعۃً ایک حصہ اِس حصہ کہنڈر کا پانی مین گرا ہے تو ایک بڑی مقدار
طلائی و نقرہ ٹکڑوں کی دستیاب ہوی اور بعد معمولی امتحان کے اُنکو بادشاہ بغداد
نے لیکر قسطنطنیہ کو بہیجدیا تہا اسمیں صرف اور یہہ سات سو اینٹین سونے کی جو ایک فیٹ لمبی
اور نصف فیٹ چوڑی تہی اِسکے علاوہ ایک مٹی کا گہڑا بہی برآمد ہوا تہا جسمین سے دو ہزار
کے قریب اہل اشنیا کے وقت کے نقرہ سکے بہرے ہوے تھے اُنمین سے ایک مناسب
تعداد مسٹر رچ سابق ایجنٹ ایسٹ انڈیا کمپنی متعینہ بغداد نے اِس زمانہ میں خرید لیے تھے
اور جسکو کچہ عرصہ ہوا کہ برٹش گورنمنٹ نے انکے ورثا سے مناسب قیمت پر مول لے لیا تہا اور

اسوقت وہ برٹش میوزیم (عجائب خانہ) میں محفوظ رکھدیئے گئے ہین شہر سٹی سی فن کے کہنڈروں میں سے دیسی باشندے مختلف اوقات میں سونے اور چاندی اور تانبے کے سکے پاتے رہتے ہیں جو ہمیشہ بغداد مین لاکر بہ قیمت مناسب فروخت کردیتے ہیں اور اکثر دولتمند ترک اور اہل آرمینیا اور نیز جرمن اور فرانس کی کانسل جو یہان مقیم ہین ان دیسی اشخاص کو خاطر خواہ اجرت دیکر اس غرض سے بابل کے ان قدیم خرابون اور کہنڈرون میں ہمیشہ بہیجتے رہتے ہین کہ وہ ان قدیمی سکون اور ظروف اور آلات کو تلاش کرکے لائین اور یہ عام خیال ہے کہ انکے علاوہ اور بہی سلطنتین ان کہنڈرون سے آثار قدیمہ اور اس قسم کی اشیا کی تلاش مین مصروف رہتی ہیں

شہر بابل کے آثار قدیمہ اور شہر سٹی سی فن و اسلوشیا وغیرہ کی بابت قدیم مؤرخوں کی تحقیقات اور اُن آبادیون پر ایک خاص ریویو جو سرزمین بابل پر چند صدیوں سے آباد ہوتے جاتے ہیں

اگرچہ تمام سرزمین بابل اور کالدیا میں کوئی قدیم مقام آباد نہین ہے تاہم اسکے حدود میں اہل اسلام نے نئی بستیان بسائی ہین جنمین سے قصبۂ حلّہ اور اسکے اطراف مین مغربی جانب مشہور شہر جو تقریباً چھٹی صدی عیسوی سے اہل اسلام کی ذوہبیت عالی رتبہ بزرگان مذہب کی آرامگاہ ہین اسوقت سرزمین بابل کی حدود مین خاص آبادیان سمجھی جاتی ہین۔

مگر یہ نو آباد مقامات بہی اسبات کا ایک مستند نمونہ ہین کہ بابل کی سرزمین مین کیسے اندوہناک خونریزی سے یہ یادگارین قایم ہوی ہین اور جو اہل اسلام کے ایک عظیم الشان طبقے یعنے شیعو کی جسمین زیادہ تر باشندگان فارس شامل ہیں نہایت مستند زیارت گاہ ہین اور زیادہ تر یہی لوگ وہان جاتے اور اپنے مذہبی خیالات کی تکمیل کے واسطے بود و باش رکہتے ہین گو مذہب اسلام کے اور لوگ بہی وہان جاتے ہوں اُنمیں سے ایک مشہد علی (نجف اشرف) اور دوسرا مشہد حسین (کربلا) کے نام سے مشہور ہین۔ مگر جو لوگ اسبات پر نظر رکہتے ہین کہ بابل کی سرزمین

؎ زمانہ حال مین کہ سلطان عبد الحمید خان غازی نے تمام اندرونی انتظام سلطنت مین ایک خاص توجہ مبذول فرمائی ہے ان سکون اور آثار قدیمہ کو باہر جانیکی ممانعت کردی ہے اور وہ اب بشرط دستیابی خاص قسطنطنیہ کے عجائبخانہ مین رکہی جاتی ہین

ہر ایک آبادی خواہ قدیم ہو یا جدید صرف غارتگری اور خونریزی کا منظر ہے وہ تاریخوں سے اسبات کو بہی دریافت کر سکتے ہیں کہ اسلامی زمانہ میں ہی جسقدر مقامات نئے آباد ہوئے ہیں وہ کیسے ہولناک اور اندوہگین معرکوں کا نشان قایم رکہنے والے ہیں سب سے زیادہ اسبابت ہمیں یہ تلاش اطمینان دلاتی ہے کہ وہابیوں نے اِن مقامات میں کیسی خونریزی اور بربادی کی تہی -

سرزمین کالدیا کی قدیم تاریخ سراسر ان اخبارات سے معمور ہے جو انبیا کی پیشین گوئیوں سے مطابقت رکہتے ہیں کیونکہ اگرچہ مورخین اِس عظمت سے کامل طور سے اسبابت واقف نہتے کہ وہ اِسطرح زوال پذیر ہوگی مگر یہ ضرور ہے کہ اگر اُنکے اقوال کا اندازہ کیا جاوے تو یہ صاف ثابت ہو سکیگا کہ وہ اپنے بیانوں میں اِس ملک کی زرخیزی اور تمول کا کسقدر شد و مد کے ساتہ حوالہ دیتے ہیں اور جن لوگوں کو پیشین گوئی کے اِن جملوں سے واقفیت ہے کہ خدائے قدیر نے اِسکی یعنے بابل کی مخالفت میں کیسا وعید ارشاد فرمایا ہے اور نیز اہل کالدیا کی مخالفت کی بابت اسکے مقدس الفاظ میں کیسا تہدید امر اظہار ہوا ہے وہ اگرچہ تین ہزار برس سے زیادہ اِسکی بربادی کے سلسلے کو گذر چکے ہیں لیکن اسوقت اِسکے زوال تدبیری کی قابلیت اور موجودہ تباہی کا اندازہ کر سکتے ہیں -

سرزمین خالدیا (کالدیہ) کی تباہی اور نابود ہونے کا ایک طویل سلسلہ ابتک قایم ہے اور صدہا بلکہ بیشمار نسلیں گذر گئی ہیں مگر وہ بدستور تباہ اور بے نشان ہو رہی ہے - اہل کالدیا کی عظمت اور اسکا جبروت بالکل صفحۂ دہر سے مٹ گیا ہے اور اِسکی سرزمین انسانوں اور اپنی قدیم عمارات سے ایسی بے نشان ہو گئی ہے جسے اِسوقت ہم نہایت عبرتناک نظر سے دیکہہ رہے ہیں -

یورپ کے ایک نہایت نامی مورخ رووُلف جسنے ۱۷۶۵ء میں اِس ملک کی سیاحت کی تہی تو وہ اِس سفر کا حال اپنے سفرنامہ میں لکہتا ہے کہ ملک مذکور بالکل افتادہ ہے اور اِسکی اراضی تمام

۱۰ حضرت علی ایک مشہور ہاشمی شاخ کے قریش تہے اور حضرت رسول عربی کے ایک نہایت پیارے صحابی اور انکے چوتہے خلیفہ ایک عظیم گروہ اہل اسلام کے نزدیک - اہل اسلام کی تمام تاریخوں سے ثابت ہے کہ آنحضرت (محمد) کے زمانہ میں اُنسے زیادہ کوئی ذی علم اور ماہر احکام قرآن سے نہیں تہا اور یہ بہی انکی خاص تصانیف سے ظاہر ہے کہ اِنکی تمام اقوال حکما اور اہل دانش کے ہم پلہ ہیں وہ تمام مسلمانوں میں آنحضرت (محمد) کو نہایت عزیز اور انکی خاص تربیت یافتہ تہے اور بیان ہے کہ اُنسے زیادہ کسی اور کو قرابت قریبہ نہیں تہی وہ آنحضرت (محمد) کے چچازاد بہائی اور انکی نہایت پیاری بیٹی فاطمہ کے شوہر تہے - اکثر عمدہ قراین سے یہ امر دریافت ہوتا ہے کہ بوجہہ زیادہ التفات آنحضرت (محمد) کے جو آپ کے ابتدائی صغرسنی سے اپنے وفات تک اُنکے حال

بقیہ نوٹ صفحہ ۹۵

وکمال بنجر اور خشک زار وخراب ہے کہ جسکے دیکھنے سے یہ یقین ہوتا ہے کہ اسپر کسی زمانہ میں گویا زراعت اور آبادی کا وجود ہی نہ تہا۔ مذکورہ مؤرخ کے علاوہ اور مؤرخ جو بابل کے کہنڈروں کی سیاحت کی غرض سے گئے ہیں اُنہوں نے بھی اِسی قسم کی اندوہ انگیز رائے اپنی تاریخوں میں لکھی ہے اور وہ بڑی تلاش کے بعد اپنے سفرناموں میں اِس اندازے کو ظاہر کرتے ہیں کہ گو یہاں کسی زمانہ میں آبادی کا ہجوم یا کاشتکاری سامانوں کی بجید فراہمی ہو مگر موجودہ حالت تو صاف یہ بتا رہی ہے کہ وہ تمام قطعہ زمین جہان خاص شہر بابل آباد تہا اور جسکی وسعت ساٹھہ میل کے احاطہ میں کم سے کم سمجھی جاسکتی ہے ایسا ویران اور ناقابل زراعت ہے کہ جسپر کسی طرح کاشتکاری ہونیکا زمانہ سابق کے واسطے گمان نہیں ہوسکتا ہے۔

ایک طرف تو اِس ملک کی ارضی یعنے مقام اُدپس کی جانب جو ارضی واقع ہے اِسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس ملک کی جسقدر زمین ہے وہ ایک وسیعہ ریگ اور ایک نہایت غیر مسکونہ او سر ارضی کا ہے جسپر کہیں کہیں جنگلی اونٹ کٹارے کی درخت اور بید مجنوں یا نرکلوں کے جہنڈ اور اسی قسم کی گہنی روئیدگیان پائی جاتی ہیں اور دوسری جانب یعنے بصرہ اور بغداد کے مابین دریائے فرات کے کنارے پر منزلوں تک ایک نہایت ناقابل گذر ریگ کا میدان پایا جاتا ہے۔ ایسے باشندے جو اِس ریگستان میں ہیں تو اسکا اختتام صرف ستاروں کی رفتار پر ہوتا ہے۔ عام حالت کے لحاظ سے اِسوقت بابل کا ملکی سطح بالکل کہلا ہوا ہے اور ہموار ہے جو انسانی نگاہ کے سامنے ایک وسیع میدان کے منظر کے

پر رہا تہا بہت سے عالی رتبہ اہل اسلام حسد کرنے لگے تہے اور اِس باعث اُنکو ایک نہایت تنفر دشمنی اور شدید عداوت علی سے پیدا ہوگئی تہی بعض مورخین کا خیال ہے کہ ابتدائی اشاعت اسلام میں جن وسائل سے اسلام کو استحکام حاصل ہوا ہے انیں علی کی کوششیں نہایت کامیابی کے انجام پذیر ہوئی تہیں جو بڑے بڑے قریش اور یہودیوں کے سرداروں کی قتل وخونریزی کے بعد حاصل ہوئی تہیں اور اسیلئے اکثر اہل عرب انسے دلی عداوت رکہتے تہے اور اِنہی کی نسلوں نے ایک زمانہ میں موقع پاکر مسلمانوں کی صورت اور لباس میں ایک مخالف گروہ کی جمعیت کو اپنی شرکت سے انکے مقابلہ مین قوت دی تہی اور ایک عام مخالفت انسے پہیلادی اور آخر اسکا یہ انجام ہوا کہ ایک نہایت معمولی شخص نے اُنکو بیخبری کی حالت میں مجروح کیا اور اسی زخم سے اُنہوں نے اپنی قیامگاہ مقام کوفہ مین انتقال کیا اور انکی وصیت کے بموجب کوفہ سے کسیقدر فاصلے پر دفن ہوئی انکے مقلدین اور خاص پیرو اسمقام کا بہت

کے طور پر پیش ہوتا ہے اور جسمیں اسطرف اور اسی جانب نیم تربیت یافتہ جنگلی اونٹوں کی قطار دیکھی جاتی ہے اور کچھ بھی نہیں نظر آتا ہے اور اس نہایت قطع ارضی میں کہیں کہیں موجودہ زمانہ کے جنگلی نباتات کا وجود پایا جاتا ہے باقی تمام کفدست میدان ہے ایک مورخ انکے درمیانی زمانہ کی حالت جبکہ سلطنت عباسیہ ان اطراف میں قایم تھی حسب ذیل بیان کرتا ہے (بغداد کی دیواروں سے دور تک لیکر جسقدر قطعہ زمین ہے وہ بالکل اوجڑ اور ریگ زار اور اُفتادہ ہے اور اسکی یہ حالت ہے کہ اس تمام قطعہ ارضی میں کسی قسم کی ترکاری یا کسی سبزی کا ایک پتہ اوگا ہوا نظر سے گذریگا جسوقت مسافر بغداد کے دروازوں سے گذرتا ہے تو بالکل خشک زمین کا ایک مجموعہ اسکے پیش نظر ہوتا ہے یا ایک ایسا سطح زمین جو بالکل غیر مزروعہ سطح اور ہموار ہو سمجھا جاسکتا ہے۔ وہ تمام ملک جو بغداد اور دجلہ کے مابین واقع ہے بالکل مسطح اور غیر مزروعہ ویرانہ ہے۔ زمانہ قدیم کے مختلف حالت پر لحاظ کرنے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اس قطعہ زمین مین کسی زمانہ میں بیشمار نہرین جاری تھیں جنسے اس ملک کی شادابی اور سرسبزی دنیا مین بطور نظیر بیان کی گئی ہے مگر اب وہ بالکل خشک اور ایک نہایت عبرتناک ویرانی کا منظر ہین اسکے وسط میں ایک عظیم مقدار کے ساتھ تمام زمین مٹی کے کھپروں اور گویا اُلٹی ہوئی قطعات آبادی سے میلوں تک روپوش ہے اور کوسوں تک سوائے ٹھیکروں اور سنگریزوں اور اینٹوں کے ڈھیر کے اور کچھ بھی نہین دکھائی دیتا ہے ہر طرف اس قدیم اور مشہور آبادی کے پامال شدہ اور برباد ی یافتہ قطعات کے منظر نگاہ کے سامنے عبرت دلانے کے واسطے پیش ہوتے ہیں۔ اسوقت ان قطعات ارضی میں جو بالکل بنجر یا ویران ہیں کہین کہین قبیلہ زبید کے عرب مستعار سکونت رکھتے ہیں اور اسکے سوا جہانتک نظر کام کرتی ہے ایک برباد شدہ ریگستان دکھائی دیتا ہے۔

بقیہ نوٹ صفحہ ۹۶ سے ادب کرتے ہیں انھوں نے اس مقام کا نام مشہد علیؑ کہا ہے اور اسکا اصل نام نجف ہے ۱۲ بلیٹ وغیرہ مورخین۔ (مشہد حسین (کربلا) کی آبادی کی بنیاد سنہ [illegible] ہجری کی آخر یعنے چھٹی صدی عیسوی کے آخر میں قایم ہوئی حسینؑ جو رسول عربی کے نواسے تھے سنہ [illegible] میں انکو اسی گروہ کی ایک خونخوار فوج نے قتل کر ڈالا جو ہمیشہ علیؓ سے مخالفت کرتی رہتی تھی بلنیٹ وہابی گروہ کی نشو و نما عبدالوہاب نجدی کی سرغنائی سے ہوئی ہے اس نے تقریباً سترہویں صدی عیسوی کے وسط میں نجد سے نکلکر اپنی ایک بڑی جمعیت رفقا کے ساتھ عہد سلطان محمود خان عثمانی میں حجاز و عراق پر حملہ کیا تھا اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں سخت لوٹ مار کی اور اسکے بعد سرزمین عراق عجم میں خونریزی کا بازار گرم کیا۔ اور مسلمانوں کے ان مشہور مقامات کربلا اور نجف کو تاخت و تاراج کیا اور ہزار ہا آدمی قتل کیے تھے [illegible]

جہاں صرف اہل عرب اکثر آمد و رفت رکہتے ہین تاہم انہیں سے بوجہہ نہایت ایذا رسان طور پر اس
پامال شدہ مجموعہ ویرانی کے واقع ہونے کے جو شخص اسطرف گذرتا ہے اسکو ایک دشمن کی نگاہ
دیکہتا ہے۔

جنگلی چوپائے اور مختلف قسم کے موذی درندے اِس سرزمین میں جو ایک زمانہ مین قطعہ جاہ
جلال کے نام سے مشہور تہے اِسوقت بود و باش رکہتے ہیں اور بجائے انسانی فرمانروا کے
جنگلوں کا بادشاہ ابوالحارث اِن ویران شدہ مقامات میں آرام حاصل کرتا ہے جنکے باعث تمام
مسافرین کو اسمین گذرنے اور آمد و رفت سے ایک ہیبت اور وحشت طاری ہوتی ہے۔ تمام قطعہ کو
اول سے آخر تک بالکل ناقابل بود و باش انسان ہے اور بلکہ آمد و رفت کے بہی ناقابل ہے۔ اور موجودہ
زمانہ مین اہل بابل کے وہ دو تین سواحلے جنمیں غلہ جمع ہوتا تہا اگرچہ بطور ویرانہ اِس سرزمین
میں موجود ہیں اور حال کی ملاحظہ کیفیت سے ایک سیاح کو عجیب افسردگی پیدا ہوتی ہے
بالخصوص جبکہ اِن مقامات پر نظر پڑتی ہے جہاں نہروں کو آجکل کے زمانہ میں بدستور سابق
جاری کر کے کوئی عمدہ اور قابل اطمینان فائدہ حاصل کر سکتے ہین۔

ایک انگلشمین کپتان لگتان جسنے پاپیادہ اِس تمام سطح ملک کے گشت اور سیر و سیاحت کی ہی
اور جو صرف ایک دن مین چالیس کے قریب تعداد میں اِن قدیم چشمہائے آب کے مخزنوں کو عبور
کر گیا تہا لکہتا ہے کہ (یہہ ریگستان کی مٹی ایک قسم کا سخت ہیڈول ہے جسمین ریگ مِلا ہوا ہے
اور جسپر کوئی انسان بغیر سخت تکلیف اُٹہائے پیدل نہیں چل سکتا ہے۔ یہ مٹی دوپہر کے وقت دہوپ
کی شدت کے باعث بے حد گرم ہو جاتی ہے اور جسپر وحشی جانور بہی راستہ چلنے میں اِسوقت
رک جاتے ہیں۔)

وہ اشخاص جو اِن ریگستانی جنگلوں سے گذرنیکا ارادہ رکہتے ہیں ہمیشہ گہوڑوں کی پشت پر اِس
خطرناک راستہ کو طے کریں اور اُنکو بہ نسبت پیادہ روی کے اِس قطعہ زمین میں اِسطرح آسایش نہ
ملسکتی ہے۔ افسوس جس مقام پر کسوف و خسوف کے حالات دریافت کرنے کی غرض سے اول
اول دنیا میں رصدگاہ قایم کیگئی اور جہاں منجموں نے ستاروں کی حرکات کے دریافت میں نہایت
اعلے درجہ کی معلومات حاصل کیے تہے اِسوقت اُسی وسعت آباد ارض کی یہ حالت ہے کہ تمام
ولیسی باشندے جو اِس قطعہ پر گذرتے ہیں تو جسطرح افریقہ کے ریگستانوں کا حال ہے اور جیسے
بغیر قطب نما کے سمندر میں راستہ طے کرنا ناممکن ہوتا ہے سرزمین کالدیا کے ویران قطعات کو

سیاروں کی گردش کے ذریعے طے کرتے ہین اور جس ملک میں زراعت اور کاشتکاری کی اسقدر ترقی ہوی تہی کہ جسکی نظیر اب تک نہین ملتی ہے اور جہاں ایک شہر میں عام کی طرف سے دو سو نہایت ہی وسیع انبار خانہ غلہ کی فراہمی کے لیے بنے ہوے تہے اب اِسی جگہ صرف ایک نہایت وسیع اور غیر مزروعہ مہیب ویرانہ نظر آتا ہے دریائے فرات کی دہار بجائے اِسکے کہ اِس سے یہ ملک سرسبز نظر آتا جیساکہ زمانہ سابق مین تہا اب بابل کے شہروں اور قصبوں کی جگہ ایک عجیب ویرانہ منظر کا محافظ بنگیا ہے اور نہایت دور سے ان مشہور مقامات بابل سٹسس سپاتا زرسپا۔ فیوجرہ۔ ستنیڈیا کے قدیم آثار تعمیرات کو پیش کرتا ہے۔ اِس قطعہ ارض کے دہنے بازو کا ایک طویل سلسلہ جو کہنڈرے کے طور پر یا ٹیلوں کے مجموعہ کے ہمارے سامنے آتا ہے یہ نہایت قدیم آباد شہر آرٹیماٹا یا دستغیرا کی قدیم آبادی کے کہنڈروں کو نہایت عبرت کے ساتہہ دکہاتا ہے۔

بابل قدیمی نہایت سرسبز اور دلفریب اور خوش منظر معلق باغ و گلزار اسوقت سبزہ خودرو کا منبت ہین اور ایک اِسکے علاوہ ایک طویل سلسلہ ٹیلوں کا جو قدیم سڑکوں اور راستوں کے نشانوں سے شروع ہوتا ہے شاہی محلات کو اپنی دامنوں میں چہپائے ہوے ہی نہایت وسیع نیکرے نامور عمارت بابل ہو آنیا کے چاروں طرف بلند ہیں اور اُنکی حالت تناسخ در تناسخ ایک سیاح کی نظر میں عجیب عبرت پیدا کرتی ہے۔ اِسی سرزمین میں ایک موقع پہ شہر آبا یوتیا کی آبادی کی یہ یادگار ایک دیوار باقی رہگئی ہے جسپر ساتہ برج تعمیر ہیں۔ اور علے ہذا شہر سلوتیا کی ابتدائی رونق اور سرسبزی معدومیت اور ویرانگی کے ساتہ بدلگئی ہے۔ اِس قطع زمین میں کوئی بہی سادہ اور مسطح عمارت باقی نہین ہے بلکہ تمام ملک میلوں تک بیشمار خراب شدہ سامان تعمرات کا ذخیرہ معلوم ہوتے ہیں۔ دریائے فرات کے محاذی کنارے پر جہاں شہر ٹسی سی فن آباد تہا علاوہ دیواروں کے ٹکڑوں اور ٹوٹے ہوے اینٹوں کے ڈہیر کے اُو باقیماندہ قدیم عمارات کے جو لاکہوں من مٹی کے نیچے دبے ہوے ہیں اسمقام پر ایک نہایت عبرتناک نمونہ آثار قدیمہ کا نظر آتا ہے جو اسوقت تک بربادی سے بچ رہا ہے یہ ایک عمارت کا نہایت عظیم المقدار ڈہیر یا مجموعہ ہے اِسمیں ابتداءً ایک دیوار پر نظر پڑتی ہے جو تین سو فیٹ لانبی ہے اِس دیوار میں چار نہایت خوشنما محرابین بنی ہوی ہیں اور وسط میں جو بڑی محراب اِس دیوار کی ہے وہ اسّی فیٹ طویل ہے اِسکے قریب ایک ڈیڑہ سو فیٹ کا لنبا اور چوڑا برج

تعمیر ہے۔ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ مقام خسرو پرویز کا خاص دارالعیش جہاں اسوقت ویرانی اور تباہی حکمراں ہے۔ بٹی سی فن کے کھنڈرات جہاں واقع ہیں وہاں تو گھاس کا نام و نشان بھی نہیں اور نہ ایک قطرۂ آب وہاں ملسکتا ہے۔ قدیم شاہ بابل کا محل جس مقام پر واقع تھا اسجگہ اب ایک بہت بڑا کھیڑا یا سلسلہ نہایت بلند ٹیلوں کا نظر آتا ہے جسکا احاطہ دو میل سے کم نہو گا یہ سلسلہ عمارت مذکور کی ویرانی اور بربادی کا ایک عجیب ہولناک منظر ہے کپتان لگتان لکھتا ہے کہ یہ ویرانی انگیز سلسلہ ان ٹیلوں کا اسقدر وسیع اور طویل اور پھیلاؤ میں ہے کہ چند مہینے صرف اسکی حالت کی تحریر اور طرز وضع اور ناپنے اور اندازہ عمارت میں صرف ہو جائیں جب بھی وہ مکمل طور پر نہ تیار ہو۔

یہ حال کالدیا کے بڑے بڑے شہروں کے نیست و نابود ہو جانیکا تھا جو اس مقام پر وقتاً فوقتاً آباد ہوتے رہے تھے جب یہ شہر اسطرح تباہ ہوے ہیں کہ صحیح طور پر اسکے ویرانوں سے انکا حال معلوم ہو سکتا ہے تو اور شہر جو اسکے بعد آباد ہوے ہیں تو انکا تو اتنا بھی نشان نہیں ہے کہ وہاں کوئی انکے وجود کا یقین کر سکے نہایت تازہ آباد شہر جو عہد خلفائے بنی عباس میں اس سرزمین پر آباد ہوے وہ بھی سب ویران ہیں اور سوائے کھنڈروں کے انکی کوئی عمارت بھی سالم نہیں ملتی ہے بغداد ثانی اگرچہ بڑے اہتمام سے آباد کیا گیا تھا لیکن درحقیقت قدیم بغداد کی شان و شوکت اسنے حاصل نہیں کی جو سلسلہ بتفرق طور پر برباد ہو گیا ہے صرف حلہ ایک نہایت جدید شہر قدیم برباد شدہ آبادی بابل کے قریب ابتک موجود ہے اور جو اسکے باغ ہیں وہ بھی نیست و نابود نہیں ہوے بغداد جسکا ذکر ہو چکا ہے مختلف صدیوں میں لوٹ مار اور بربادی اور غارتگری کا شکار بن چکا ہے یہ بھی زمانہ خلفائے عباسیہ اور اس سے پیشتر نہایت متمول اور زرخیز شہر تھا اور اسمیں شک نہیں کہ وہ پہلے کی نسبت اب نہایت کم آباد ہے اور مفلسی بھی ایک مرض ساریہ کی طرح موجود ہے حلہ کی تمام آبادی اسوقت صرف آٹھ دس ہزار کے درمیان ہے ایک مؤرخ لکھتا ہے کہ اگر ہم حلہ کی باشندوں کو کسی صفت سے امتیاز کر سکتے ہیں تو وہ یہ ہے کہ یہاں کے اکثر باشندے قدیم اہل بابل کی اولاد اور نسل انمیں زناکاری اور حد درجہ فحش کا رواج ہے اور اسمیں شک نہیں ہے کہ یہ لوگ بہ نسبت اپنے ہمسایہ لوگوں کے نہایت شریر اور مسافروں کے ایذا پہنچانے میں مشہور و معروف ہیں اور اگرچہ اسقدر ہولناک اور عبرت انگیز بربادی انکے قدیمی ملک اور قوم اور سلطنت کی ہو چکی ہے مگر اس تمام گروہ مین کوئی بھی آثار انفعال اور اپنے کرتوتوں اور

شیطنتوں سے باز آنے کا نشان ابتک نہیں ظاہر ہوتا ہے اور نہ انہیں کسی قسم کی اصلاح اور انسانیت پیدا ہوئی ہے ۔ گویا نسلاً بعد نسلٍ یہ لوگ اپنی قومی شرارتیں اور بد کاریاں اور تمام دنیا کی برائیاں اپنے ساتھ لیتے آئے ہیں دغابازی اور فریب اس قوم کی خاص اور عمدہ صفات میں سمجھی جاتی ہے یہ لوگ بہ نسبت اپنے ہمسایہ اقوام کے اپنی اولاد کو رہزنی اور دغابازی سے انسان کو لوٹنے اور تباہ کرنے کے مشق کرایا کرتے ہیں عورتوں کی حالت مردوں سے زیادہ افسوسناک اور بدتر ہے اور انہیں کسی قسم کی تعلیم و تربیت نہیں ہے ۔

تقریباً ۱۰۰ برس کا زمانہ گذرا ہوگا کہ کالدیا کے یہ تمام قصبات وہابیوں کی نہایت سفاکانہ تاخت و تاراج سے برباد ہوے تھے اور اسیطرح ۱۸۲۲ عیسوی میں قصبہ شہربان کو کردوں نے حملہ اور لوٹ مار کر غارت اور ویران کردیا تھا ۔ برباد شدہ شہروں کے یہ آثار جو خواہ قدیم زمانہ میں برباد ہوے یا زمانۂ حال میں ایک سیاح مورخ کو سرزمین کالدیا سے بخوبی ملسکتے ہیں اور اسوقت انکی بربادی کی تدریجی رفتار بالکل آخری منزل پر پہنچگئی ہے ایسے وہ نہایت حیرت انگیز اور دلفریب باغ جنیں دریائے دجلہ سے آبرسانی کیجاتی تھی اور جو دنیا کی نہایت ہی دلکشا اور لاثانی خوشگوار منظر انہیں شمار کیئے جاتے تھے تقریباً اب بالکل نیست و نابود اور بے نام و نشان ہوگئے ہیں اور انکی جگہ میلوں تک ریگ ہی ریگ نظر آتا ہے اور تمام ملک جسمیں ایرانیوں اور یونانیوں اور رومیوں اور عربوں نے بڑے بڑے قصبے اور شہر اپنی نمود اور نام کے واسطے آباد کیئے تھے اب وہ سب ایک ملبہ اور کوڑہ کرکٹ اور سنگریزوں کا ڈھیر نظر آتے ہیں اسموقع پر یہ خیال کرنا ضرور ہے کہ جب وہ شہر جو درحقیقت بارگاہ کبریائی کی بظاہر وارث تھے اور جنکی تباہی کی بابت بھی کوئی وعید پیشگاہ الٰہی سے صادر نہیں ہوا تھا ایسے برباد ہوے کہ انکا نام و نشان نہیں ہے یا جو بالکل عبرت اور حیرت ۔ بربادی اور معدومی کا مرقع و منظر ہیں تو ان خاص شہروں کے نیست و نابود ہونے سے جو اس زمین پر خاص اہل بابل نے آباد کیے تھے وہ کسطرح آباد رہسکتے تھے جنکی تباہی کی بابت ایک آسمانی فیصلہ اور ایک الہامی حکم عرصہ دراز سے نافذ ہو چکا تھا ۔

زوال بابل کی نسبت پیشین گویوں و مورخین کی رائے

پیشین گویوں سے متعلق اور نہایت مسلمہ زوال پذیر شہر بابل اعظم کی نسبت جسقدر حالات ان تاریخوں میں لکھے ہوے موجود ہیں وہ کسی شایق تاریخ کے واسطے ہر طرح کافی ہیں یا تقریباً

سنہ عیسوی کے آغاز مین اِس ملک کا تہوڑا حصہ آباد تہا اور ایک بہت بڑے حصہ میں زراعت ہوتی تہی اور جب یہ مقام مع بابل برباد ہوا ہے تو اِسکی جگہ سیلوشیا آباد ہوگیا جو درحقیقت بابل کے بعد ایک عظمترین شہر دنیا میں تہا مگر وہ بہی نہایت جلد برباد ہوکر ریگستان ہوگیا اور چوتہی صدی میں اِسکی دیواروں کی اس غرض سے ازسرنو تیاری اور مرمت کی گئی کہ اِسمیں جنگلی جانوروں کا رہنہ اور مسکن قرار دیا گیا تہا اور اِسوقت گویا سرزمین بابل جو انسانونکا جنگل تہا جنگلی جانوروں کا مسکن اور شکارگاہ کے واسطے مختص کردیا گیا یہ شکارگاہ شاہان عجم نے اپنے سیر و تفریح کے واسطے بنوائے تہے اسوقت بابل کا نام اِس سرزمین کی آبادی سے بالکل محو ہوگیا اور جب سے برابر زمانہ گذر رہا ہے کہ اِسکے نیست و نابود ہونے کی حالت سرگرمی کے ساتہ جاری ہے۔ عرصہ تک سارسینس کا قبضہ رہا اور اسطرح اِسکی بربادی کی ہر ایک حالت اِس امر کی گواہی دیتی ہے کہ جسقدر اِس سرزمین پر واقعات گذر چکے ہیں وہ بالکل پیشین گویوں کے مطابق تہے زمانہ کیکاؤس یا کیخسرو مین جسقدر اِسکی پامالی ہوچکی تہی اِسکی نسبت مورخین قدیم نے جو کچہ لکہا ہے وہ حال کے مورخوں کی تحقیقات سے کم عبرتناک ہے کیونکہ اِسوقت تک مسافروں نے جو سیاحت اِس سرزمین کی کی ہے تو اُنہوں نے اپنے سفرناموں میں ایسے حالات اور واقعات سابق کے نتائج لکہے ہیں جو سراسر اُن شہادتوں سے معمور ہیں کہ ایسے آباد قطعات کی بربادی اور پائمالی اپنی مختلف زبانوں میں کس دردناک طور سے ہوئی تہی۔ درحقیقت اِسوقت شہر بابل جو سلطنتوں کی عظمت کا زیور سمجہا جاتا تہا اب بالکل ایک ویران سطح ہے اور اِسکے قدیمی معبدوں اور مندروں اور محلات شاہی کا ذخیرہ اور ہجوم جس سے ایک زمانہ میں تمام شہر نہایت آباد اور ایک طلسماتی شہر سمجہا جاتا تہا اب کہنڈروں کا ایک طویل سلسلہ جنمیں سے بعض مقامات کی یہ حالت ہے کہ وہان نہایت عبرتناک اور طویل سلسلہ جسمیں بڑی بڑی عظیم الشان عمارتین چہپی ہوئی ہیں بہ نسبت ایک اتفاقی برباد شدہ ڈہیر کے ایک قدرتی اور اصلی پہاڑی کے مشابہ ہوگیا ہے۔

وہ رفیع عمارتین جو شاہان بابل کے بیشمار خرچ اور لاکہوں غلاموں اور مزدوروں کی محنت شبانہ روزی سے عرصہ دراز میں تیار ہوئی تہیں اسوقت بالکل ملبے اور کوڑے کرکٹ ٹوٹی ہوئی اینٹوں اور سنگریزوں میں دبی ہوئی ہیں

اِن نہایت عبرتناک مٹی کے ٹیکروں میں سے زیادہ تر صاف اور اپنی اصلیت کے ظاہر کرنے والے

دو بڑے ٹھیکرے ہیں اور جو خطوط متوازی میں بیس فیٹ تک چلی گئی ہیں اور سہری سے جو ایک
نشان لوگوں کی گذرگاہونکا معلوم ہوتا ہے اِس سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ یہ راستے اِن
مکانات اور سڑکون کو گئی ہیں جو اسوقت مٹی کے ڈہیر میں دبے ہوئے ہیں۔ یہ بابل کی
سڑکوں کی حالت بیان ہوئی ہے جو دروازوں کے اندر سے جاتی تہیں اور جو اسوقت بلند ٹیلوں
کے قطاہر نظر آتے ہیں اسیطرح بعض مقامات میں دو سو کہے بے آب نالوں اور تین ٹھیکروں کا
منظر ہے جو خطوط متوازی میں دور تک چلے گئے ہیں اِنہیں وسطے در میانی ٹیلہ بہ نسبت
اور دو ٹیلوں کے نہایت چوڑا اور کشادہ ہے اور اگر یہ خیال کیا جائے کہ وہ دونوں ٹیلے برابر برابر
دو راستے بنائے گئے تہے تو درمیانی ٹیلہ مکانات کی ایک قطار ہے جو ہر ایک مقام پر دو
حصوں میں تقسیم ہوگیا ہے جسمیں بود و باش کی دو منزلہ مکانات مع چار دیواری اور
دروازوں کے بنے ہوئے تہے یہ بد اسلوب ٹیلے اور ٹھیکرے کہنڈروں اور اِن خرابات
کا مجموعہ ہیں جو اِسوقت ہمارے نگاہ کے سامنے گذشتہ یادگار و نکو پیش کرتے ہیں۔

بیلس (بعل) مندر سے لیکر اور دور رفیع الشان شاہی مکانات اور چند سڑکیں اور بعض معمول
عمارتیں سب ملبہ کا ڈہیر نظر آتی ہیں اور یہ کہنڈروں کا مجموعہ جو ایک سنگی وجہ دار سلسلہ ٹیلوں کا
ہے چہوٹے چہوٹے پہاڑوں کے مثل ہوگیا ہے اور اُنکے بلندی اِسی حالت پر شاید بتدریج
پہنچی ہے بابل درحقیقت بالکل زوال پذیر اور بے نام و نشان ہوگیا ہے اور اسطرح بے نام
نشان ہوا ہے کہ اگر کوئی سیاح اسکے کہنڈروں کے ایک جانب کسی بلند مقام پر کہڑا ہوکر
اِسکے متعدد متوازی ٹھیکروں اور اُسکے درمیانی گذرگاہوں پر نظر ڈالے یا کسی وقت اِن باقیماندہ
سڑکوں یا نالونکا اندازہ کرے تو وہ یہ امر سرسری طور پر نہیں معلوم کرسکتا ہے کہ یہاں کس مقام
پر بازاریوں اور تماشائیوں کا ہجوم رہتا تہا اور کہاں آب روان نہروں میں لہراتا تہا بہر حال
یہانتک بابل کے زوال کی حالت ہمکو اسوقت نظر آتی ہے کہ اب اِسکے کہنڈر اور ویرانے
اپنی حالت موجودہ میں کوئی تبادلہ نہیں کرسکتے وہ زوال جسنے بیشمار صدیوں سے اپنے پنجے
اِس قلمرو میں جما دیئے ہیں اب اِس سرزمین کے اجزا کا حصہ ہوگیا ہے اور اِسکے باعث بابل
کی ہر ایک ناموری و خودسر تمنائی اور تمام عمارتوں کی بنیادیں بالکل نابود ہوگئی ہیں اور اُسکے
ویرانوں کو بھی ایک حال پر قرار نہیں ہے اِسکے محلات مندر وسیع راستے اور عام مکانات
بالکل گر پڑے اور جو گویا بالکل ایک نہایت ہی عبرتناک اور اندوہ گیں ملبے میں مدفون ہیں

اور بابل کا منظر اگر کسی خاص مقام سے دیکھا جائے تو وہ بالکل بربادی اور پامالی کا ایک نہایت صحیح مرقع معلوم ہوتا ہے۔ اسکے ٹیلے اور ٹوٹے ہوے کھنڈروں اور متعدد ٹھیکروں سے ایک مورخ کی آنکھوں کے سامنے یہ امر بطور تصویر موجود ہو جاتا ہے کہ گویا اسمیں تمام عمارت مدفون کردی گئی ہے اور بابل ایک نہایت ہیبتناک قبرستان کا نمونہ معلوم ہوتا ہے اور اسکے ویرانوں کو بھی ایک حال پر قرار نہیں ہے۔ اسکے محلات۔ مندر۔ وسیع راستے اور عام مکانات بالکل منہدم ہو کر گر پڑے ہیں اور جو گویا میلوں تک ایک ہی بربادی کے منظر ہیں انسان کے دلکو عبرت کا شکار بنا دیتے ہیں اور بابل کا منظر اگر کسی خاص مقام سے دیکھا جائے تو وہ بالکل بربادی اور پائمالی کا ایک صحیح مرقع معلوم ہوتا ہے اسکے ٹیلے اور ٹوٹے ہوے کھنڈروں اور متعدد ٹھیکروں سے ایک مورخ کی آنکھوں کے سامنے بطور تصویر یہ امر پیش نگاہ ہو جاتا ہے کہ گویا اسمیں تمام عمارت مدفون کردی گئی ہے۔

((بابل کو ملبے کا ڈھیر بنایا جائے گا))

یہ فقرہ توریت میں ارشاد ہوا ہے جو نہایت صحیح طور سے اسوقت تک پورا ہو رہا ہے۔ مسٹر رچ ایک انگلستانی سیاح اور انکے علاوہ اور بھی مورخین مثلاً پورٹر وغیرہ اپنے سفر ناموں میں یہ نہایت رنج واندوہ کے ساتھ ذکر کرتے ہیں کہ ایک بہت بڑا قطعہ ان کھنڈروں کا اس قسم کا ہے جو سات گز کا لمبا ہے اور تقریباً اسیقدر عریض ہے اسکی حالت سے یہ امر ظاہر ہے کہ مزدور اور معمار لوگ یہاں سے اینٹیں کھود کر لیجاتے ہیں اور ملبہ کا ڈھیر اونچا کرتے جاتے ہیں اور ہر روز جہاں سے یہ اینٹیں وغیرہ مزدور لوگ کھود کر نکالتے رہتے ہیں اسمقام پر ایک نہایت عمیق نالہ ہو گیا ہے اور اسکا بالائے حصہ جو بطور خود ایک ایوان تھا اب اسطرح نمودار ہے کہ گویا ایک بڑے احاطہ میں کوڑے کرکٹ اور سنگریزوں کا ایک ڈھیر جمع کر دیا گیا ہے۔

جلوخانہ نمرود

درحقیقت بابل کی سرزمین میں یہ ایک ایسی شاہی عمارت تھی جسکی نظیر ابتک دنیا میں نہیں تعمیر ہوی ہے یہ جلوخانہ بطور خود ایک بہت بڑے رقبہ کے اوپر محیط تھا ایوان شاہی سے جہاں نمرود اور اسکے بعد مختلف شاہان بابل قیام رکھتے آئے تھے آخر کنارہ عمارت تک اس جلوخانہ میں اکیس صحن تھے اور ہر صحن ہزار گز یا کچھ کم تین ہزار فیٹ مربع کے عرض و

طول میں تھا مورخین قدیم کا قول ہے کہ اِس جلوخانہ کے ہر صحن میں ہر وقت پانچہزار سوار و پیدل عہد نمرود میں مسلح اور کمربستہ موجود رہتے تھے۔ ایوان شاہی سے لیکر جہاں جلوخانہ کی حد تھی ہر صحن کے بعد ایک نہایت رفیع الشان و سنگین دروازہ بنا ہوا تھا جو دراصل ایک بڑی عمارت کا حکم رکھتا تھا۔ اور ایوان شاہی سے جلوخانہ کی آخر تک صرف دو دیواریں ہی نہیں تھیں بلکہ انمیں نہایت مستحکم کوٹھریاں اور کمرے شاگرد پیشہ اور سپاہیوں اور سرداران حاضر باش کے قیام اور آرام کے واسطے بنی ہوئی تھیں۔ ہر ایک دروازہ جلوخانہ کی بلندی کا اندازہ ۱۷۰ فیٹ تک کیا گیا تھا جو اِس زمانہ کی سنگتراشی اور نہایت ہی اعلے درجہ کی صنعت کاری کا ایک حیرت انگیز نمونہ تھا اور ہر ایک دروازہ میں پیتل کے نہایت دبیز کواڑ لگے ہوئے تھے۔ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم سے شکست و ہلاکت نمرود کے بعد اگرچہ اِس جلوخانہ کی حالت کچھ عرصہ تک خراب رہی لیکن چند صدیوں کے بعد بخت نصر نے اپنے عہد میں اسکی مرمت از سر نو کرادی تھی اور قصر نمرود اُس ایوان شاہی کا نام تھا جس سے یہ عظیم الشان جلوخانہ متعلق تھا ان صحنوں میں علاوہ بڑے سرداران فوج اور عمائد سلطنت کے جو ہر وقت موجود رہتے تھے نمرود کی سواری کے واسطے بھی بہت بڑا سامان جلوس و جاہ و حشم حاضر رہتا جو بالکل مطلا اور اکثر مرصع آلات حیرت انگیز کا ذخیرہ سمجھا جا سکتا تھا ہر ایک صحن میں بعض مورخین کے نزدیک خود نمرود کی سنگین تصویر ایک بلند مقام پر نصب کی گئی تھی جسکی پرستش تمام طبقات انسانی میں بڑے خلوص اور شد و مد سے ہوتی تھی۔ اِسکے علاوہ اکثر معاملات ملکی و فوجی جو ہر صحن کے حاضر باش سردار کے متعلق ہوتے تھے وہ اِس تصویر کے سامنے فیصلے کیواسطے پیش ہوتے تھے اور بعد تمام واقعات کی تفصیل کے وہ بُت اگر اِسکو کسی امر کا انصرام منظور ہوتا تو سر ہلا دیتا تھا ورنہ خاموش اور اپنی اسی حالت پر رہتا تھا اِس عجیب خواص کے مشاہدہ سے تمام اہل بابل میں نمرود کی شبیہ سنگی کو بُت بزرگ کہتے تھے اور تمام اہل کالدیا اور ایبریا اِس سے منتیں مانتے اور نذر بھینٹ اِسپر چڑھاتے تھے مورخین قدیم کی یہ رائے ہے کہ نمرود کی مُورت کی یہ حالت کسی خاص طریقہ مسمریزم کے استعمال سے مستحکم ہو گئی تھی اور قوت مقناطیسی سے اسمیں کوئی خاص اِس قسم کا تصرف کر دیا گیا تھا اور ایک گروہ اسطرف بھی گیا ہے کہ لوگ اِسکے عہد میں عمدگی اور اطمینان اور وقعت و وقار کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرنی چاہتے تھے جو وہ زیادہ تر شیاطین اور خبیث ارواح سے ملاقات اور رسم و راہ رکھنے میں منحصر جانتے تھے لہذا نمرود کے بُت میں بھی ایک سلسلہ آمد و رفت ارواح کا قایم ہو گیا تھا۔ کہ اِن

لوگوں کے اعتقادات میں ثبت سے ایک خاص درجہ استقلال پر قایم جانکر نمرود اور دیگر سرداران کالدیا اور صابئین کی نسبت یہ مشہور ہے کہ انکے سحر میں اسقدر قوت اور غلبہ حاصل ہے کہ ایسے ایسے عجیب عجیب کرشمے انکی روزانہ مشق میں داخل رہتے تھے - قصر نمرود جسکا بہت بڑا حصہ اسوقت تک کھنڈروں کی حالت میں موجود ہے بالکل سونے اور چاندی کے پتھروں اور نہایت تابدار اور چمکیلے جواہرات سے ڈھکا ہوا تھا اور اسکے بالائے کنگرے پر نہایت اعلے درجہ کی زینت و زیبایش صرف کیگئی تھی ایک مورخ لکھتا ہے کہ جہاں نمرود کا تخت بچھا ہوا تھا دو دو فیٹ تک زمین میں سونا چاندی گلا دیا گیا تھا - اور اسکے تختگاہ کے ایوان کے پردے بالکل مرصع اور سنہری اور روپہلی کام کے تھے جنکے جہالروں میں بیشمار موتی ٹکے ہوئے تھے اسوقت برباد شدہ سرزمین بابل میں یہ ایک حیرتناک امر ہے کہ نمرود کی خاص نشستگاہ کا حصہ ابتک بہت کچھ محفوظ ہے گو اسکی چار طرف ملبے اور کنکریوں اور سنگریزوں کے انبار بلند و پست ٹیلوں کی صورت میں دور تک احاطہ کیئے ہوے ہیں - خاص جلوخانہ کی صحن اکثر مقامات پر ملبے اور مٹی سے معمور ہیں نمرود کی سزایابی کی روایتیں الہامی کتابوں میں مفصل موجود ہیں اور خصوصًا توریت میں حضرت ابراہیم اور شاہ مذکور کے باہمی مباحثوں اور مناظروں کا جسقدر بیان ہے انکی تصدیق اسوقت نمرود کی اکثر ان تعمیرات سے بخوبی ہوتی ہے - قصر نمرود - جلوخانہ نمرود - برج نمرود اور وہ بالا کا مقام جہاں حضرت ابراہیم آگ میں ڈالے گئے تھے اُس زمانہ کے ایسے آثار ہیں جو گویا تمام واقعات گذشتہ کو ہر وقت انسان کی نگاہ کے سامنے مجسم پیش کرتے رہتے ہیں قصر نمرود بطور خود کئی میل میں تعمیر تھا اور اسکی بلندی اسقدر تھی کہ بعض مورخ بیان کرتے ہیں کہ مزدور جو سامان تعمیرات لیکر اوپر پہنچتے تھے وہ پانچ گھنٹے میں بذریعہ آلات جر ثقیل کھینچے جاتے تھے - گو یہ روایتیں وضعی ہوں تاہم یہ ضرور ہے کہ یہ ایوان اپنے زمانے میں بے انتہا خرچ اور مزدوروں کی ایک کثیر تعداد کی محنت سے تعمیر ہوا تھا - بعض مورخین لکھتے ہیں کہ نمرود نے یہ قصر عجیب اسقدر بلند بنوایا تھا کہ اپنا موجودہ فانی جاہ و ثروت بندگان الہی پر ظاہر کرے اور جسقدر خودی اور خودپرستی کے جذبات اسکی روح پر محیط تھے وہ سب ایسے تعمیرات کو اپنے شکوہ اور عظمت خیالات و زندگانی نمرود کا ایک خاص سبب ثابت کرتے تھے اور بعض کی رائے میں نمرود نے یہ قصر اسلیئے بنوایا تھا کہ خدائے ابراہیم سے اس ایوان کے سبب سے اوپر کی چھت پر کھڑے ہوکر مقابلہ کرے جسکا اسی نہایت ہی ذلیل جسارت اور گستاخی کا ایک بندہ نجس اور نمرود کی مثل کافر

کو بہت ہی جلد ثمرہ ملگیا- اور نہایت ہی تہوڑے زمانہ میں اسکی خود پرستی خاک میں ملگئی اور جسقدر اسکے جاہ و حشم کے سامان اور نہایت عظیم الشان مکانات تھے وہ بالکل پائمال اور تقریباً نیست و نابود ہوکر صرف وحشی درندوں اور موذی جانوروں اور حشرات الارض کا مسکن ہوگئے۔

بابل کی بربادی کی واقعات اور پیشین گوئیوں سے مطابقت

یہ امر چندبار بیان ہوچکا ہے کہ تمام قدیمی سرزمین بابل عام طور سے ایک عبرتناک ملبے اور مٹی کے وسیع کے وسیع ڈھیر اور ٹیلوں سے اسوقت چھپی ہوی ہے اور اسکی شوکت قدیم یک قلم معدوم ہوگئی اور یہانتک معدومیت اسپر مسلط ہے کہ تلاش کرنیوالے اسکے کھنڈروں میں پرانی اینٹیں تلاش کرتے ہیں اور بعض مقامات پر انکا بھی پتہ نہیں ملتا ہے- سرزمین بابل اسوقت ایک بہتر ملی زمین ہے جو ہر ایک کامیاب فاتح کے ہاتھ سے برباد ہونے کو تیار رہی ہے کپتان میگنان ایک انگلشمین سیاح بابل کے ٹیلے کی نسبت حسب ذیل چشمدید حال لکھتا ہے کہ یہ ٹیلہ جو نوے گز چوڑا اور ۴۰ گز بلند ہے بالکل محل شاہی کا وسطے حصہ ہے اور جسمین اور معمولی ٹیلوں میں کوئی بھی فرق نہیں ہے- اسکی زمین بالکل صاف اور ایک جگہ وار راستہ مین ہوکر اوپر تک چلی گئی ہے اور نہایت معمولی نگاہ سے یہ امر دریافت ہوتا ہے کہ زمین مذکورہ بالکل سامان تعمیرات اور مصالحہ عمارت سے خالی ہے یعنے مختلف اوقات مین اس ٹیلے میں سے اینٹین اور چونا اور پتھر کھود کر نکالے گئے ہیں اسمقام پر کوئی عمارت باقی نہیں ہے صرف یہاں ایک گنبد نما پہاڑی نظر آتی ہے جسکی زمین ٹوٹی ہوئی اینٹوں اور سنگریزوں سے مرکب ہے اور یا کسی کمہار کا آوا ہے جسمیں سراسر سرخ راکھ- رال- شیشے کے ٹکڑے- گھونگھے اور سیپی کے ٹکڑے اور اسی قسم کے ناکارہ اشیا جو کسی نہایت ہی محتاج آدمی کے کام کے بھی نہیں ہیں بہین پڑے ہوے ہیں ۱۸ صدی کے آخر میں ایک مسافر نے قدیمی بابل کے آثار قدیمہ پر عبور کیا لیکن ان مقامات کی معدومیت کی یہ حالت تہی کہ ان مقامات سے اسکو بالکل آگاہی نہیں ہوئی کیونکہ مزدور اور وہ لوگ جو اینٹوں اور ہرقسم کے مصالح کو کھود کر اسمیں سے نکالا کرتے ہیں وہ عرصہ دراز سے انہی مقامات کو کھودتے رہتے ہیں جہانسے پہلے انکو یہ دستیاب ہوچکا ہے اور اسلیئے یہ کھودے ہوے مقامات عمیق گڑھے کے مثل ہوگئی ہیں جو ایک خاص زمانہ مین جبکہ فرات میں سیلاب آتا ہے یہ بطور گنڈ ھے کے ہوجاتے ہیں اور اسوجہہ سے کوئی تمیز کسی سیاح کو اسبات

کی نہیں ہوسکتی ہے کہ سابق مین یہاں کس قسم کی عمارت موجود تہی اور عرصہ تک یہ گڑھے اور اگرچہ سالہا سال گذر جاتے ہیں خشک نہیں ہوتے ہیں اِسکے علاوہ اور بہی صدہا مقامات ایسے موجود ہیں جہاں عربوں نے خزانوں کی تلاش مین زمین کہود کر بڑے بڑے عمیق گڑھے ڈال دیے ہیں۔ اکثر سب گڑھوں میں پانی ہی بہرا رہتا ہے۔ ان ٹیلوں کی سطح جو بابل عبرتناک یادگار قایم کرتے ہیں ایک عجیب اندوہ گین مرکب تعمیرات کی بربادی کا منظر ہے نہ جسمین زیادہ تر حصہ خشک ریتلی مٹی کا ہے اور اِن تمام کہنڈرون اور انسانی بود وباش کے مقامات پر سوائے خاک کے اور کچہ بہی نہیں نظر آتا ہے۔

کپتان میگنان لکہتا ہے کہ جسوقت میرا پاؤں اِن برباد شدہ عمارت کے ملبے اور خاک پر پڑتا تہا تو خاک میں دہنس جاتا تہا اور مین اِس منظر پر جو میری نگاہوں کے سامنے اِس زوال پذیر قطعہ ارض پر واقع ہے سوائے خطرناک ہستی کے اور کوئی مکمل خیال نہیں ظاہر کرسکتا ہوں۔ اِس پیشین گوئی کے بموجب کہ (تو خاموشی قیام اختیار کر اور تاریکی مین مقیم ہو) اِس باعظمت حکمرانوں کا عہد اور انکے یادگار ایسی خاموشی کا منظر ہے کہ گویا بالکل شہر خاموشاں کا نمونہ معلوم ہوتا ہے۔ پس سچ تو یہ ہے کہ اِسوقت شہر بابل خاموشی کا ایک نہایت حیرت انگیز منظر اور عزلت گزینی کا ایک عجیب عبرتناک مرقع ہے۔ توریت مین جو یہ پیشین گوئی بابل کی نسبت کیگئی ہے کہ (وہ کبہی آباد نہوگی اور نسلین اور پشتین گذر جائینگی لیکن وہاں کوئی عمارت نہ بنیگی اِسکی موجودہ حالت بابل کے کہنڈروں سے کامل تصدیق ہوتی ہے۔ مسٹر راؤلف کے سفرناموں میں انکا چشمدید بیان موجود ہے کہ سولہوین صدی عیسوی میں وہاں کوئی کوئی مکان نظر آتا تہا اور اِسوقت آنکہوں کے سامنے اِسی مقام پر ایک ایسا سنگستانی اور ریگستانی صحرا موجود ہوجاتا ہے کہ جو کہنڈر پڑے ہوے ہیں یہاں کسی زمانہ مین آبادی تہی۔

میجر کیپل اپنے سفرنامہ میں لکہتا ہے کہ جو شخص اِس ویران اور برباد شدہ منظر کو دیکہہ لیگا یہ ناممکن ہے کہ اِنکو اسبات کا کامل یقین نہو جائے کہ بابل کی بربادی کے واسطے حضرت اشعیا اور یرمیاہ کی پیشین گوئی کس مکمل طور سے پوری ہوئی ہے کیونکہ موجودہ حالت بابل اِس پیشین گوئی کا مصداق پورے طور سے ہے کہ (وہ کبہی آباد نہو گی اور نہ اِسمیں کبہی اہل عرب اپنے خیمے نصب کرینگے اور وہ راکہہ اور ملبہ کا ڈہیر ہوجائے گی اور نیز یہ کہ اِسکے شہر اور قصبے برباد اور پامال اور ایک معدومی کا مجموعہ اور ریگ زار اور ویرانی کا سرچشمہ ہوجائیگی سرزمین بابل اولاد اسمعیل اور بنی اسرائیل

اور تر کونکی ایڑیوں سے نہایت نفرتناک طرز وطریقہ سے روندی جائے گی اور وہ ہمیشہ ایک عبرت انگیز اور بالکل انسانوں سے خالی اور ایک محشری ویرانی کا دارالصدر رہیگا) حضرت اشعیا کی یہ پیشین گوئی بابل کی نسبت تہی کہ (اِس سرزمین میں اہل عرب اپنے خیمے نہیں نصب کرینگے اور نہ گڈریئے اِسمین اپنے مویشی کے قیام کے واسطے احاطہ بنائینگے) یہ پیشین گوئی تمام وکمال موجودہ حالت بابل سے مطابقت رکہتی ہے کیونکہ ارض فلسطین کی بابت ایک زمانہ مین یہ پیشین گوئی ہوئی تہی کہ وہ تمام برباد ہوگا اور اسمین اونٹوں اور بہیڑون کا مسکن ہوگا اور خاص ارض فلسطین میں گڈریئے سحر اپنے جہوپڑے اور اپنے مویشے کے واسطے قیامگاہین بنائینگے) مگر سرزمین بابل میں یہ حال نہیں ہے وہ تو جیساکہ پیشین گوئی میں ہے بالکل عرصہ دراز سے ویران اور برباد ہوتی چلی جاتی ہے اور اِس قطعہ ارض میں اِس امر کی قابلیت نہین رہی ہے کہ اِسمین گڈریئے اور انکے مویشی بہی اپنا قیام کرنا پسند کریں اور جب سے کوئی ثبوت اسبات کا بہی نہیں ملتا ہے کہ وہاں کسی عربی کاروان نے اپنے خیمے نصب کیے ہوں اور نہ کسی گڈریئے نے وہاں اپنے مویشی کے واسطے کوئی مسکن یا احاطہ بنایا ہو جس سے یہ بات بخوبی دریافت ہوتی ہے کہ اِس سے زیادہ بربادی اور ویرانی کسی قطعہ زمین کی نہین ہوی ہے ارض فلسطین کی یہ عام حالت ہے کہ انکے ہر ایک برباد شدہ حصہ مین گڈریوں نے اپنے مویشی کے لیے قیامگاہیں بنائین مگر سرزمین بابل کی حالت بالکل اسکے برعکس ہے یہاں کبہی کبہی اینٹوں کے کہودنے کے لئے کہ ایک عام پیشہ انکا ہے گڈریئے صحرائی جانوروں سے بچنے کے واسطے ایک خاص انتظام کرتے ہیں اور بعض دفعہ اپنی مویشیوں کی حفاظت کی غرض سے دن کے وقت کے لیئے اِن ٹیلوں میں جو نہایت وحشتناک ہیں ایک احاطہ بنا لیتے ہیں بہرحال اِن ٹیلوں پر بہی اِسقدر ممکن ہے کہ کبہی کبہی عرب بدو لوگ جو دن کے وقت نہایت انتشار حالت میں سفر کرتے ہیں یہاں اپنے ڈیرے تنبو تان لیتے ہیں مگر یہاں جو عمارتین قدیم ہیں انمین دس پانچ آدمی بہی صرف ایک رات ٹہر کر یہاں بسر نہیں کرسکتے کیونکہ ایک عجیب دہشت اور خوف انکو یہاں رات کے قیام کے لیئے مانع ہے تمام مورخین کی رائے ہے کہ یہاں کے دیسی باشندے یہ مقابلہ جنگلی جانوروں کے قدرتی خوف کے اسبات سے زیادہ ڈرتے ہیں کہ وہاں نہایت خبیث روحین اپنا مسکن رکہتی ہیں۔ کپتان میگنان اپنے سفرنامہ مین لکہتے ہیں کہ مینے بابل کے کہنڈروں کی سیاحت کی غرض سے اپنے دوران سفر مین چہہ نفر عرب (بدو)

جو میرے رہنما بھی تھے ہمراہ لئے تھے یہ لوگ ہر ایک قسم کے آلات سے مسلح تھے انسے ہر چند یہ بات کہی گئی کہ ایک رات وہ ان کھنڈروں میں قیام کریں لیکن اُنہوں نے کسیطرح منظور نہین کیا اور صاف صاف کہدیا کہ بوجہہ خبیث اور موذی ارواح کا مسکن ہونے کے جو تمام اس سرزمین پر پھیلی ہوی ہین اور جورات کو یہان ہر ایک قطعہ مین جمع ہو تی ہیں ہم لوگ کسیطرح اسمقام پر رات کو نہین ٹھہر سکتی ہیں اُنھوں نے بیان کیا کہ یہ روحین اسقدر آتش مزاج اور انسان کی ایذارسانی کے خواہاں ہو تی ہیں کہ ہملوگوں میں اگر ایک ہزار آدمی بھی یہان قیام کریں تو صبح کو یا تو وہ سب مردہ نکلینگے اور یا آیندہ بتدریج وہ دیوانہ ہوکر مرجائنگے کپتان میگنان لکھتے ہین کہ ان بدارواحوں کی ہستی اور سرزمین بابل مین انکی حکومت اور قیام کا ایسا اعتقاد یہاں کے باشندوں کے دلوں میں جما ہوا ہے کہ کسیطرح اُٹھایا نہین جاسکتا ہی سکان مُوجیلابیٹ کے عقب میں جسوقت آفتاب کی دھیمی کرنین خواب راحت میں مصروف ہونا شروع ہو تی ہیں اور روشنی شمس کے عوض ان عبرتناک کھنڈروں کو دختر ماہ (چاندنی) اپنی دلفریبی سے دیوانہ بنانا شروع کرتی ہے تو اس حال کو دیکھکر ان دیسی باشندوں کو سخت افسوس ہوتا ہے کہ اب یہ قطعہ زمین بالکل نہایت ہیبتناک اور موذی ارواح کے سیر و گشت کے واسطے مختص ہوگیا ہے۔ تمام ملکی باشندونکو یہ کامل یقین ہے کہ ہر موقع پر رات کے وقت ان ٹیلوں پر جو کھنڈروں سے متصل ہیں آمد و رفت رکھنا مہلک اور خطرناک ہے کیونکہ اسوقت یہ مقام نہایت خبیث بادشاہ کا گذرگاہ اور سیر کا منظر ہوتا ہے۔

پیشین گوئیوں کی طویل سلسلہ متعلقہ زوال بابل میں یہ فقرات بھی ہیں کہ جنگلی درندے اسمیں لوٹینگے اور ان مکانوں میں حشرات الارض کا مسکن ہوگا اور یہ ہی ناپاک ایذارسان یہاں عمارت بنائنگے اور جغد و بوم انہیں آشیانہ رکھینگے اور سیٹاپرس بابل کا دیوتا جو نصف بکری اور نصف آدمی کا بدن رکھتا ہے) اُسمیں اوندھے اور سرنگوں ہوکر ناچتے ہونگے ان فقرات پیشین گوئی کی تصدیق کامل طور سے ایک ایسے ناظر کو جو اس نہایت عبرتناک منظر کی حالت دیکھنے کا اپنی آنکھوں سے آرزومند ہے اسوقت بخوبی ہوسکتا ہے کہ وہ درندے جانوروں کے مسکنوں پر نظر ڈالے جو عام طور سے بابل کے کھنڈروں میں بھرے ہوئے ہیں۔

ان کھنڈروں میں صدہا ماندیں اور بھٹ اور گڑھے ہیں ان درندہ جانوروں نے اپنی بود و باش کے واسطے بنائے ہیں اسکے علاوہ ان مقامات مین ایک ناظر کو اپنی سیر کے دوران میں

شاہی (خار پشت) کے کانٹوں کی ایک مقدار کثیر جا بجا پڑی ہوئی ملتی ہے اور جس مقام پر نشیبی حصوں میں پانی کی تیزی سے کنڈ پڑ گئے ہیں وہاں چھوٹے بڑے سوراخوں میں اُلّو اور چمگادڑ بشمار تعداد میں رہتے ہیں اور اسکے علاوہ لا تعداد کھوکھلوں اور گڑھوں میں اسمقام پر کہ جہاں خاص بادشاہ تخت پر بیٹھا تھا ملقب شہنشاہ جنگلستان ابو الحارث یعنے گیدڑ اور طرح طرح کے ایسے ہی ایذا رساں جانور رہتے ہیں جنکے مسکن کے دہانوں پر بھیڑوں اور دنبوں کی ہڈیاں کثیر تعداد میں پڑی ہوئی نظر آتی ہیں اور اسقدر کہ یہ بدبو ان کے ماندوں میں سے آتی ہے کہ بھٹوں کی طرف ناک نہیں دیجاتی اسی سطح بابل پر جسے بخت نصر نے اپنی عظمت و ظلم اور شوکت آرائی کے ذریعوں سے آراستہ کیا تھا اسوقت جنگل کا فطرتی بادشاہ حکمرانی کیا کرتا ہے۔ اور بابلیوں کے بت بزرگ یعنے بیلس (بعل) کا مندر جو دنیا میں صحبت انسانی کا ایک نہایت عجیب اور عظمترین نمونہ سمجھا جاتا تھا قدرتی طور پر اب شیروں اور بھیڑیوں کی نشیمن اور مسکن کے واسطے مختص نظر آتا ہے ایک مؤرخ کا بیان ہے کہ بیر نمرود کی نسبت موجیلاٹ میں ان جنگلی جانوروں کی بہت کثرت ہے یہاں جو ملبہ کا ٹیلہ ہے وہ بے انتہا سوراخوں سے معمور ہے یعنے خود اسکی اندر جاکر یہ حال دیکھا کہ جانوروں کی بھیڑیوں کی اکثر نعشیں پڑی ہوئی ہیں جو اسی وقت کے ہلاک کیے ہوئے معلوم ہوتے تھے ان وحشی درندوں کی اس وسیع مساکن کے سلسلے سے قرینہ اسبات پر دلالت کرتا ہے کہ یہاں انسانی گذر رات میں خطرناک نتیجے سے خالی نہیں ہے یہی مؤرخ لکھتا ہے کہ جو رہبر ہمارے ساتھ تھے اُنہوں نے ہمسے یہ بات بیان کردی تھی کہ یہ جسقدر خرابے اور کھنڈر دکھائی دیتے ہیں سب شیروں اور طرح طرح کے درندوں اور مختلف جنگلی جانوروں کا مسکن ہیں۔

اسمیں شک نہیں ہے کہ ان حیوانات کی اس کثرت کے ساتھ سرزمین میں بود و باش دیکھکر اس پیشین گوئی توریت کی کامل تصدیق ہوتی ہے کہ سرزمین بابل میں صحرائی جانور لوٹتے پھرینگے اور یہاں کے باشندوں کے مکانات میں نہایت ایذا رسان حشرات الارض اپنا مسکن بنائینگے اور انکے برباد شدہ اور ویران گھروں میں جزیروں کے جنگلی جانور اور درندے شور و غل مچائینگے۔ یہ پیشین گوئی بھی تمام و کمال پوری ہوئی کہ سمندر بابل پر بھر آئیگا اور وہ لہروں کے ہجوم میں چھپگیا ہے کیونکہ دریائے فرات کے مغربی کنارے کے نشان اب نہیں معلوم ہوتے ہیں ہی اور دریائے مذکور بے روک ٹوک شرف موجزن ہے جو کھنڈروں کے قریب ہے اور عہد نمرود

LIBRA

میں جو بند اسپر باندھا گیا تھا اسکی اب نمود بھی باقی نہیں رہی ہے اِسمقام پر زمین بالکل نمناک اور دلدلی ہے اور موجودہ زمانہ میں سابق کی عمارتوں کا کوئی بھی نشان نہیں نظر آتا ہے اور نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کون کون سی عمارتیں سابق میں موجود تھیں۔

دلدل اور مختلف تالابوں نے اِس سرزمین کے متعدد حصے گھیرے ہوئے ہیں انہیں اطراف کا ایک بڑا حصہ اِسوجہہ سے کہ عرصہ دراز ہوا کہ دریائے فرات کی دہار یہاں سے مٹ گئی ہے اِس دلدل کی نسبت اچھا ہے۔ بابل کے کہنڈر اِسوجہہ سے کہ فرات کی وادی کی حالت اب زمانہ سابق سے بالکل بدل گئی ہے بہ نسبت اِس دلدل آمیز زمین کے قابل آمد و رفت پائے جاتے ہیں مگر سرزمین بابل باوجود اسکے اسطرح سے ایک بڑے قطعہ کی حیثیت سے زیر آب رہا ہے اور اسپر دریا لہریں لے رہا ہے اور نیز اسحالت پر نظر کرکے کہ پانی کے بڑے بڑے کنڈان ٹیلوں اور ٹیکروں کے مابین بنے ہوئے ہیں تاہم ہمیشہ تمام سوز سے آفتاب سے جلتے ہوئے بابل کے کہنڈر جنپر پانی نہیں چڑھسکتا ہے اور جو سال بسال نہایت درجہ خشک اور سوزان میدان سمجھے جاتے ہیں اسبات کو ظاہر کرتے ہیں کہ سرزمین بابل ایک ریگستان یا سنگلاخ اور قطعاً خشک اور اب ارضی ہے ۔

یہ ایک عجیب امر ہے کہ دریائے فرات کے مغربی ساحل کا ایک قطعہ تو ہمیشہ زیر آب ہتا ہی اسمیں دلدل اور کیچڑ رہتی ہے اور دوسرا قطعہ بالکل خشک اور نہایت گرم ریگستان نظر آتا ہے۔ توریت میں بابل کی بابت یہ فقرات بھی کہا گیا ہے کہ ‹ وہ کبھی آباد نہوگی اور ہمیشہ غیر مزروعہ اور ویران رہیگی › اگر کوئی سیاح غور سے بابل کی سرزمین موجودہ اور کہنڈروں اور اِن طویل سلسلوں پر ٹیلوں کے نظر ڈالیگا جو صدیوں سے ایک کوہی نوعیت یعنی تبدیلی میں صوت اور پتھر ہو جانے کی مثال انسان کے سامنے پیش کرتے رہتے ہیں سو اِسکو بخوبی معلوم ہو جائیگا کہ ان کہنڈروں یا اِس قطعہ ارض میں زراعت کسیطرح نہیں ہوسکتی ہے، اسپر کوئی دانہ غلہ کا اسپر اگ یا جم نہیں سکتا ہے کیونکہ جسقدر میدان اور ٹیکرے اِن کہنڈروں کے اطراف میں دکھائی دیتے ہیں انمیں شوریت نہایت شدت سے پیدا ہوگئی ہے گویا یہ تمام سرزمین شورہ کی کان ہوگئی ہے اور بابل کی تعمیرات کے مصالح کی یہ کثرت آمیزش سے اِسکی تمام سرزمین ہمیشہ کے واسطے ناقابل زراعت ہوگئی ہے۔ میدان کے اِس حصہ کی طرف عمارتوں کی آثار اکثر پائے جاتے ہیں اور جہاں کہیں یہ عمارت نہیں ہے وہ تمام قطعہ کسی قسم کی نباتات کے

جننے کے قابل نہیں ہے۔

بیلس یا بیل (بعل) کا بتخانہ

بیل کے مندر کی نسبت یہ اختلاف ہے کہ کس زمانہ میں تعمیر ہوا ہے یا کس زمانہ میں اسکی بنیاد قایم ہوی ہے مگر اکثر مورخین قدیم کی یہ مستند تحقیقات ہے کہ اس مندر کو بخت نصر نے اپنی تخت نشینی کے تہوڑے عرصہ کے بعد تعمیر کرایا تہا بعض لوگونکا یہ خیال ہے کہ بیل خاص بخت نصر کی شبیہ تھی جسکی پرستش پر اسنے بندگان الٰہی کو مجبور کیا تہا اور یہ وہی بت تہا کہ جو بالکل طلائی خالص بڑی کاریگری سے برسوں کی محنت میں سے بنوا کر ساکنین کالدیا و بابل کے سامنے اپنا جاہ و جلال مستقل کرنے کے واسطے پیش کیا تہا۔ چند مورخوں کا یہ بھی قول ہے کہ در اصل وہ بابلیونکا ایک دیوتا تہا جو آفتاب کی روحانیت کا حاکم اور دنیا کے تمام مسائل انتظامی کا کارفرما تہا ایک مورخ کی تحقیقات میں اس بت کی صورت بھی سورج کی طرح مدور تہی اور آنکھوں کے مقام پر دو بڑے بڑے یاقوت رمانی نصب تہے اور اسکا قد اٹھتالیس فیٹ کا تہا تمام باشندگان بابل جو بت پرست تہے وہ اس دیوتا کو اپنے سب معبودونکا مقدمۃ الجیش سمجھتے تہے اور بہ نسبت اور سب دیوتاؤں کی اسپر ہر روز اسقدر بھیٹ اور چڑہاوا چڑہایا جاتا تہا کہ سلطنت کی یک سہ ماہی کی آمدنی سے بھی بہت زیادہ ہوتا تہا۔ اور یہ سب نذرانہ بلا کسی قسم کے تصرف یا اخراجات بتخانہ کو پوشیدہ خزانوں میں ڈالدیا جاتا تہا۔ جو اس بت کے کمرہ کے قریب نہایت مصفے سنگی تہ خانوں میں صدیوں سے محفوظ تہا اور اخراجات کی ایک رقم جسمیں بیلس کے خادموں کی تنخواہیں وغیرہ اور دیگر اخراجات مندر کے شامل تہے وہ اسکے علاوہ تہے جو کثیر تعداد میں خزانہ بادشاہی سے ماہ بماہ وصول ہوتے رہتے تہے بادشاہ اور تمام سرداران سلطنت بابل اور ہزارہا باشندگان شہر روزانہ اسکے طواف اور بعل کی پرستش کو جاتے تہے ایک مورخ لکھتا ہے کہ صرف ایک ہزار من گلاب اس بت کی غسل اور مندر کے دہونے دہلانے میں صرف ہوتا تہا اور عنبر اور مشک اور عود کے پانسو انگیٹھیاں اس مندر میں مختلف مقامات میں سلگائی جاتی تہیں۔

ہر سال بیلس کی ظہور یا اسکی پرستش کے قایم ہونے کے دن یا اسصورت پر بابل میں نمایان ہونے کے روز ایک عظیم الشان خوشی تمام سلطنت میں منائی جاتی تہی اور گویا تمام سرزمین کالدیا اور بابل کا یہ تیوہار ایسا مقدس اور متبرک سمجھا جاتا تہا کہ تمام باشندگان بابل اس دن

کوئی فکر یا اس قسم کا شغل گناہ سمجھتے تھے کہ جو کسی اندیشہ یا تشویش یا خوف کے رفع کرنے کی انسانی تدبیر سے متعلق ہو سکتی تھی اور چونکہ بیل کی پرستش میں یہ امر داخل تھا کہ عیش پرستی اور شاہد بازی اصول مذہب سمجھی جائے اسلئے خاص تبخانے میں شدت سے حرامکاری ہوتی تھی اور اسطرح ہزارہا حرام کے حمل ہر سال اس مقدس مقام کفار کی زیارت کے نتیجے میں بار آور ہوتے تھے چنانچہ اسکے تمام خادم اور بندے سب کے سب وہ حد درجہ مکار اور شیطانی وسوسوں میں گرفتار اور انتہا کی زناکار تھے اور چونکہ بدفعل اور زناکاری بعل کی پرستش میں لازمی طور پر داخل تھی لہذا تمام خاندان شاہی اور امرائے سلطنت کی عورتیں اس تیوہار کی روز ثواب اپنی آخرت کی بہتری سمجھکر ان لوگوں سے جو اس دن کی آرزو رکھتے تھے ہمکنار ہوتی تھیں اور اگرچہ خاندان حکمران سلطنت اور امرائے شاہی غرور اور متکبرانہ فطرتی کے باعث اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ اپنی اولاد کی تزویج خصوصاً لڑکیوں کا ازدواج کسی غیر کفو کے ساتھ کریں تاہم اس تیوہار میں وہ اصول مذہب کے تسلط اور جبر سے مجبور ہو جاتے تھے اور باوصف اس حالت کے انمیں بعض اس جبر کا اپنی ذاتی غیرت اور حمیت سے اس نہایت نابکار اور ذلیل عیش پرستی کو ناپسند کرتے تھے اور اس کوشش میں اپنی زندگی کا بہت سا حصہ صرف کرتے رہتے تھے کہ نوجوان عورتوں میں ایسی بد اخلاقی یا بد اطواری نہ پیدا ہو لیکن چونکہ ایک جمعیت کثیر انکے خلاف اسکے رواج کی کوشش میں تھی اور نیز گورنمنٹ اور بڑے بڑے امرائے سلطنت اس بلا میں گرفتار تھے لہذا ان لوگوں کی کوشش بہت کم کامیاب ہوتی تھی اور حرامکاری اور زناکو روز بروز ترقی ہوتی جاتی تھی علاوہ ان عورتوں کے جو اپنی زندگانی کا بہت بڑا حصہ اس طریقہ ثواب کے لیئے جو مذہب اہل بابل کے رو سے لازمی سمجھا گیا تھا بدکاری کے واسطے نذر کر دیتی تھیں اکثر دوشیزہ عالی خاندان عورتیں اور نہایت کم سن لڑکیاں عمداً اور ارادتاً اس نہایت جہنم کی دہکتی ہوی آگ کے واسطے --- اہل بابل قربانی کرتے رہتے تھے ان عورتوں میں سے اکثر ان لوگوں سے موقع پر ہمکنار ہو جاتی تھیں جو بنظر ثواب بلکہ بنظر حصول التذاذ نفسانی عرصہ دراز سے انکے وصال کا موقع تاکتے رہتے تھے۔

اور اسباعث اسقدر عظیم ہنگامہ اور فساد اکثر اوقات برپا ہو جاتے تھے کہ ہزارہا آدمیوں کی جانیں تلف ہو جاتی تھیں اہل بابل کی ان حالات کی بابت تاریخہائے قدیم میں عجیب عشقیہ روایتیں مذکور ہوئی ہیں سب سے زیادہ بخت نصر کی پوتی کی عشق اور ایک سردار سلطنت سے تعلق ناجائز اور اسکی جہکر فرار ہو جانے اور پھر اسکے شوہر بنانے کا افسانہ ہے جسے آخر میں بیل کے پوجاریوں نے

جائز قرار دیا تہا۔ بہر حال یہ بتخانہ اور خود بیل انسانی حیرت انگریزی کے واسطے خدمات نفسانی اور بے حد بد کاریوں اور منکر خدائے وحدہ لاشریک ہو جانے کا ایک عجیب نمونہ اور سرچشمہ تہا اس مندر کی زیب و زینت اور آرایش دنیاوی کا حال صراحت کے ساتہ تمام تواریخ قدیم میں تفصیل کے ساتہ مذکور ہے یہ مندر اسقدر وسیع اور اتنا بلند تہا کہ سوائے بیرنمرود کے اور کوئی عمارت تمام سرزمین بابل میں اسکی مقابلہ پر نہ تہی۔ صرف اس مندر کی بلندی بعض مورخین کی تحقیقات میں ایک فرلانگ کی تہی۔ اور ایک مورخ قدیم پرڈیکیس لکہتا ہے کہ یہ مندر چہ سو فیٹ بلند تہا۔ میجر رنل ایک انگلشمین کی تحقیقات کے بموجب اسکی بلندی پانسو فیٹ کی تہی

بیرنمرود

بعض مورخین مشہور معبد اہل بابل بیرنمرود کی بہی بنیاد اسی جگہ بتاتے ہیں جہاں بیل کا مندر بناؤ کہتے ہیں کہ اسوقت سب سے بلند جگہ جو برباد شدہ بابل کے ٹیلوں میں ہے وہ بیرنمرود ہے اور عام طور سے یہ بیان کیا جاتا ہے کہ بیرنمرود کا تمام سطح بلیس کے مندر کے رقبے میں شامل کر لیا گیا تہا وہ ملبہ یا مٹی کا ڈہیر جہاں کسی زمانہ میں بیرنمرود واقع تہا اب ایک ایسا ٹیلہ ہو گیا ہی جو نہایت عظیم المقدار رقبے کو گہیرے ہوے ہے بعض کے نزدیک اس پورے ٹیلے میں وہ مندر واقع تہا اور یہ تمام کیٹرا اسکے پورے سطح پر بنا ہوا ہے اصل مندر کا بہت بڑا حصہ گر کر اس ملبے میں شامل ہو گیا ہے تاہم اسوقت یہ امتیاز قطعًا نہیں ہو سکتا ہے کہ یہ تمام ٹیلہ قدیمی عمارت کی بنیاد پر واقع ہے اور یہ کہ مندر مذکور کوئی بنیاد قدیم کسی سیاح کے سامنے موجود ہوتے ہو بلکہ یہ تمام ٹیلہ اور قطعہ ارض بالکل ایک بربادی اور پامالی اور ویرانے کے منظر کا نمونہ ہے۔ اور ایک سیاح کو ابتدائے نگاہ میں ایک پہاڑی معلوم ہو گی جسکے دامن میں شاہی تعمیرات کے کچہ خرابے نظر آئینگے اسکی حالت بالکل صحیح طور سے سمجہ میں نہیں آسکتی جب تک کہ وہ ان ٹیلوں پر خود نہ چڑہکر دیکہیگا خیر یہ آثار قدیمہ موجود ہیں اور اسوقت تک ضرورتا یہ بہی یقین کریگا کہ یہ زمین بالکل کہنڈروں کا مجموعہ ہے مگر اس بلندی پر پہنچ جائے گا تو اسکو بیرنمرود کی خراب شدہ عمارت صاف دکہائی دیگی ہم اس موقع پر دلچسپی ناظرین کے واسطے خاص بیرنمرود کا نقشہ بہی پیش کرتے ہیں جو مسٹر رابرٹ پورٹر کے سفرنامہ سے لیا گیا ہے اور اسمیں نہ صرف نقشہ کے تصحیح کی گئی ہی بلکہ عمارت کی ارض و طول اور بلندگاہی کا بالتفصیل ذکر ہے اسمیں شک نہیں ہے کہ بلیس کے مندر کے بقیہ آثار کی موجودگی کی حالت نہایت عبرتناک ہے اور علے ہذا بیرنمرد کو قیاس کرنا چاہیئے

بلیس کے مندر میں دراصل آٹھ گنبد تھے جو ایک دوسرے کے مقابلہ میں بلند ہوتے اور درجہ وار نمونہ قایم کرتے چلے گئے تھے اب وہ ایک نہایت مٹی پتھر کے مخلوط پہاڑی ٹیکرے کی صورت میں ہوگئے ہیں اور ایک نہایت حیرت انگیز مختلف صورتوں اور منظروں کا مصیبت آلود نمونہ پیش کرتے ہیں۔

اسکے مشرقی سطح پر دو پہاڑی ٹیلے سے نظر آتے ہیں جنمیں سے ایک ساٹھ فیٹ بلند ہے جو ایک عمیق نالے کے وسط میں بنا ہوا ہے اور بوجہ سالہا سال کی بارش کے پانی کے جو ہر طرف سے اس جانب لہراتا ہوا ٹکریں مارتا ہے اور نیچے کی طرف بہا کرتا ہے اسمیں صدہا دڑاڑیں پڑگئیں ہیں اس پہلے درجہ کی چوٹی یا سطح دوسرے درجہ سے ملی ہوی ہے جو بالکل گاؤدم عمارت کا نمونہ ہے اور یہ سطح ہر ایک درجہ ایک ویران گنبد کے کھنڈر کی صورت بنا ہوا نظر آتا ہے اسکی بلندی بنیاد سے آخری درجہ تک دو سو فیٹ اندازہ کی گئی ہے سطح زمین سے پہلے درجہ کی انتہائے سطح کی بلندی ۷۵ فیٹ ہے اسکے مغربی جانب ایک عجیب حیرت انگیز لکیر غیر منتظمانہ صورت میں ایک مٹی کا ڈھیر اٹھا ہوا معلوم ہوتا ہے جو بالکل پہاڑی ٹیلے کی صورت میں ہوگیا ہے اور جسپر بیشمار صدیوں کے گذرنے سے چڑہائی کے سطح کی سی حالت پیدا ہوگئی ہی اور جنوبی اور شمالی حصہ اسکا خاصکر اور بالکل ناہموار ہے اور اسمیں جابجا نشیب و فراز پایا جاتا ہے یہ سب اس مقام کی حالت جہاں مشہور بتخانہ بیل کی تعمیر تہی اور جواب سراسر ویرانہ اور تباہی کا منظر دیکھا جاتا ہے اس پہاڑی ٹیلے کی چوٹی پر اینٹوں کی عمارت اور کام کا ایک عظیم المقدار ذخیرہ موجود ہے جو زمانہ کی مسلسل شب و روز گذرنے سے مٹی اور مختلف اشیا مین مخلوط کانچ کے ڈھیموں اور ٹکڑوں کی صورت میں ایک متحجر ملبہ کا ڈھیر بنگیا ہے یہ اینٹوں کے ڈھیر بعض بعض جگہ بارہ بارہ فیٹ تک بلند اور بیس بیس فیٹ کے احاطہ میں یہاں موجود ہیں۔

شہر بابل کی قدیم عمارتوں کا آگ سے جلنا اور انکی خاکستر کا شیشے کے ڈھیموں کی صورت میں تبدیل ہوجانا

ان خشتی تعمیرات کے کھنڈروں سے یہ بات بخوبی ظاہر ہوتی ہے کہ انکی حالت اس زمانہ مین تبدیل ہوگئی تھی اور بادی النظری طور پر انکے دیکھنے سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ انکو کسی نہایت تیز اور غضبناک آگ سے جلایا گیا ہے یا انمیں کوئی غضبناک شعلہ افروزی ہوی ہے اور زیادہ

تو اسبابت یہ فوری خیال پیدا ہوتا ہے کہ بلیس کے گنبد کی تباہی کے واسطے یہ آگ جلائی گئی تھی جس سے انبیاء سابق اور توریت مقدس کی اس پیشین گوئی کی تصدیق ہوتی ہے کہ (وہ عنقریب ایک جلا ہوا پہاڑ ہو جائے گا) اسمین شک نہیں ہے کہ بابل کی تباہی اور بربادی کے بیئے اور اسکے معدوم کرنے کے واسطے ان احکام الٰہی کے قائمقام یہ آگ ایک خاص کارپرداز ثابت ہوتی ہے اور کچھ بلیس کے مندر ہی پر منحصر نہین ہے بلکہ بابل کی تمام عمارت جہان جہان کچھ بھی آثار موجود پائے جاتے ہیں لسنے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ حملہ آدرون نے یا خود اس شہر کے رہنے والون نے آگ لگا کر مکانات کو جلا دیا تہا۔

حضرت یرمیا کی پیشین گوئی گویا مذکورہ پیشین گوئی کا تتمہ ہے جسمین صاف صاف بیان ہے کہ جسطرح خدائے قدیر نے سدوم اور عمورہ شہروں کو تباہ کر دیا ہے اور اپنا غضب نازل کیا ہی خدا اسپر یعنے بابل پر بہی آگ اور گندہک کا مینہہ برسائیگا اسکا بڑا دروازہ آگ سے جلایا جائے گا اور لوگ اُسکے بجہانے مین عبث محنت کرینگے آگ کے شعلوں کی بہڑک بے حد ہوگی اور وہ اسکی حرارت سے ہلاک اور اسکے فرو کرنے میں بیہوش ہو جائینگے ان تمام کہنڈرون اور خراب منظروںمیں نظر ڈالکر ہمکو یہ غور کرنا چاہیے کہ کس قوت نے انکو اسطرح نیست و نابود کر دیا اور نیز قوت مذکور با جاہ و جلال اور نہایت ہی زبردست ہے جسنے اسطرح ان سب نہایت مستحکم اور مضبوط مقامات کو خاک میں ملا کر ہمارے پیش نظر کر دیا ہے یہ حصہ جو تمام و کمال جلا ہوا سطح ہے عام طور سے سیاہ ہے مگر اپنی اس سیاہی میں وہ عجیب عجیب رنگ نمودار کرتا ہے اور آخرکار اس بات پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ یہ رنگ کیونکر نمودار ہوے اور ایسے مختلف رنگین حالتین کس طرح پیدا ہو گئین ایک مورخ کا خیال ہے کہ جسقدر حصہ ان تعمیرات کا جلا ہوا ہے وہ فطرت الٰہی کی کارسازی کا ایک عجیب ہی نادر نمونہ ہے یعنے اس سرزمین کو جسپر آگ نے تصرف کیا ہی خدائے قدیر نے شیشہ سازی کے مصالحہ کا ذخیرہ یا معدن بنا دیا ہے گویا وہ کل مجموعہ آبادی و تعمیرات جسمین یہ ہولناک آگ پہیلگئی تھی کانچ کا ایک عظیم الشان ڈہیر ہے۔ اگر نہایت غور سے اس آگ کے جلائے ہوے مجموعہ کا اندازہ کیا جائے جو درحقیقت قہر الٰہی تہی اور جسنے اکثر عمارتوں کو جلا کر اور زمین پر گرا کر خاک میں ملا دیا ہے تو یہ امر بخوبی دریافت ہو جائے گا کہ اسنے اس تمام سامان اور مصالحہ مکانات کی اصلیت بلکہ نوعیت کو اپنی قوت حرارت سے بالکل بدل دیا ہے ایک محقق ناظر کو جسے بابل کے ویران اور برباد شدہ کہنڈروں کا شوق دامنگیر ہے تو اسکو اس موقع پر پہنچکر ایک ایسے قطع

یا لاہین رس آتشزدہ ملبہ کی معلوم ہوگی جسکی اینٹوں میں اسقدر کرختگی اور خشونت پیدا ہوگئی ہے کہ اگر کوئی اوزار اِن اینٹوں کے توڑنے یا انسے مصالحہ کے علیحدہ کرنے کے واسطے اُنپر مارا جاتا ہے تو بالکل شیشے کے ٹوٹنے کی آواز ہوتی ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ اِس ٹوٹے ہوئے ڈہیر میں سے بالکل ایسا مصالحہ نکلتا ہے جسمین شیشہ کا جزو یادہ مخلوط نظر آتا ہے۔

میجر انیل نے مختلف اوقات سیاحت میں اِن اینٹوں اور ملبے کی زجاجی الترکیب اشیا کا امتحان کیا ہے جس سے انکو یہ امر ثابت ہوگیا ہے کہ اِس مصالحہ میں بالکل شیشے کے بنجانے کی قابلیت پیدا ہوگئی ہے اور ایسے اجزا اسمین موجود ہوگئے ہیں جو کچھ عرصہ میں اِس قابل سمجھی جاسکتی ہیں کہ اِس مقام کو شیشے کا معدن یقین کیا جائے اِس مصالحہ سے نہایت تہوڑی محنت اور کوشش میں شیشے کی ہر ایک شے نہایت عمدہ قسم کی تیار ہوسکتی ہے۔ بہر حال یہ ایک نہایت ہی حیرتناک امر ہے کہ تمام بڑے بڑے ڈہیر جسقدر جلی ہوی عمارت کا حصہ ہے وہ مع اپنے مصالحہ کے شیشے کی صورت مین بدل گئے ہیں اور یہ امر نہایت آسانی سے معلوم ہوسکتا ہے کہ اِس عمارت کا جسقدر سطح زیرین ہے یعنے جس سطح پر یہ عمارت بنائی گئی تہی اور جسپر حرارت آتش کا کامل اثر پہنچا ہے اِسمیں بہی اِسی قسم کے معدنی اجزا سے مرکب کوئی شے موجود ہوگی اِس موقع پر یہہ بہی خیال ظاہر کردینا ضرور ہے کہ اگرچہ یہانکے اصلی باشندے اِسکی نوعیت بیانات اور قدر وقیمت سے قطعًا ناواقف ہیں لیکن اگرکری حکمرانونکو توجہہ ہو تو اِسمیں شک نہیں ہے کہ اِس قسم کی آتش زدہ ملبہ اور مصالحہ سے بہت بڑا ذریعہ تاجروں کی بدولت ترقی اور دولتمندی کا حاصل ہوسکتا ہے اور گو بہ لحاظ اِس امر کے کہ یہ مقام قہر الٰہی کا مورد ہوچکا ہے اسکے تمام اجزا نفرت کی نظر سے دیکھے جانے کے قابل ہیں تاہم خدا کی بنائی ہوی کوئی شے بیکار نہیں ثابت ہوئی ہے پس ایک مورخ کا خیال ہے کہ اِس تمام عظیم ملبے اور مصالحہ سے حکمران ارکان ملک کو بہت بڑا فائدہ حاصل ہوسکتا ہے۔ مسٹر رابرٹ پورٹر بابلیس کے تبخانہ کی آتش زدگی کی نسبت اپنی رائے لکہتے ہیں کہ دیمنے اِن شکستہ اور جلے ہوئے آثار حالت بادی پر لحاظ کیا میری رائے ہیں کسی برباد کردینے والی یعنے جلادینے والی قوت نے شدید اثر کیا ہے مگر بہ نسبت بنیادوں کی اوپر کے بلند حصہ کو ایک برباد شدہ کہنڈر کی صورت میں جلا کر گرا دیا ہے یعنے امتحان سے یہ امر ثابت ہوگیا ہے کہ اِس آگ کا اثر بالائے حصہ عمارت پر بہت ہوا جسنے اصلی مصالحہ کی نوعیت کو بالکل بدلدیا ہے۔ بہر حال جس آگ نے اتنا بڑا کام

کیا ہے اور ایسی وسیع الشان عمارت کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا ہے اسکی اشتعال کی نسبت مورخین
کی مختلف رائیں ہیں کیونکہ معمولی آتشزدگی سے ایسا ہولناک اور شدید تبادلہ تمام مصالحہ عمارت
میں ہو جانا کسی طرح سمجھ میں نہیں آتا ہے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک بہت یعنے دوزخی
بھٹی میں آگ بھڑکائی گئی ہے اور اسکے ذریعہ تمام عمارت میں آگ لگا دی گئی ہے اور آخر سوائے
اس امر کے اور کچھ نہیں خیال کیا جاسکتا کہ اگر دیواروں کے شگاف کی منظر پر نگاہ ڈالی جائے
اور نیز اس متحیر افتادہ سامان اور مصالحہ سوختہ پر غور کیا جائے تو یہ امر ہر طرح درجہ یقین پہنچ
جاتا ہے کہ آسمان سے آتش قہر الٰہی نے نازل ہو کر ساکنان صفحہ خاک کو اس عمارت عظیم الشان
کے خاک سیاہ کرنے اور ایسی حالت عبرتناک پر پہنچا دینے سے اہل بابل کی بدکرداری کا انجام
دکھایا ہے۔ بعض مورخین کی رائے ہے کہ ہمیرس حملہ آور جب شہر بابل پر قبضہ حاصل کرکے اس شہر
کی تاخت وتاراج اور بربادی اور تباہی میں مصروف ہوا ہے تو اسنے علاوہ خونریزی اور
غارتگری بتخانہ بعل دبیلس کے اور تمام شاہی عمارتوں میں آگ لگا دی تھی اور یہ آگ ایسی عالمگیر
اور ہولناک تھی کہ جسنے تھوڑے عرصہ میں تمام شہر کی عمارت کو گھیر لیا اور جلنے سے کوئی عمارت
شہر کی نہیں بچی کیونکہ جسقدر لکڑی ان مکانات میں لگی ہوئی تھی اسپر عام طور سے دیمک وغیرہ
کی حفاظت کی غرض سے روغن نفت (رال) کی وارنش ہوئی تھی جو نہایت ہی جلد آگ کو
قبول کرلیتی ہے۔ بعض کی رائے میں یہ آگ چھہ ماہ تک تمام شہر کے مختلف حصوں میں مشتعل
ہو رہی تھی جو کسیطرح نہیں بجھی تھی اور چونکہ اسکی شعلہ افروزی صدر مقام محلات شاہی یا بیلس
کا مندر تھا اسوجہہ سے یہاں آگ کا اثر زیادہ ہوا لیکن ایک مورخ لکھتا ہے کہ بریسیار قیصر روم
کی کمنڈر انچیف نے اس مقام پر تمام اساس البیت شاہی اور بتخانہ بیلس کی خزانوں کی لوٹ مار
اور غارتگری کے بعد یہ آتش زدگی ہوئی تھی۔ اور اسپر وہ یہ دلیل لکھتا ہے کہ آغاز سنہ عیسوی
کے بعد اکثر محلات اور عمارات اہل بابل میں لوٹ مار کا بازار گرم رہا ہے۔ اور اگر ابتدائے حملہ آوری
باشندگان یونان وایران یا پارتھیا والوں کی یورش میں یہاں آگ لگا دی جاتی تو اسکے بعد
کی غارتگروں کو سوائے جلی ہوئی عمارتوں کی یہاں اور کچھ بھی نہیں ملسکتا تھا۔ قرینہ غالب سے یہ امر
ظاہر ہوتا ہے کہ بریسیار سپہ سالار قیصر روم نے انکو جلایا ہے کیونکہ اسکی نسبت عام طور سے
یہ امر مسلم ہے کہ اسنے اکثر اپنے حملوں میں شہر کے باشندوں کی کھیتیاں اور عمارتوں میں آگ لگا دی
تھی بعض مورخین کی رائے میں یہ آتشزنی خود اہل شہر نے سپاہیان قیصر روم کی تکلیف پہنچانے

یا انکے ناکام رہنے کی غرض سے کی تہی۔
ایک روایت یہ بہی ہے کہ ڈیمی ٹری اس کے حملے کے وقت جبکہ شہر کے تمام باشندوں نے
اس مقام کو خالی کر دیا تہا تو دشمن کے زک دینے اور نقصان کے واسطے اُنہوں نے شاہی محلات
قدیم اور عام باشندوں کی عمارت میں آگ لگا دی تہی۔ بعض مورخین اسطرف بہی گئے ہیں کہ بیلیس
کے مندر کی عمارت بابل شاہی مکانات اور سیرگاہوں کو اول منہدم کر دیا گیا ہے اور اِسکے بعد آگ
لگا دی تہی مسٹر رابرٹ پورٹر اور مسٹر بکنگم نے بہی اپنے سفر ناموں میں اِسبات کو قبول کیا ہے مگر
ایک بڑا گروہ مورخین سابق کا یہ کہتا ہے کہ اگرچہ دارالشاہ ایران وغیرہ کی قبضہ اور حملہ آوری کے
زمانہ میں اکثر عمارتیں اور بادشاہ بابل کے مکانات منہدم اور مسمار کر دیے گئے ہیں تاہم بیلیس کا
مندر اور اِسکے علاوہ بہت سے مکانات اپنے قدیمی حالت پر چہوڑ دئیے گئے تہے جنہیں اسکندر
اعظم نے اپنی تسخیر اور فتح بابل کے بعد انکو از سر نو تعمیر کر لیا تہا۔ اور نہ یہ آتشزدگی پارتہیا والوں
کے حملہ کے زمانہ میں ہوی۔ بہر حال خواہ یہ صحیح سمجہا جائے کہ اِن مکانات کے منہدم اور مسمار کر دینے
کے بعد آتشزنی کیگئی یا یہ تسلیم کیا جائے کہ اِن عمارتوں کی اصلی حالت کی موجودگی میں آگ لگائی
گئی تہی مگر اسمیں شک نہیں ہے کہ یہ ایسے مہیب اور عالم سوز آگ تہی جسنے اِن ایوانوں او
مندروں اور تمام عمارتوں کے ہر ایک حصہ کو ایسا جلا کر قلب ماہیت کر دیا ہے کہ اِسوقت
کسی سیاح کو اِسبات کی تمیز مشکل سے ہو سکتی ہے کہ اِس آگ سے کونسا مقام محفوظ رہا تہا یا
وہ کونسی جگہ تہی جسے آگ کے شعلوں نے نہیں گہیر لیا تہا۔ یہ آگ اسقدر محیط اور ایسے وسیع
پیمانے پر پہیلی ہوی تہی اور بہاتنک مہیب اور جہاں سوز تہی اور ایسی سخت اور شدید تہی کہ
اسنے علاوہ نہایت کم بلند عمارتوں سے لیکر تمام امرائے سلطنت اور خود شہنشاہ بابل تک
کے رفیع ایوانوں کو جلا کر خاک کا تودہ بنا دینے کے بیلیس کے مندر کے پہاٹک سے بڑے دروازوں
کو بہی جو دنیا کی عجائبات میں سے تہے اور جو ہیروڈوٹس مورخ یونانی کے عہد تک موجود تہے
جلا کر خاک سیاہ کر دیا تہا اور یہ معلوم کہ بیلیس کا مندر جلا کر منہدم ہو جانے کے بعد اِسکا تمام مصالحہ
یعنے اِن عمارات (جنمیں بیلیس کا مندر بہی شامل ہے) کا سامان تعمیر شدت حرارت کے باعث
شیشہ کے اجزا کی صورت میں منتجمد ہو کر بدلگیا تہا۔
یہ ایک نہایت ہی عبرت انگیز اور تعجب ناک منظر ہے کہ مکانات مذکور جو بالکل سنگین تہے اور
جنپر ہزارہا من سونا اور پیتل اور بعض جگہ نہایت دبیز فولادی تہر اور خول چڑہے ہوے تہے اور

جو معمولی نظر میں اسبات کو ہر ایک سیاح یقین دلا سکتا تہا کہ ایسی ایسی ہزار آتشزدگیوں سے بہی اِسکی اصل حالت تعمیر میں کوئی تبادلہ نہیں ہوسکتا ہے لیکن یہ آگ ایسی آگ تہی جسنے اسکی اصل ہستی کو اپنے حدود اشتعال اور شعلہ افروزی اور شدت تپ و تاب سے پانی کی طرح پگہلا کر اپنی اصلی حالت سے متبدل کردیا تہا اور جسکے نتیجے پر سوائے اِس خیال کے اور کوئی رائے ظاہر نہیں کیجا سکتی کہ توریت میں اِس پیشین گوئی کا جسقدر ذکر ہے وہ قطعًا اور کامل طور سے اِن عمارات بابل کی آتشزدہ ہوجانے سے پایہ تصدیق کو پہنچ گیا ہے کہ (خدائے قادر کا ہاتہہ تجپر پہیلا ہوا ہے اور وہ تجکو چٹانوں سے نیچے گرادیگا اور تجکو ایک جلا ہوا پہاڑ بنا دیگا) اگرچہ نہایت قدیم ترین مقام زیوں کے میدان میں از سر نو عمارت بنائی گئی جس سے اِسکی سابق کی بربادی اور پامالی محو ہوگئی اور علے ہذا یروشلم اپنے حالت اصلی پر بدستور اسوقت موجود اور قایم ہے مگر جیسا کہ اِس پیشین گوئی سے ظاہر ہے (وہ تجہین سے ایک پتہر بہی عمارت بنانے کے لیئے نہ لینگے اور نہ کسی تعمیر یا ایجاد مکان کی غرض تجہین سے کوئی اینٹ لیجائے گی بلکہ تو ہمیشہ کے واسطے پامال اور ویران اور برباد ہو [illegible]ے گی اِسطرح رب الافواج ارشاد فرماتا ہے) بیرنمرود - بتخانہ بعل شاہی ایوانوں اور دیگر امرا کی عمارتوں میں جسقدر پتہر لگے ہوے ہیں انکا مصالحہ بوجہ اِس عام سوز آگ کے محیط ہوجانے کے اِسقدر سخت ہوگیا ہے کہ اِس سے کوئی شے کسی دوسری عمارت کی تعمیر کے واسطے علیحدہ نہیں ہوسکتی ہے ایک مورخ لکہتا ہے کہ آگ سے جسقدر بربادی اِس مقام کی ہوئی ہے اِسکے علاوہ وہ حصہ شہر جہان آگ کا اثر نہیں پہنچا ہے اِسکی مٹی مین ایک نہایت لاعلاج نقصان پیدا ہوگیا ہے کیونکہ ملبے اور راکہہ یا مٹی کا سخت ڈہیر جو تمام احاطہ شہر بابل قدیم کی وسعت کو اپنے دامنوں میں چہپائے ہوئے ہے اور جو مختلف اور متعدد ٹیلوں اور وسیع اور ہموار ٹیکروں کی صورت میں کسی سیاح کے پیش نظر ہوتا ہے بوجہہ اتفاقی طور پر بمقدار کثیر شورہ کے پیدا ہوجانے کے بالکل ناقابل زراعت ہے گو اِس سرزمین سے دو ثلث سے زیادہ شورہ کی آمیزش کے باعث زراعت کی قابلیت سلب ہوگئی ہے ۔ اور یہ ایک عجیب امر ہے کہ اہل اسلام کے عہد میں جبکہ اِسکی قدیمی حالت بالکل ویران اور پامالی اور برباد ہوگئی کوئی توجہہ بہی اسبابت نہیں کی گئی کہ یہاں مختلف فرقے آباد ہوکر زراعت کی ترقی اور کاروبار میں مصروف ہوں ابن عباس اور اُنکے علاوہ ترکی گورنمنٹ اور نیز ان دونوںکے درمیان اور مختلف خاندانوں کے حکمرانوں کی عہد میں اِس تمام قطعہ

ارض کی حالت ایسی ہی ویران اور ہیبتناک رہی ہے اور کوئی بھی ارادہ اسکے قدیم مکانوں کی تعمیر اور تجدید کا نہین کیا گیا۔

اہل کالدیا اور باشندگان بابل کا علم ہیئت

۹ صدی عیسوی کی بعد سے چند مسلمان علماء ہیئت نے اس امر کی کوشش کی تھی کہ اسکی خرابی اور کھنڈروں میں قدیمی رصدگاہ ہیئت داناں بابل کا کھوج لگائیں اور شاید انکو کسی حد تک کامیابی بھی ہوئی لیکن اس امر کا اندازہ کرنا دشوار ہے کہ اس تحقیقات سے انکی دائرہ علمی میں بحیثیت ترقی علم کسقدر فائدہ ہوا کیونکہ اکثر انکی کتابوں سے یہ امر ظاہر ہے کہ اُنہوں نے کوئی جدید تحقیقات اس علم کی بابت نہیں کی اور نہ صاف صاف علوم ہیئت کے رموز کو بیان کیا ہے بلکہ جہانتک انکی تحقیقات ہے وہ صرف متقدمین کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ اہل کالدیہ سے علم ہیئت کی بابت جسقدر نشان اور ضروری باتیں انکے آثار قدیمہ اور مدفونہ اشیا از علم ہیئت سے ملگئی تھیں انکا بہت بڑا حصہ ستارہ پرستوں صابئین کی اعتقاد ستارہ پرستی سے معمور ہیں اور جسقدر تقسیم ثوابت اور سیاروں کی تاثیرات کی بابت کتب علوم ستارہ شناسی اہل اسلام میں مدوّن ہے وہ سراسر مکالمات اور عجیب اعتقادات اہل بابل کا چشمہ ہے جو روحانیات سیارگان اور انکے تصرف کی بابت اس عالم ظاہر میں انکے اصول مذہب اور مسائل پرستش میں داخل تھے بہرحال اسمیں شک نہیں ہے کہ جو روایت اس قسم کی ہیں کہ جنسے کتب علوم ہیئت میں امور ستارہ پرستی اہل بابل کا نشان چلتا ہے وہ ایک عرصہ تک اہل اسلام کے بعض گروہوں میں مستند مان لی گئی تھے گو انکے ابتدائی قایلوں یعنے اہل کالدیہ کو شد و مد سے مادہ پرست یا ستارہ پرست کہا جاتا تھا۔ اور اسکے ساتھ ہی یہ امر بھی تھا کہ شریعت اسلام ایسے علوم کی تحصیل یا اسکے رموز تاثیرات پر اعتقاد رکھنے سے حد درجہ مانع نظر آتی ہے اور جبکہ ایک عام حالت سے صابئین کی اس حصہ علم ہیئت پر نظر کیجائے جسے مسلمان منجمین اپنی عجیب الحکامات نجومی کا اندراج علیہ گردانتے ہیں تو یہ خیال پیش نظر ہوتا ہے کہ اُنہوں نے باوجود اپنے مذہبی تخالف اور ممانعت کے اہل کالدیہ کے قدم بقدم کسطرح ستاروں کی روحانیات کی تالیف قلوب اور وجود کو یقینی سمجھ لیا تھا اور نیز انکو یہ یقین کامل ہو گیا تھا کہ یہ روحانیات تمام کائنات میں ہر قسم کے تصرفات کے لیئے خود مختار ہیں اور اسلیئے ایک محقق ان کتب کو بہت کم مفید اور قابل اعتبار

سمجھ سکتا ہے گو اِسمیں بھی شک نہیں ہے کہ علم ہیئت کا بہت بڑا حصہ تحقیقات کی بابت گردش و تحقیق ستارگان اور انکے مقامات سیر و منازل کے ابتک نظام ہیئت مروجہ کے ابتدائی اصول میں داخل ہے۔

اہل کالدیا کو جسقدر اعتقاد اپنے منجمین کے اقوال پر تھا وہ ایک درجہ مذہبی اصول کے اعتبار سے ان خاد میں مذہب صابئین سے بڑھا ہوا تھا جو بل دبلیس کے مندر کے احاطہ میں نہایت احترام اور عزت و وقار کے مقیم رہنے سے تمام ساکنین ملک کے سرغنہ مذہبی سمجھے جاتے تھے۔ چاند سورج اور انکے علاوہ اور بھی مختلف سیاروں کی پرستش کے ہفتہ میں خاص خاص دن مقرر تھے اور ان دنوں میں اوقات معینہ پر اِن ستاروں کی پرستش بڑی راسخ الاعتقادی اور کمال خلوص اور شد و مد سے ہوتی تھی جنمیں ایک بڑے حصہ مراسم پرستش کے ادا کرنے اور بجالانے کے واسطے انکی نجومیوں کی موجودگی لازمی سمجھی جاتی تھی اور اِسکے ساتھ ہی انکے اِس قسم کی خدمات کا انکو اہل شہر خاطر خواہ معاوضہ دیا کرتے تھے۔

زحل اور مریخ کی پوجا مصائب اور تکالیف اور طرح طرح کی بیماریوں اور دشمن کے دفعیہ یا فتح و غلبہ کے حصول کے واسطے کیجاتی تھی۔ اور جو لوگ رقص و سرود کا پیشہ کرتے تھے وہ ستارہ زہرہ کو اپنا رب النوع یعنے اپنے پیشے کے قیام یا ترقی پیشۂ مذکور کا محافظ سمجھتے تھے اور خاص جمعہ کے دن ان لوگوں میں اس ستارہ کے بڑے اہتمام اور توجہ سے پرستش ہوتی تھی اور طالبین علوم ستارۂ عطارد کو اپنی کامل ترقی علوم کے لیے صرف وسیلہ ہی نہیں بلکہ ایک درجہ تک معبود سمجھتے تھے۔ دوائر معدل النہار وغیرہ اور منطقة البروج کے سیاروں کی تحقیقات اگرچہ اہل اسیریا اور کلدانیوں اور اہل بابل نے نہایت سرگرمی سے کی تھی مگر اِسکے ساتھ ہی انکا اصل منشا اِس تحقیق سے یہ تھا کہ علاوہ معلوم سیاروں کے اِن اور ستاروں کی ماہیت سے واقف ہوں جو نظام عالم میں ہر قسم کے خیر و شر سے تعلق رکھتے ہیں اور اسبابت کہ ہر ایک سیارہ سے کس قسم کے فائدہ یا تعلقات انتظام کائنات میں لابدی ہیں انھوں نے عجیب عجیب اصول اور قواعد اپنے مقلدین اور شاگردوں اور معتقدین کے واسطے اختراع کیے تھے اور جو ابتک بھی اِن کتابوں میں کسیقدر موجود ہیں جو تصرفات اور اختیارات روحانیات ستارگان کی نسبت ایک خاص تحقیقات کی حیثیت سے اِن منجمین نے جنہوں نے اہل کالدیا کی تقلید اِس فن میں ضروری سمجھی تھی کتب اہل کالدیا سے استخراج کیے تھے۔ بہر حال یہ ضرور ہے

کہ جسطرح تمام اہل کالدیا دنیا کے مختلف اشیا کی پرستش کرتے تھے اسقدر سیاروں اور بیشمار ستاروں کی پرستش اور انکی روحانیات سے امداد چاہنا انکے اصول مذہب مین داخل تہا۔ ایک نہایت ہی تاریک دل بہی اگر اہل کالدیا کے اِس ستارہ پرستی اور عام مادہ پرستی کے نہایت لغو اور بیحد غلط اصول پر غور و فکر کریگا اور یہ اندازہ کریگا کہ اُنہوں نے کیسی نہایت ہی تاریک پیمانۂ زندگی مذہب کو قابل اعتبار سمجہا تہا تو وہ یقین کرسکیگا اور یہ امر معلوم کرلیگا کہ مذکورہ عظیم المقدار گروہ انسانی فیضان قادر و خالق حقیقی کے حصول اور استفادہ سے کسقدر محروم اور بے بہرہ تہا اور اِس عجیب الفطرت طبقہ انسان نے اپنی نفسانی جذبات اور شیطانی اور ظلمانی تخیلات سے ایک قادر مطلق خدا کی پرستش کو اسدرجہ فراموش بلکہ بے وجود محض یقین کرلیا تہا کہ جسکی مثال اور نظیر اسقدر بیشمار صدیوں میں بہی جبکہ بابل آباد تہا اور اب کہ اسکا نام و نشان بہی نہین ہے ان بُت پرستوں کے اصول مذہب میں بہی یہ مشکل مل سکیگی وہ دنیا کی ہر ایک شے کو سراسر جو ذرا بہی عجیب یا خارق عادت یا خلاف عقل ہوتے تھے اپنا معبود قرار دے لیتے تھے اور اِس سے مشکل کے وقت منتیں مانتے اور نذر نیاز چڑہاتے اور مرادین طلب کرتے تھے اور اسکے مخالف یا اسکے مقابلہ مین اِس اصلی خدائے اسرائیل و اسمعیل کی پرستش اور نیز اسکے ہستی کے یقین اور یقین کی ضرورت پر انکو اسقدر بہی توجہ نہ تہی کہ اسکی اصلیت کی تحقیقات کی جانب آمادہ ہوتے۔

اہل کالدیا کے بُت اور انکی پرستش کے طریقے

بیلس اور نمرود کی مورتوں کے علاوہ یا بخت نصر کے اِس ٹیلے کی قطع نظر جو اسنے پرستش کے واسطے بڑے اہتمام اور کثیر اخراجات اور محنت اور توجہ سے بنوایا تہا اہل کالدیا اصلی مذہب کی طرف سے ایسے بدنصیب تھے کہ بیشمار معبودوں کی پرستش کرتے تھے اور اِن شدید القلب کافروں نے انکے نام بہی عجیب عجیب مقرر کیے تھے بعض مورخین نے انکی تعداد کروڑوں میں بیان کی ہے۔ شہر بابل کے نہایت آباد مقامات میں نصف شیر اور نصف بکرے کی مورتین چہوٹے چہوٹے ہر گلی کوچے کے مندروں میں رکہی ہوی تہین جنہیں سیٹاٹر ہیں کہتے تھے اور اہل کالدیا کو یقین تہا کہ یہ بت انکی جزای معاملات اور روزمرہ کی ضروریات کی انصرام اور انتظام میں باطنی طور سے کامل اختیار رکہتے تھے (۲۲) جسے اکثر مورخین اور عالمان

قصص الاختتام مصریوں کا بڑا دیوتا قرار دیتے ہیں ایک تہوڑی حالت کے تبادلہ کے بعد اسکی نسبت یہ صاف یقین ہوسکتا ہے کہ وہ اہل کالدیا کا دیوتا تہا اور اسیطرح آدرسیس اور اوسیس کی نسبت بعض مورخین قدیم کی رائے ہے کہ چند باتوں کے مستثنے کردینے کے بعد وہ اہل بابل ہی کے دیوتا تہے۔ زندہ شیر کی بہی پرستش اہل بابل کرتے تہے اور علے ہذا بکروں اور سانڈ بیلوں کو بہی ایک درجہ تک کاروبار الوہیت میں وہ شریک سمجہتے تہے۔ اِن سب دیوتاؤں کی جدا جدا بیشمار مندر خاص شہر بابل میں بنے ہوئے تہے اور انکے اخراجات کے واسطے سلطنت سے ایک بہت بڑی رقم مقرر تہی اور اِس رقم کی علاوہ تمام شہر کے باشندے بیشمار چڑہاوا انپر چڑہاتے تہے اور اگر کوئی خونی مجرم بہاگ کر بعل (بیلیں) کے مندر میں روپوش ہوجاتا تہا تو اسکی گرفتاری یا قتل خود ایک جرم ہوجاتا تہا۔ اہل بابل کے ذکور کی نسبت عورتوں میں اِس بُت پرستی اور ذلیل اعتقادات کو اور زیادہ ترقی تہی وہ اِن تمام بتوں کے چہوٹی چہوٹی شکلیں نقشیں اپنے اطفال کے گلے میں ہر قسم کی بلاؤں اور خبیث اور بد روحوں کے تحفظ اور ہر طرح کی بیماریوں کی دفعیہ کی غرض سے تعویذ کے طور پر گلے میں ڈالدیتی تہیں اور کوئی گہر ایسا نہ تہا کہ جسمیں علاوہ ان معمولی مندروں کی دیوتاؤں کی شکلی یا لکڑی یا پتیل کی مورتیں اور ناہموار چہوٹے چہوٹے پتہر موجود نہ کیے جاتے ہوں۔ جو لوگ ادنے درجہ کے پیشہ ور تہے انکے دیوتا بہی ادنے درجہ کے تہے مگر یہہ ضرور تہا کہ ایک خاص نسبت کے ساتہ تمام اہل شہر جسمیں خاندان شاہی بہی شامل و داخل تہا ان بتوں کی تعظیم اور پرستش کرتا تہا جسطرح بعض موجود طبقات انسانی میں اسوقت بیماریونکی پوجا ہوتی تہی اِس زمانہ میں بہی انکو ایک روحانی مشکلکشا یا مصیبت رساں ہستی سمجہا جاتا تہا اور انکے منانے اور آدمیوں دور کم سے کم انکے خاص مقلدوں پر رحم کرنے کے لیئے مقررہ اوقات میں بڑے بڑے سامان اور تیوہار ہوتے تہے جنمیں شراب اور اکثر اور بہی اِس قسم کی ناپاک اشیا چڑہائی جاتی تہیں۔ ادنے درجہ کے اشخاص بہ نسبت تعلیم یافتہ یا متمول انسانوں کے اپنے دیوتاؤں کی پرستش میں بہت زیادہ مصروف رہتے تہے اور اپنے مواضع یا اِن قصبات متعلقہ میں جو گورنمنٹ بابل کے زیر حکومت تہے ہر ایک دیوتاؤں کے نام سے آغاز اور انجام کیا جاتا تہا۔ مشرکین قریش میں جسطرح بحیرہ اور سائبہ کا احترام ایک جزو مذہب سمجہا گیا تہا اہل اسیریا میں اسکا التزام بہی اسی طرح انکے دینی مسایل کے خاص ارکان میں داخل تہا۔ علاوہ گڑہی یا تراشی ہوئی مورتوں کے اہل بابل شراب اور توے کی بہی پرستش کرتے تہے اور جن

خاص زمانوں میں انکی پرستش ہوتی تہی وہ نمرود کے زمانہ سے مقرر ہوئی تہی دنیا کے کسی تاریک خیال قوم میں اسقدر ضعیف الاعتقادی کا وجود نہیں ملتا ہے جیساکہ اہل بابل کے ہر طبقہ کے لوگونمیں موجود تہا۔ وہ انسانی خون اور مادہ تولید انسان اور بیشمار درختوں کی بہی پرستش کرتے تہے۔ اور محض اس خیال سے کہ ان کو برکتیں اور دنیوی ثمرات زندگی خاطر خواہ حاصل ہوں اکثر کاروباری اشخاص ہر روز ان درختوں کا طواف کرتے تہے (قبل اسکے کہ کسی کام یا اپنی ضرورت کے انصرام کی جانب متوجہ ہوں) بہرحال یہ ایک عجیب حالت غور کرنے کے داسطے کسی مورخ کے پیش نظر ہوتی ہے کہ دنیا میں اہل بابل ہی ایسے ظالمین اور نہایت ہی خدا فراموش گروہ تہے جنکے برابر دنیا کی کسی مخلوق ذوالعقل نے مرکز حق سے انحراف نہیں کیا اور جنکی شدت اخفائے حق یا انکار حقوق اور وجود الٰہی کی انتہا نہ تہی اُنہوں نے ایک واجب الوجود اور خالق برحق اور خدائے یگانہ اور ایک ہستی مطلق کی پرستش کے مقابلہ میں یہ عجیب شعار اختیار کیا تہا کہ دنیا کی کوئی شے ایسی نہ تہی کہ جسکو اُنہوں نے اپنا حلال مشکلات اور معبود اور الٰہ نہ قرار دیا ہو۔ افسوس یہ کسقدر عناد اور عداوت اور نفس پرستی اور خیالات کی تاریکی اور کسدرجہ کی ضد امر حق سے دور رہنے کے لیے تہی جو اہل بابل کے قلوب میں شیطان نے انکی بیشمار نسلوں سے بطور خاص جزو کی شامل کردی تہی اور جنمیں ابتدا ہی سے وہ اس انسانی قدیم دشمن کی چالاکیوں اور دغابازیونکا شکار ہو گئی تہی اور انپر چار طرف سے اس عجیب ضد اور خود رائی کی گہٹا ایسی تاریکی سے چھا گئی تہی اور جو انکی نفسانی بخارات کی اجتماع ہی سے اُٹہی تہی کہ وہ اصلیت مذہب حق کو کسیطرح نہیں دیکھ سکتے تہے ہر درجہ اور طبقہ کے آدمیوں کا دیوتا جداگانہ تہا۔ بعض خاص بادشاہ اور امرائے سلطنت کا معبود قرار دیا گیا گو یہ امر بہی اسکے ساتھ ضروری تہا کہ بابل کے عام باشندے بہی اسکی عبادت فرض میں سمجہیں گویا تمام خورد و بزرگ اہل اسیریا کا یہ بُت بزرگ اور معبود اعظم سمجہا گیا تہا۔ اور اسیطرح ستارہ زہرہ سازندہ اور گانے بجانے والے اشخاص کا دیوتا تہا۔ مریخ کی پوجا اہل سیف کرتے تہے۔ اور علما اپنی حاجات اور مشکلات کو روحانیت عطارد سے درخواست کرتے تہے اور انکے علاوہ کاشتکاروں اور گو ں کے دیوتا علیحدہ تہے جنکی پرستش میں دودہ پانی اور نہایت ادنے درجہ کی شراب کا زیادہ صرف ہوتا تہا یہ کہیں ذکر ہو چکا ہے کہ سنگی اور چوبی مورتوں یا پیتل اور سونے چاندی کی تمثالوں اور بتوں اور سیاروں سے قطع نظر اہل اسیریا مردہ اشخاص کی ارواح کی بہی پرستش کرتے تہے اور انکو دیوتاؤں کا خاص رفیق اور بعض حالتوں میں انکو بہی دیوتا سمجہتے تہے

اور انسے خاص اعتقاد رکھتے تھے اور انکی مہربان اور مانونس کرنے کے واسطے خاص خاص طریقے اُنہوں نے اختراع کیے تھے جنکی نسبت عجیب طور سے مورخین نے اہل کالدیا کے کتب یا آثار قدیمہ سے تمام حالات مذکورہ کا اقتباس کیا ہے اور نہایت تفصیل سے اکثر ایسے اشخاص نے ان حالات کو اپنے مقلدوں میں شایع کر دیا ہے جو عمل اسپرچیو ملزم (حاضری روحانیات) کے مشاق یا ماہر و قائل ہیں مگر کوئی قوی ثبوت اسبات کا ان ناقلین کی روایات میں نہیں پایا جاتا ہے کہ دراصل یہ روحانیات اپنی ہستی سے انسانی نفع و نقصان پر اسیطرح قادر نہیں جسطرح اہل بابل کا انکی نسبت اعتقاد تھا۔

اہل بابل کی سحر و ساحری اور عاملین

اگر ایک مسلسل حالت اعتقادات اہل بابل کا اندازہ کیا جائے تو جو قاعدہ اکثر مشرقی اقوام کی بابت گنڈہ تعویذ اور فال بینی کا رائج ہے وہ انہی کی عجیب اور نہایت حیرت انگیز اعتقادات کا خلاصہ معلوم ہوگا شہر بابل میں سحر و ساحری پر جسقدر اعتقاد کی شدت تھی اسکے ثبوت کے واسطے اگرچہ عام مورخین کو بہت کم توجہ ہوی ہے مگر یہ ضرور ہے کہ جن لوگوں نے باشندگان بابل کی مفصل تاریخ لکھی ہے اُنہوں نے مذکورہ باشندوں کے اس قسم کے حالات کو قلم انداز نہیں کیا ہے اور گو قراین عقلی سے یہ امر یقین ہوتا ہے کہ ایسی شدت جو مورخین سابق نے سحر و ساحری کی اہل بابل کی نسبت بیان کی ہے انمیں نہو لیکن یہ ضرور ہے کہ اسکا رواج اس تمام طبقہ انسان میں یقینی تھا ایک موّرخ لکھتا ہے کہ اہل کالدیا میں مردوں کے علاوہ بشمار عورتین سحر کے حصول کے لیئے طرح طرح کے ناشایستہ افعال میں مصروف رہتی تھیں کیونکہ ایسے افعال کے بغیر انکے نزدیک جادو میں کمال نہیں حاصل ہو سکتا تھا۔

یہ عورتین امورات و حالات غیب کے جاننے کی مدعی تھیں اور یہ نسبت ذکور کے انکے واسطے یہ ایک خصوصیت تھی کہ ایسے عجیب امور انسان کی نگاہ کے سامنے پیش کر دین جو بالکل فطرت کے اصول مسلمہ کے خلاف ہوں اور گو مورخین قدیم نے انکے اس عام طریقہ تعلیم کو مضحکہ میں اڑایا ہے مگر اسمیں شک نہیں ہے کہ اس علم کا وجود نہایت دلچسپی کے ساتھ اہل بابل میں یقینی سمجھا جاتا تھا۔ اور اس علم کی قدر ان لوگوں میں اسقدر تھی کہ شہر کا ہر ایک باشندہ کسی نہ کسی قدر اس میں مہارت رکھتا تھا اور اسکو اپنی حاجات اور مشکلات کے رفع کرنے کا عظمترین وسیلہ اور ذریعہ جانتا تھا ہزارہا منتر سیاروں کی روحانیات سے استمداد کے لیئے اختراع کریے گئے تھے اور ایک عجیب اور خاص

رسم الخط اِس کام کے واسطے ایجاد ہوا تھا جسکے ذریعہ وہ ارواح کو اپنے انصرام امور کے واسطے آباد کرنیکا دعوے کرتے تھے گویا یہ خط ارواح سیارگان وغیرہ سے خط وکتابت کا خاص ذریعہ تھا اور جسے شاید خط مرموزہ کہتے تھے بعض مورخین اسلام نے جو ندہبًا نہایت سرگرم محقق معلوم ہوتے ہیں اس بات پر شاید پورا اعتماد اور یقین کرلیا ہے کہ تمام کالدیا کے باشندے سحر و ساحری سے واقف تھے اور نمرود کے زمانہ سے اِس فن کا انمیں بڑی شد و مد سے رواج تھا انمیں سے دو ایک مورخین کا یہ بھی خیال ہے کہ نمرود کی مذکورہ شوکت اور اُسکا غرور اور نیز اہل بابل کے باشندونکی خدائے قدیر کی ہستی سے غفلت یا ... صرف اِس ... جادو کے رواج کے باعث تھا۔ مسمریزم جو آجکل کے دنیا کے اکثر تعلیم یافتہ حصوں میں ایک ضروری اور یقینی علم مان لیا گیا ہے اُنکے اِس علم کی ایک مختصر شاخ تھی جسکے ذریعہ وہ تمام عالم کی قوتوں کو اپنے قابو اور اختیار میں کرلینے کے مدعی تھے اور علے ہذاالقیاس تصفیہ خیال اور تخلیہ روح میں انکی مہارت کا بیان اِسطرح کیا گیا ہے کہ اکثر اِس علم کے عالم اُن حالات کو نہایت صاف طور سے بیان کردیتے تھے جو انکے مسکونہ مقامات سے دور و دراز فاصلوں پر ظہور پذیر ہوتے تھے چلہ کشی اور ریاضت اُن لوگوں کے واسطے خاص تھی جو اِس فن میں کوئی قوت یا کمال حاصل کرنا چاہتے تھے جسکا ماحصل زیادہ تر یہ ہوتا تھا کہ بے حد محنت سے انکی قوائے باطن اِن مقامات کو طے کرسکتے ہیں جسے عالم جسمانیات میں موجودہ جسم سے عبور کرنا محال ہے۔ نشانہ میں اور رمل کا قاعدہ بھی بخت نصر کی عہد حکومت سے اِس قوم میں رائج ہونا شروع ہوگیا تھا۔ ایک مؤرخ لکھتا ہے کہ دانیال علیہ السلام کے نصایح اور ہدایات کے مجموعہ میں اِس علم کا بھی کوئی حصہ شامل تھا جو بتدریج اُن لوگوں سے جو حضرت دانیال کے معتقد تھے یا انکے ہم خیال تھے سلسلہ وار اہل کالدیا میں پھیلگیا تھا اور اِسکے علاوہ اور بھی بہت سے ایسے قاعدے اور طریقے اِس فن میں اہل بابل نے شامل کرلیے تھے جو انکی انتہائے معتقدات میں داخل سمجھے جاتے تھے اکثر یہ اعتقاد عام طور سے پھیلا ہوا تھا کہ نیک و بد روحیں ان عاملوں کے مطیع و فرمان ہیں اور انکی ذریعہ وہ مخلوق کو نفع و نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ بتونکی معمولی پرستش اگرچہ اُنکے مذہب کا جزو لازمی تھی مگر اِسکے ساتھ ہی طرح طرح کے منتر اور تعویذ ایسے خاص کرلیے گئے تھے کہ جو مشکلات اور حاجات کے وقت خاص طریقوں سے پڑھے جاتے اور اِنکی تاثیرات پر اہل بابل کا کامل اعتقاد تھا۔ بیلس کا مندر زیادہ تر اور اِسکے علاوہ اور بھی اکثر دیوتاؤں کے بتخانے اور ویران مقامات میں اُن لوگونکا قیام اور ہجوم دیکھا جاتا تھا جو منتروں کی جاپ اور سحر و ساحری کی تکمیل میں ہمہ تن مصروف

رہتے تھے اور جنکی زندگی کا ماحصل بالکل اسقدر ہوتا تھا کہ انکے اختیار میں ایسی قوتیں آجائیں دنیا میں عجائبات اور خوارق عادات کے دکھانے سے اُن کا ایک خاص درجہ اِس تمام بدترین مجموعۂ انسانی میں قرار پا جائے۔ مگر جب ہم آخر انکی اِس غفلت پر خیال کرتے ہیں اور نیز اس اندازہ میں مصروف ہوتے ہیں کہ یہ بدکار مخلوق خدائے حقیقی سے ناواقف اور ایک ہستی قادر مطلق کے منکر تھی تو یہ بات صاف طور سے ذہن نشین ہوتی ہے کہ انکی جسقدر مذہبی زندگی تھی وہ نہایت نفرتناک اور بالکل بے نتیجہ اور سراسر مذموم تھی اور اِسکے ہمراہ انکے اعتقادات نے انکو ایسا مدہوش اور ضلالت اور بے خبری اصل کار کے غار میں دھکیل دیا تھا اور اسکا علاج سوائے اِسکے اور کچھ بھی نہ تھا کہ انکی تباہی اور بربادی اور پامالی کے واسطے پیشگاہ رب الافواج سے انبیاء عالیمقام کی معرفت وعید یا خبر نازل ہو اور اہل بابل اسطرح نہایت ذلیل اور حقیر ہو کر برباد اور تباہ کر دیے جائیں کہ انکی نظیر دنیا کی مخلوقات کے لیئے ایک خاص عبرت کا باعث قرار دیجائے اور آخر یہی ہوا کہ انکی چند روزہ زندگی کو انکے غرور اور نہایت ہی غلط اصول مذہب نے صفحہ دہر سے بالکل معدوم کر دیا اور تمام سرزمین بابل میں نہ ایک بت کا نشان رہا اور نہ انکے سحر و ساحری کا پتہ نظر آتا ہے گویا انکی تمام سرزمین جسمیں اِس کفر اور مادہ پرستی اور ضلالت کی گھٹا برس رہی تھی آتش قہر و غضب سے برباد کر دیگئی اور نہ صرف اِسی پر اکتفا کیا گیا بلکہ اس تمام شہر کی آثار عمارت کو بھی آتش قہر ربانی نے جلا کر خاک کر دیا اور جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے آگ نے انکے تعمیرات اور اِسکے مصالحہ کو ایسا سنگلاخ بنا دیا ہے کہ وہ عمارت سے نہ تو بہ آسانی علیحدہ ہو سکتا ہے اور نہ علیحدہ ہونے پر کسیطرح انسانی مصرف میں آسکتا ہے۔

مسٹر رچ لکھتے ہیں کہ اسوقت اِس مصالحہ کی کرختگی کی یہ حالت ہے کہ کسی طرح علمی قاعدہ سے مصالحہ مذکور کو علیحدہ کر کے کوئی تعمیر نہیں کیجاسکتی ہے درحقیقت وہ مصالحہ ذرا بھی اس قابل نہیں رہا کہ تعمیرات کے کام آسکے انکی اینٹیں اس آگ کی حرارت کے اثر سے اسقدر باہم پیوست ہو گئی ہیں کہ مسٹر رچ کی رائے میں مصالحہ سے انکا علیحدہ کر لینا ایک نہایت امر محال ہے اور مسٹر نگمان بھی اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہیں کہ یہ مصالحہ اور اینٹیں عمارت مذکور کی آگ کے باعث اسقدر وصل ہو گئی ہیں کہ انکا جدا کر لینا کسی خاص علمی قاعدہ سے بھی ناممکن ہے۔

مسٹر بکنگھم نے اپنے سفرنامہ میں جہاں شہر پناہ بابل کی دیواروں کی معدومی اور شہر نمرود کیحالت

کا ذکر کیا ہے تو اس عمارت کے مصالحہ کی نسبت یہ رائے ظاہر کی ہے کہ جلی ہوئی اینٹیں جو مجوالہ اور قصر نمرود اور شہر نمرود میں عام طور سے اپنی لیسدار (لزج) مصالحہ کی بدولت اسقدر وصل ہیں کہ بہ نسبت دیوار شہر پناہ کے مصالحہ اور سامان تعمیرات کے انکا توڑ کر نکال لینا نہایت مشکل ہے گو یہ بھی ظاہر ہے کہ ان ٹیلوں سے جو دریائے فرات کے مشرقی جانب ہیں اکثر اینٹیں نکالی گئی ہیں بلکہ انہیں سے مصالحہ کی بھی ایک بڑی مقدار جسمیں چونا وغیرہ مخلوط ہے دیسی باشندوں نے نکالی تھی۔

بہر حال اس گنبد کے گرد کوئی اینٹ ایسی نہیں ہے کہ جو مصالحہ سے علیحدہ یا صاف ہو۔ دراصل جبکہ خاص شہر بابل کی نسبت یہ کہا گیا تھا کہ وہ برباد ہوگا اور اسمیں کچھ بھی باقی نہ رہیگا اور وہ ایک جلے ہوئے پہاڑ کا منظر بنجائے گا اسوقت ایک ڈھیر کھنڈروں کا اس قسم کا موجود ہے جو ایک شہر عظیم الشان کی تعمیر کے واسطے کافی ہے مگر یہ ایک حیرتناک امر ہے کہ اسمیں سے کوئی انسان اسکا ایک پتھر بھی اپنی کسی عمارت کی بنیاد قایم کرنے کے واسطے نہیں لیتا ہے عام مورخین کی رائے ہے کہ شہر نمرود اور بیلیس کے مندر کی جسقدر عمارت کے نشان اسوقت موجود ہیں وہ زیادہ تر اسوجہ ایک تاریخی منظر سمجھی جا سکتی ہیں کہ دنیا میں انکے سوائے کوئی اور مقام اس قسم کا نہیں جسے آگ نے جلا کر اس عبرتناک حالت پر پہنچا دیا ہو۔ بظاہر ایسا ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام وسیع عمارت جسوقت اسمیں آگ اپنا اثر کر چکی ہے۔ آتش زدگی کے صدمہ سے بچانے کی کوئی کوشش بھی نہیں کی گئی۔ یہ خیال ہو سکتا ہے کہ اگر کوئی کوشش کی بھی گئی ہے تو وہ صرف اسوقت جبکہ اسکے اندرونی حصہ کی صورت بالکل خاک سیاہ ہو گئی ہو گی کیونکہ جسقدر حصہ برباد شدہ ہمارے پیش نظر ہے۔ اسمیں سے بیلیس کی اندرونی عمارت پر بہت زیادہ اثر آگ کا معلوم ہوتا ہے شہر نمرود کی صورت سے آجکل کی عمارتیں بالکل جداگانہ ہیں اور اگر کیسا ہی غور کیا جائے یا ان روایات پر نظر ڈالی جائے جو انکی وجہ تعمیر کی بابت بیان ہوئی ہیں یہ بات صحیح طور سے دریافت ہونا مشکل ہے کہ نمرود نے خاص اس مقام کو کس غرض سے بنایا تھا جو لوگ اسے کوئی بتخانہ قدیم خیال کرتے ہیں وہ اسبات پر بہت کم ملتفت ہوئے ہیں کہ خاص اسیر نمرود میں سے کوئی پتہ بت پرستانہ مصالح کا نہیں ملتا ہے بہر حال یہ امر کسی قدر یقین کے قابل ہے کہ یہ مقام ابتداً عشرتخانہ نمرود تھا اور یا یہ وہ کوئی مقام تھا جہاں سے حضرت ابراہیم کی ایذا رسانی پر نمرود اور اسکے سرداروں نے بڑی کافرطتی اور قساوت قلبی سے کمر باندھ لی تھی

ابتدا کی گئی تھی - گویا یہ وہ مکان تھا کہ نمرود نے حضرت ابراہیم کو ایذا رسانی کے واسطے اُنکو ایک خاص جگہہ مقرر کر دیا تھا - مگر اسکا بہت سا حصہ بخت نصر کی عہد حکومت میں منہدم ہوگیا اور بعض مورخین کی رائے میں یہ عمارت اسقدر وسیع رقبہ پر بنائی گئی تھی کہ جسنے تمام بلیس کا تبخانہ نہایت اہتمام سے تعمیر کیا تھا اور اسپر کبھی اسکی بہت سی اراضی افتادہ رہگئی تھی - مگر یہ ایک عجیب امر ہے کہ اسکی آتش زدگی کا نشان جسقدر ایک سیاح کو نظر آتا ہے بمقابلہ بلیس کے مندر کے بہت خفیف ہے - بہر حال اس آتش عالم افروز کی پورے طور سے موثر ہو جانے اور بسبب زمانہ ہائے دراز گذر جانے کے بعل کے مندر کے موجودہ سامان میں سے جسپر قہر الٰہی نازل ہو چکا ہے نہ اس حصہ میں سے جسے آگ نے جلا دیا ہے اور نہ اندرونی حصہ سے کوئی قطعہ اپنے کام میں لا سکتا ہے اور نہ آجتک کسی انسان نے اسکے مصالحہ سے کوئی عمارت اسوقت تک بنائی - بابل کا گنبد بعل کے مندر کے بعد گویا پہلی شہادت انسانی انتشار اور تفرقہ کی بات ہے وہ عجیب صنعتکاری انسان یعنے گنبد مذکور حال کی نسلوں کی سامنے اسبات کی گواہی دے رہا ہے کہ اسکی موجودہ حالت اسیلئے ہے کہ وہ ہمیشہ پامال اور برباد رہیگا -

اس تمام عبرتناک منظر بربادی میں تمام عمارات شہر کے کھنڈروں کا ایک عظیم ترین مجموعہ ابتداً کسی ناظر سیاح کے پیش نظر ہوتا ہے جو ہیبتناک وسعت کے ساتھ بہت دور تک سرزمین بابل کو گھیرے ہوے ہے - یہ سب کھنڈر جو بالکل ناقابل ضرورت اور ایک سخت اندوہناک تصویر کا ایک عجیب خاکا ہیں جو نہایت عبرتناک طور سے انسان کی نگاہ کے سامنے آتے ہیں گویا یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی پہاڑ پر سے ایک بڑی عمارت کو دور تک بلند کر سطح زمین پر اوندھا دیا گیا ہے مذکورہ کھنڈرات اپنی اطراف کے پست و بلند ٹیکروں اور متحجر ٹیلوں کے ساتھ کسی جگہہ مٹی کے انبار کی صورت میں اور کہیں اپنی قدیمی بنیادوں کی ساتھ سلسلہ وار پھیلے ہوے ہیں اور اگرچہ بیشمار صدیاں ابتک گذر چکی ہیں اور نامعلوم نسلونکا سلسلہ گذرتا چلا جاتا ہے بالخصوص بنی عباس کے عہد فرمانروائی سے بہ انتشار آتش زدہ عمارت کے اس تمام مجموعہ بربادی یعنے عام آبادی بابل کے قریب معدومی کھنڈروں میں سے بغیر کسی قسم کے روک ٹوک بیشمار اینٹیں اور مصالحہ نکالکر دیسی باشندے لیگئے ہیں تاہم یہ امر گذشتہ مورخین کے سفرناموں سے ظاہر ہے کہ انمیں اسقدر سامان عمارت موجود ہے اور اتنا ذخیرہ چونہ اینٹ پتھر ان اور مختلف سامان تعمیر کا ان سنگستانی ٹیکروں اور پست و بلند مٹی کے ٹیلوں میں مدفون ہیں کہ اگر ضرورت ہو تو ایک

عظیم الشان اور وسیع الرقبہ شہر کی تعمیر اور ترمیم کے واسطے بخوبی کافی ہوجائے گا۔

محلات شاہی اور میروڈیچ کی بربادی

ناظرین کتاب ہذا تمام سرزمین بابل کے آثار قدیمہ کے حالات میں سے جسکو بغور پڑھ سکتے ہیں وہ میروڈیچ کے اصلی حالات ہیں کیونکہ انکی بابت قدیم مورخین نے کوئی اس قسم کی تحقیق اپنی کتابوں میں نہیں لکھی ہے جسپر ذرہ یقین کامل اطمینان ہوسکے بہرحال ان تمام تواریخ کا لب لباب یہ ہے کہ میروڈیچ اصل میں کسی عمارت کا نام نہیں تھا بلکہ یہ لفظ بابل کے کسی خاص اوصاف رکھنے والوں بادشاہوں یا شہزادوں کے خطاب یا لقب کے معنوں میں مستعمل ہوگیا تھا انکا حال توریت مقدس میں بھی اختصاراً موجود ہے اس قسم کے خطاب رکھنے والوں کی تعداد سیکڑوں میں محدود ہے یہاں صرف دو شاہزادوں کی مختصر کیفیت لکھی جاتی ہے جو اس نام کے قابل سمجھے گئے تھے یا جنکو یہ خطاب سلطنت ملک کی طرف سے ملگیا تھا انمیں سے ایک میروڈیچ بلاڈان کے نام سے مشہور ہوگیا تھا یہ شاہ بابل کا فرزند تھا۔ اس شاہزادہ کی دست اختیار میں سلطنت کے اکثر انتظامی صیغے تھے اور ملک کے بہت سے کاروبار کا انجام دینا اسکی تفویض تھا۔ اور دوسرا میروڈیچ اس سے پہلے گذرا ہے یہ اہل بابل میں شیطان میروڈیچ کے لقب سے مشہور تھا ان قرائن سے جو انکی خدمات کی نہایت قابل قدر نتیجوں سے تعلق رکھتی ہیں اس لفظ کے معنے محسن سلطنت کے ثابت ہوتے ہیں۔ بہرحال شیطان میروڈیچ حضرت یرمیا پیغمبر کے زمانہ میں پیدا ہوا تھا اور عرصہ تک انکے بعد بھی زندہ رہا تھا۔ بعل کے مندر کی تعمیر بعض مورخین کے نزدیک میروڈیچ اول کے اہتمام سے ہوئی تھی اور بعض مورخ یہ بھی کہتے ہیں کہ بیل پرستش بھی اسی بادشاہ نے اول اول اختیار کی تھی ان دونوں کی اکثر تعمیرات اور مکانات اور بھی شہر بابل میں موجود ہیں جنکا پورا سلسلہ میروڈیچ ہی کے نام سے اہل بابل میں پکارا جاتا تھا اس تمام سلسلہ تعمیرات مذکورہ میں اس شہزادہ یعنے شیطان میروڈیچ کا خاص بود و باش کا محل ایک زمانہ اسکی اجازت کے بموجب حضرت ارمیا پیغمبر کا قیامگاہ تھا گو یہ بات ان تواریخ سے صاف طور سے نہیں ثابت ہوتی کہ ان پیغمبر عالیمقام کی خاص وجہ اس محل میں قیام کرنے کی کیا تھی۔ یہ بھی ایک تعجب کا امر ہے کہ ایسے جہان کفر یا ایک کفرستان عام میں یہ کسطرح ممکن ہوا کہ محل مذکور کا نام اس زمانہ میں پیغمبر کے محل کے نام سے مشہور ہوگیا تھا۔ یہ بھی یقین کیا گیا ہے کہ اس محل میں حضرت یرمیاہ کی عہد نبوت میں خدائے واحد کی پرستش ہوتی تھی اور جو لوگ نبیوں پر

ایمان رکھتے اور خدائے وحدہ لاشریک کے وجود کے قائل تھے وہ اکثر اس عظیم الشان ایوان میں فراہم رہتے تھے اور گو یہ نیک نہاد لوگ بت پرستان بابل اور کافرین کالدیا کے ہاتھہ سے نہایت شدید ایذا ئین اٹھاتی تھیں اور نہایت خدا ناشناس و کافر باشندگان اسیریا نے ظلم و سفاکی اور ایذارسانی کا کوئی دقیقہ نہ اٹھار کہا تہا مگر انکی خداپرستی اور اشاعت مذہب حق اور کتب سماوی کی تحریک مین کوئی فرق نہیں آتا تہا۔

بعض مورخین کے نزدیک ایک زمانہ میں ان خداپرستوں یا کتب سماوی کی قائلین کے اسقدر کثرت بابل میں ہو گئی تہی کہ خود بادشاہ اور حکام سلطنت بابل انکی قوت۔ اور حالت مقبولیت عام سے گہبرا گئے تہے اور اس مسلسل اندیشے اور خوف سے ان خداپرستوں کے واسطے یہ انجام ہوا کہ تہوڑے عرصہ کے بعد ان ظالم بابلیوں نے اس خاص محل میں اکثر انبیاء بنی اسرائیل کو شہید کیا اور بے انتہا خداپرستوں کا خون بہایا اور انکی زندگی اور انکی نسلیں ہمیشہ کے واسطے کثیر تعداد میں تلف کردیں اور کچھ زمانہ کے بعد پہر یہ مقام بھی بیلس کے مندر کے مقابل میں ایک مستقل پرستشگاہ کفار کالدیا کا ہو گیا۔ یہ ایک حسرتناک امر ہے کہ جس مقام کو ایک ایسے شخص نے جو نہایت سخت کریہہ لقب یعنے شیطان میروڈیخ کے نام سے مشہور کیا گیا ہے تعمیر کیا گیا اور اسمیں اسنے اپنی بود و باش اختیار کی تہی وہ ایک زبردست پیغمبر بنی اسرائیل حضرت یرمیا کی قیام اور نام سے ابتدائے زمانہ سے اور مشہور ہوا اور آخر تک مشہور رہا اور دوسرا بت پرستونکا معبد اسی کے قریب زمانہ سے قرار پایا جسنے صدہا بندگان الہی کو برباد کردیا ان دونو مکانوں کی بابت جو شاہی تعمیرات یا بادشاہونکی قیامگاہ کے واسطے بھی مختص تہی بوجہ انکے فطرتی کفر اور عجیب مکروہ ضلالت کے یہ یقین ہوسکتا ہے اور اسکے علاوہ کل شاہی مکانات کی نسبت یہ یقین کلیتہً پیدا ہوتا ہے کہ بوجہہ اس ظلم اور جبر کے جو بنی اسرائیل کے حال پر انکی بادشاہوں نے کیا تہا یہ مکانات قہر الہی کے واسطے زیادہ تر منتخب ہو گئے تہے بہر حال یہ بات ظاہر ہے کہ دوسرا مکان بھی جو ایول میروڈیخ یا شیطان میروڈیخ کا تعمیر کردہ تہا اور جسمین حضرت یرمیا کی بود و باش شاید کسی زمانہ تک ہونیکا بعض تواریخ سے جیساکہ ذکر ہو چکا ہے پتا ملتا ہے نہایت مستحکم اور ہر طرح سامان آرایش سے آراستہ اور دنیوی زیب و زینت سے معمور تہا بیحد سونا اسمیں صرف کیا گیا تہا انکی دیواریں طلائی پتروں اور چاندی اور جواہرات کے نصب ہونیسے اس امر کو انسانی نگاہ کے سامنے پیش کرتی تہیں کہ اہل بابل کی ثروت اور تمول اور انکی صناعی اور ہنرمندی جو آخر میں قہر الہی کے زیر فرمان گئی تہی اپنے عہد

میں لاثانی تھی مگر عنقریب یہ زیب وزینت بالکل بربادی سے تبدیل ہوگئی اور جہاں نازنینان کی پوشر اور غلامان زرین کمر کا جمگھٹا رہتا تھا وہ برباد ہوکر ایسا ویران ہوگیا کہ مورخین نے اِسکی اصل عمارت کا نشان ۱۳ صدی میں بالکل نہیں پایا تھا اور سوائے ملبے کے ڈہیر اور سنگستانی ٹھیکروں کے وہاں کچھ بھی نظر نہیں آتا تھا۔ اِسکے قریب ہی ایوان ماکلوب واقع تھا جسکی نسبت بیان ہے کہ نمرود اول کی نشستگاہ اور عیش منزل مدتوں تک یہ محل رہا تھا۔ اِس مکان کی وسعت اسقدر بیان کیجاتی ہے کہ جسقدر سیاح بابل کی خرابات اور کھنڈروں کی سیر وسیاحت کے واسطے گئے ہیں اُنھوں نے ماکلوب کو شہر بابل کے نہایت اعلے درجہ کی عمارات شاہی اور وسیع محلات شہنشاہان بابل میں شمار کیا ہے۔

بعض مورخین قدیم کی رائے ہے کہ محل مذکور عہد نمرود اول میں تمام عمارات شاہی سے زیادہ وسیع اور بارونق سمجھا جاتا تھا یہ محل بابل والوں کی نہایت آراستہ تبخانہ کی مساوی آراستہ اور مزین کیا گیا تھا اور خیال کیا جاتا ہے کہ کروڑوں روپیہ کا سامان اور نہایت بیش قیمت اسباب آرایش اِسمیں فراہم کیا گیا تھا۔

بعض مورخین قدیم اسبات پر حجت اور بحث کرتے ہیں کہ موجودہ سنگستانی ٹھیکرے اِن دونوں محلات مذکورہ سلطنت یعنے یا تو میر وڈیج یا ماکلوب کے ملبے یا کھنڈروں پر سلسلہ دار گذرنے اور عمارت منہدم ہوتی رہنے سے فراہم ہوگیا ہے مگر ہولناک اور عظیم الشان بربادی اور پامالی نے اسبات کی تمیز کو مشکل سے قایم رکھا ہے کہ اِن دونوں میں سے کونسا محل میر وڈیچ یا ماکلوب ہے کیونکہ انمیں سے ایک بالکل مسمار ومنہدم ہوکر پامال اور بے نام ونشان ہوگیا ہے اور دوسرا چند مقامات سے منہدم ہوکر پامال یا بے نشان اور معدوم ہوجانے کے قریب پہنچگیا ہے بابل کے یہ دونو ایوان رفیع البنیان سلطنت نہایت مستحکم اور مضبوط اصول اور اسلوب پر بنائے گئے تھے اور اِسمیں سب سے وسیع اور بڑے محل کی گرد تین دیواریں محیط تھیں اور جسوقت دفعۃً ڈیمی ٹریس نے شہر پر قبضہ کیا ہے اسنے نہایت قہر وغلبہ کے ساتھ اِن محلات شاہی میں سے ایک پر تسلط کرلیا اور اپنی خونخوار اور سفاک اور قیامت کی زبردست اور بیرحم فوج جسکی تعداد دس ہزار کی قریب تھی اِسمیں ٹہرائی تھی مگر دوسری محل پر وہ قابض نہوسکا تھا اِسکا سامان عمارت اور استحکام ہشتیں گوئی کے تین سو برس بعد تک اُسی حالت پر موجود تھا انمیں سے محل اعظم کی مضبوطی اور استحکام کی حالت چھوٹے محل کے مساوی تھی جسنے انہدام اور بربادی سے مدت دراز تک اپنے کو محفوظ اور مامون

رکہا تہا۔ اور گو مختلف یورشیں حملہ آوران ایران و یونان و بار تہیا والوں کی سلسلہ وار طور پر عرصہ دراز تک ہوتی رہیں مگر اِس محل کی صورت میں کوئی انقلاب عظیم نہیں ہوا تہا۔ اسوقت اِسکی جسقدر بلند دیواریں بنی ہوی تہیں اور جنمیں اس محل کی اصل خوبصورتی پوشیدہ تہی اسکے آثار بغیر کسی سیاح کی نظر سے بخوبی گذر سکتی ہیں اور ماکلوب کے قدم بقدم مع اپنے دیگر کمروں اور پیچیدہ اور دالانوں اور تفریح گاہوں کی انسان کو اپنی برباد شدہ حالت کا منظر دکہا رہے ہیں اور علے ہذا میرو ڈیح کا تمام بہی اسکی عمارت پامال شدہ اور بربادی یافتہ اور اِسکی آثار منہدمہ کے آنکھوں کے سامنے آنے کے وقت اچہی طرح کسی ناظر سیاح کو دریافت ہوجاتا ہے۔ محل ماکلوب کی آراستگی اور زیب و زینت اور وسعت اور عرض و طول کی نسبت اکثر مورخین نے اپنی قدیم کتابوں میں تفضیلاً تحقیقات لکہی ہے اِس محل کا احاطہ کہ اسوقت تک موجود ہے اور جو ستر ہویں صدی عیسوی میں بڑی احتیاط اور اہتمام سے پیمایش کیا گیا تہا تو اسکی مقدار ایک میل تک دریافت ہوئی ہے اور علے ہذا اسکی بلندی کی نسبت مورخین مذکور نے لکہا ہے کہ جب اِسکا اندازہ کیا گیا تو ایکسو چالیس فیٹ تک یہ بلندی تہی مگر موجودہ حالت میں اِسمیں کوئی بہی عمارت نہیں ہے وہ اسوقت ایک نہایت عبرتناک منظر اور ایک الم انگیز اور اندوہ خیز مٹی کا ایک انبار ہے اور یہانتک بربادی اور معدومی نے اسپر تصرف کیا ہے کہ اِسکی عمارت کی بابت یہ اندازہ اور تمیز مشکل سے ہوسکتی ہے کہ اس نہایت نفیس اور عالیشان محل میں کونسی تعمیر کس مقام پر واقع تہی اسکے کمروں۔ گذر گاہوں چہتوں اور دالانوں کا وجود جو مختلف اطراف ایوان مذکور میں واقع تہے اور اسکے علاوہ تعمیرات کا تمام سامان و مصالح ایک قدرتی شدید تحریک کی ذریعہ پامال اور برباد ہو رہا ہے اگر نظر تحقیق سے دیکہا جائے تو یہ تمام محل جو بالکل ایک کہنڈر یا ایک ہولناک کہیڑے کے مشابہ ہے وحشی درندوں کا مسکن اور مسکن ہے اور اسمیں بیشمار صدیوں سے طرح طرح کے حشرات الارض بود و باش رکہتے ہیں جنگلی جانوران برباد شدہ عمارتوں اور مکانوں میں چیختے اور چلاتے پہرتے ہیں اور بڑے بڑے موذی اژدہے جنکی غذا اکثر مجسم گائے اور بہیڑیں اور بکریاں ہوتی ہیں اور طرح طرح کے زہریلے سانپ اِن مقامات میں جو کسی زمانہ میں آراستگی اور زیب و زینت میں لاثانی اور عجیب محلات دنیا سمجہی جاتی تہی رینگتے اور قلابازیاں کہاتے نظر آتے ہیں اور بسبب مسلسل انقلاب تغیرات موسم کے اِن ٹیلوں کی حالت عجیب قسم کی ہوگئی ہے ہر طرف برسات کے باعث بڑی بڑی دڑاریں پڑگئی ہیں جو بطور نالوں اور چشموں کی صورت میں ایک دوسرے سے ملے ہوئے

یہ خیال کیا جاتا ہے کہ بارش کے ایک کثیر زمانہ تک اپنے وقت بے وقت ظہور پذیر ہونے کی باعث اِن دڈاڑوں میں وسعت پیدا ہو کر انکی صورت اِس قسم کی ہو گئی ہے جسنے عمارت کی اصل حالت باقیماندہ کو بالکل مسخ اور متبدل کر دیا ہے اِن تمام مٹی کے ٹیکروں اور اِن سنگستانی ٹیلوں اور پامال شدہ عمارت قدیم کی باقیماندہ آثار میں مختلف اطراف سے بعض اوقات انکی بعض مقامات میں آمد و رفت رہتی ہے اِن کھنڈروں کی اکثر اطراف میں بارش کی وجہ سے بڑے بڑے گڑھے پڑ گئے ہیں جو عجیب وحشت اور عسرت طاری ہونے سے ایک سیاح کے دِل و دماغ کو بیخود کر دیتے ہیں محل[۱] ماکلوب کے منظر پر اگر کسی سیاح کی نظر پڑتی ہے[۲] جسمیں مشہور یوسی فر شاہ بابل مع اِن لوگوں کے جو اُسکے دِلی رفیق اور نیز اپنے دیوتاؤں کی مورتوں کے ساتھ مقیم تھا اِن بتوں کا نام بھی دیگر بتوں کے نام سے جُداگانہ تھا مورخین قدیم نے اِس لفظ کا ترجمہ جو یوسی فر کے بتوں کے واسطے استعمال ہوتا تھا تیارگان الوہیت کیا ہے تو وہ اِنکی بنیاد ابتدائی اور نہایت حیرتناک زیب و زینت اور آرایش کا خیال اور اندازہ کر کے یہ سمجھ سکتا ہے کہ ایسے مستحکم عمارتیں اور ایسے وسیع اور رفیع البنیان ایوان جنمیں بحد آرایش اور سرسبزی اور خوشحالی کسی زمانہ میں سایہ گستر تھی اِسوقت صرف قہر الٰہی کے باعث کس عبرتناک حال میں ٹکڑے ٹکڑے اور ویران اور سنسان محل دکھائی دیتے ہیں اور اُنکے ملاحظہ سے جسقدر اندوہ اور فسردگی پیدا ہوتی ہے وہ ایسے ویران منظر کی یادگار اِنکی نگاہ میں مدت تک قایم رکھہ سکتی ہے

کپتان میگنان اِن منہدمہ عمارتوں اور برباد شدہ ایوانوں اور عبرتناک کھنڈروں کے کھلے ہوسے پتھروں اور اینٹوں اور اُنکے جلے ہوے مصالحہ کی حالت کو ذکر کرتے ہوے اپنے سفرنامہ میں لکھتا ہے کہ جب یہ مقامات اور اُنکے یہ حالات میری نظر سے گذرے تو مجھے بموجب فطرت انسانی اُس زمانہ کے تصور نے گھیر لیا جبکہ اِن مکانات کی دیواریں اپنی اصل حالت پر استادہ اور قایم تھیں اور جب کہ انکے کمرے اور برآمدے اور دالان طرح طرح کے آرایشوں اور زیب و زینت سے انسانی دِل و دماغ کو تفریح اور ایک عجیب مسرت بخش تھیں اور تیرہ وہ زمانہ کہ اِس عمارت کے دائرہ اور احاطہ میں اِسکی ساکنین اور مغرور باشندوں کی حاکمانہ صدائیں گونجتی نہیں جنھیں نہایت ہی

[۱] بعض مورخین ماکلوب ہی کو میجو لائب کہتے ہیں اِس عمارت کا مفصل حال سر رابرٹ پورٹر کے سفرنامہ فارس و سرزمین بابل میں موجود ہے [۲] تبخانہ بیلس اور عظیم الشان عمارات بابل کی نسبت زیادہ تر نمود اور شہرت اِس برباد شدہ منظر میں بیرنمرود پائی جاتی ہے جس سے یہ امر دریافت ہو سکتا ہے کہ نسبت اور عمارتوں اسکی استحکام کی کیا حالت تھی بکنگھم ٹریویس موخر

بیرحم دست مرگ نے پہلوے زمین میں مدت درازسے لوریاں دیکر سلا دیا ہے۔
وہ نشستگاہیں جو ایک زمانہ میں تمول اور دولت وجاہ کا مخزن تہیں اب بربادی اور پامالی اور تباہی کی نذر ہو رہی ہیں اور اسوقت وہ سبب خدائے برتر کے قہر وجلال کے اثر کا ایک نہایت ہی ہولناک اور عبرت انگیز منظر پیش نظر کر رہی ہیں وہ اب بالکل سنسان اور انسانی بود و باش اور اسکی تفریح کے سامانوں سے بالکل خالی ہیں اور جب اِن حالتو نپر غور کیا جاتا ہے تو توریت کی اس پیشین گوئی کی کامل تصدیق ہوتی ہے کہ تیری حشمت وشوکت قبرستانوں میں دفن ہو جائے گی اور تیری چنگ ورباب کے ترانے جھینگروں اور وحشی جانوروں کی آوازسے بدل جائینگے اور کیڑے مکوڑے تجہیں اپنا مسکن بنائینگے اور تیرے اندر اور باہر صرف کیڑے مکوڑوں کا دور دورہ ہوگا۔
مقام مجلایب کے اکثر مقامات میں بیشمار سوراخ اور گڑہے اسوقت دیکھے جاتے ہیں جنمیں سے بعض تو تغیرات موسم یعنے بارش اپنے مواقع پر صدیوں تک مسلسل جاری رہنے سے اِن عمارتوں میں پڑ گئے ہیں مگر اِسکے علاوہ بہت سے غار اور گڑہے یہاں کی حکومت حال کے زمانہ میں صرف خزانہ کی تلاش کے باعث اِس پامال شدہ جگہ پر اکثر مقامات میں صرف خزانہ کی تلاش اور تحقیقات ڈالدیئے گئے ہیں کیونکہ اکثر دیسی اشخاص نے یہ اطلاع اِس مقام کے حکام ملکی کو پہونچائی تہی کہ یہاں زمانہ قدیم کا نہایت عظیم الشان خزانہ مدفون اور محفوظ ہے لہذا اِس شبہ میں متعدد جگہونکو نہایت عمیق کہودا گیا ہے اور پہر اِسکو یہی صورت میں چھوڑ دیا گیا ہے بہرحال بظاہر اگرچہ یہ ٹیلے ایک سنگی سلسلہ ٹیکروں کے معلوم ہوتے ہیں لیکن درحقیقت اُنمیں ہزارہا سوراخ اور گڑہے زنبور کے چھتے کی طرح ہر طرف دیکھی جاتی ہیں مجلایب کے قریب اس مقام پر کہ جہاں تکروں معلق باغات دنیا کی دلفریبی کے لیے بنی ہوئی تہی اور جو محل شاہی کی دیواروں کے قریب واقع تہے کسی سیاح کی نظر سے جسقدر کہنڈر اور خرابے اور ویران مقامات گذرتے ہیں وہ اسقدر بے نام ونشان اور ویران اور بالکل مٹی کا ڈھیر نظر آتی ہیں کہ جسکے دیکھنے سے ہر شخص کو یہ خیال سرسری طور سے پیدا ہو سکتا ہے کہ بوجہ قریبی زمانہ کے کسی خاص وجہ کے انکی حالت اصلی عمدہ تقریبًا نیست ونابود کردی گئی ہے سب سے زیادہ جس وجہہ کو اِس عمارات کے مجموعہ کی حالت اصلی کے متبدل ہو جانے کی نسبت یقینی سمجھا جاتا ہے وہ مورخین عیسائی کے نزدیک دیسی باشندوں کا ایک عرصہ دراز تک یہاں سے انہیں کہود کر نکالنا ہے جو پچاس پچاس فیٹ تک زمین کو کہود کر یہاں سے یہ اینٹیں نکالتے رہے ہیں۔

بابل کے گلشن آویزاں یا معلق باغ

سرزمین بابل کے یہ نہایت دلفریب باغ دنیا کے عجیب ترین انسانی مصنوعات میں قرار دیئے گئے تھے اور انکی صنعت و ساخت اور انکی سرسبزی اور شادابی اور خوش فضائی اور دلفریبی کی نسبت مورخین قدیم نے اپنی تاریخوں میں نہایت تفصیل سے ذکر کیا ہے ہیروڈوٹس لکھتا ہے کہ جس پیمانے پر ان باغوں کو انسان کے پیش نظر رکھا گیا تھا وہ کچھ اس قسم کی پیچیدہ اور فن تعمیر کی باریک رموز سے مملو ہے انسانی فہم اسکو آسانی سے دریافت نہیں کرسکتا محل شاہی سے لیکر بیلس کے مندر کے متصل جسکا فاصلہ آٹھ میل کے قریب تھا ان باغوں کا سلسلہ قائم کیا گیا تھا۔ بعض کی رائے میں اس باغ کے درخت اس طرح لگائے تھے جنکی شاخیں نیچے کی طرف تھیں شاید یہ روایت صحیح نہو مگر اسمیں شک نہیں ہے کہ ان باغوں کی صنعکاری ایسی دلفریب تھی جو ایک طلسماتی نمونہ انسان کی نگاہوں کے سامنے پیش کرتی تھی

ایک مورخ لکھتا ہے کہ ان گلزاروں اور چمنوں کے سرسبز و شاداب اور آراستہ رکھنے کیواسطے ۴ ہزار باغبان ہمیشہ سلطنت کیطرف سے ملازم و مامور رہتے تھے بڑے بڑے پیلپایوں پر جنکا دور اور محیط پانسو گز سے کم نہ تھا اور جنکی دو ہزار سے زیادہ آہنی اسلیپر اور مختلف قسم کے مضبوط لکڑی کے ٹکڑے بچھاکر انپر مٹی ڈالی گئی تھی اور انکو اس خوبی کے ساتھ بنایا گیا تھا کہ درختوں اور چھوٹے بڑے پودوں کو اپنی اصلی نمود اور سرسبزی میں کوئی دقت نہیں واقع ہوتی تھی ان پیلپایوں اور متعدد برجوں کو قایم کرکے انمیں اس طرح مختلف درجے اور منظر بنائے گئے تھے جہاں خاص خاص اوقات میں سیر و تفریح اور نظارہ اور گلگشت کے واسطے ہزارہا آدمی زن و مرد آمد و رفت رکھتے تھے بالخصوص زوال آفتاب کے بعد سے آدمیوں کا ایک دریا ان باغوں کی تفریح اور سیر کی غرض سے دور تک لہراتا نظر آتا تھا جمیں بہ نسبت مردوں کے ہزارہا پری رخسار ہر طبقے اور درجے کی عورتیں زیادہ نظر آتی تھیں۔ درختوں کے نصب کرنے میں ایک عجیب صنعت اور کاریگری خرچ کیگئی تھی کہ پیلپایوں اور متعدد برجوں کے ذریعے ان کے سلسلے کو درجہ وار قایم کردیا گیا تھا۔

سٹرابو اپنے سفرنامے میں لکھتے ہیں کہ یہ معلق باغات نمرود نے ابتدا میں اپنی سیر و تفریح کے واسطے بنوائے تھے اور اسکی زمانہ میں انکی وسعت بہت زیادہ تھی ایک یونانی مورخ کی تحقیق میں ان برجوں اور پیلپایوں کا فاصلہ ایک برج سے دوسرے برج تک پانسو گز تھا اور اتنے فاصلے

ہیں باغ کا جسقدر حصہ ہوتا وہ دیگر قطعات سے زیادہ خوشنما اور اپنی سرسبزی اور طراوت میں لاثانی و دلفریبی رکھتا تھا۔ بعض کا خیال ہے کہ جس پیمانہ پر یہ باغ بنائے گئے تھے اگرچہ وہ برجوں اور گول پیلپایوں کے سہارے پر تعمیر ہوئے تھے تاہم بڑے بڑے آہنی شہتیروں کے ذریعہ ان درختوں کی نشو نما کی گئی تھی وسیع روشنیں جنمیں سونے اور چاندی کے ٹکڑے اور اکثر جواہرات کے ریزے بجائے سنگریزوں اور کنکریوں کے بچھادئے گئے تھے آفتاب کی روشنی یا رات کو چاندنی میں اپنی چمک سے عجیب بہار دیتے تھے۔ اِسکے وسط میں ایک نہایت پر تکلف ایوان اسی شان و شوکت اور طرز و طریقہ پر بنا ہوا تھا جسکی صناعی اور تعمیر کی خوبی بڑے اعلےٰ درجہ کی انجنیر اور ماہر فن تعمیر ہی تھیں سمجھ سکتے ہیں۔

اکثر گرم موسموں میں ملک کی گرمی زیادہ ہوتی تھی اِسلیے بادشاہ بابل اِس ایوان میں گرمیوں بھر اپنا قیام رکھتا تھا اور صدہا حسینان خورشید جمال اور پری پیکران ماہ تمثال اور غلامان صبیح رخسار اور جوانان خنجر گذار اُسکی خدمت میں مصروف رہتے تھے جس زمانہ میں زہرہ ستارے کی خاص پرستش کا تیوہار آتا تھا تو اِن باغوں کی زیب و زینت اور آرایش بمقابلہ دیگر روزہائے سال کے دوبالا کردی جاتی تھی۔ تمام درختوں میں سونے اور چاندی کی گیندیں لٹکائی جاتی تھیں یا طلائی و نقرئی حباب آویزاں ہوتی تھی اور ایک عجیب طریقہ علم جرثقیل سے دریائے فرات سے ایک نہایت وسیع نہران تمام باغوں کی پیڑیوں اور روشوں کے کنارے کنارے دوڑائی گئی تھی جسکی پانی کی صفائی اور لطافت پر رات کے وقت چاندنی میں چاندی کے چاؤ کا شبہ ہوتا تھا اور جسکے نظارہ سے انسانی ہستی کو ایک کثیر ذخیرہ حیرت اور دلفریبی کا حاصل ہوتا تھا۔ اِس نہر کے کنارے پر طلائی منڈیریں قائم کی تھیں اور نہر کے اندر سطح میں جواہرات کے پچی کاری سنگ موسے وغیرہ پر کیگئی تھی جو نہایت صاف و شفاف پانی کے اندر سے کسی سیاح کو عجیب لطف دکھاتی تھی اور رنگ برنگ کی مچھلیاں بھی تیرتی ہوئی انسانی دل و دماغ کو نہایت تفریح بخشتی تھیں

خاص خاص اوقات خصوصًا زہرہ کی پرستش کے زمانہ میں رقص و سرود اور عیش و طرب کا سامان جسقدر فراہم ہوسکتا تھا وہ اِن باغوں میں موجود کیا جاتا تھا اور خود بادشاہ اور تمام سرداران سلطنت اور امرائے حکومت اور عمائد شہر اور عام اشخاص جنمیں عورتیں بچے مرد اور ضعیف جوان ذلیل و شریف سبھی ہوتے تھے اس زمانہ میں ایک عجیب دین و دنیا فراموشی عیش و عشرت میں مصروف و مشغول ہوتے تھے۔ اور دنیا کی مسرت کی انتہائی حالت کا نظارہ اِسوقت نہایت تکمیل کے ساتھ کسی

ناظر سیاح کے پیش نظر ہوتا تھا ہر طرف ہنگامہ نائے و نوش برپا اور ہر سو جلسہ عیش و نشاط مہیا - کہیں بربط و چنگ اور کسی جا عود و ضرنگ کہیں عشق و عاشقی کے افسانے اور کسی جگہ محبت اور راز و نیاز کے ترانے کہیں مجلس شاہد بازاری گرم اور کسی مقام پر صحبت رنداں بے شرم غرضکہ یہ زمانہ اہل بابل کی زندگی لہو و لعب کے لیے عجیب بیحیائی اور خود فراموشی کا زمانہ ہوتا تھا - اور اس زمانہ میں جسقدر آرایش اور زیب و زینت ان باغوں کی ہوتی تھی اس سے یہ امر ظاہر ہوتا تھا کہ دنیا میں اہل بابل کے سوا کسی اور مقام میں دولت و مال کا وجود نہیں رہا ہے - نہایت زرنگار اور مرصع لباس اور زرق برق پوشاکیں ان زنان آزاد مشرب و شوخ و شنگ اور پری پیکراں فسوں و فریب زیادہ دلفریب ہو جانے کے واسطے اس زمانہ میں ایک خاصیت دکھاتا تھا - زیادہ تر ایسا قیمتی لباس محلات شاہی کی فرمایشوں سے خاص اس تیوہار کے ہنگامہ عیش و عشرت کے واسطے مہینوں پہلے تیار ہوتا تھا جنمیں لاکھوں روپے صرف ہو جاتے تھے اور بعد اس تیوہار کے ختم ہونے کے یہ سب لباس مع دیگر سامانوں کے زہرہ کے پوجاریوں کو دیدیا جاتا تھا جس مقام پر ایوان شاہی کے قریب اس باغ میں پیکر زہرہ (زہرہ کی مورت) رکھی ہوئی تھی زناکاری اور بیحد فسق و فجور کا بازار گرم ہوتا تھا اور بیحیائی اور شہوت پرستی کے تمام سامان و اسباب جو حد درجہ تک انسان کو اپنی خودی سے فراموش کر دیتے ہیں اہل بابل اس موسم میں فراہم کیا کرتے تھے اس زمانہ میں خوشی اور مسرت اور طرب و نشاط کا مشغلہ عام ہوتا تھا اور ایک شدید حکم بادشاہی کے بموجب اس روز رنج و غم کی کوئی رسم ضرورت پر نہونے پاتی تھی اور اکثر اموات جو اس زمانہ میں شہر بابل میں ہوتی تھیں انمیں عجیب طرز سے مسرت کا اظہار ہوتا تھا کہ مردے کی روح زہرہ ستارے کی خدمت کے واسطے طلب کر لی گئی غرضکہ یہ زمانہ اسقدر اظہار مسرت و انبساط کا ہوتا تھا کہ سوائے مصیبت رسیدہ گروہ بنی اسرائیل کے جو نسلاً بعد نسلٍ بخت نصر کے زمانہ سے ایک کثیر تعداد کے ساتھ غلامی اور اسیری کے مظالم میں گرفتار تھی اور جسے حسرت اور افسوس کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے سوائے اور کوئی شغل ہی نہ تھا اور کوئی باشندۂ بابل رنج و غم کا نام نہیں لیتا تھا اور نہ کسی سے سوائے اس مظلوم اور گناہگار قوم کے اس روز کسی قسم کی محنت اور مشقت لیجاتی تھی اور اسکی وجہ صرف یہی تھی کہ وہ یعنے یہودی حق پرست تھے اور ایک خدا کی پرستش کرتے تھے وہ خدا جسنے نمرود ایسے متکبر اور خود پرست بادشاہ کے مقابلہ میں حضرت ابراہیم اپنے پیارے نبی کو جو بالکل تنہا تھے نہایت کامل طور سے غلبہ اور فیروزمندی عنایت

فرمائی تھی - یہ سب لوگ اہل بابل کے ان نہایت ذلیل اور متنفر عیش پرستی میں شریک ہونیسے
محترز رہتے تھے - تمام باشندگان بابل میں انکی حالت ایسی افسوسناک تھی جس سے انسانی
اختلاف حالات اور طریقہ بسر زندگی کی ایک عجیب نظیر ملتی ہے اور نیز جس سے اسبات کا کامل
ثبوت ہر ایک قایل الہامی مذہب کو حاصل ہو سکتا ہے کہ نہایت خدا فراموش اور خودغرض اور مغرور
اہل کالدیا کسقدر جلد خدائے وحدہ لاشریک کی ہستی سے غافل اور اُسکے قہر وغضب سے بیخوف تھے
اور انکو بھول کر بھی اسبات کا خیال نہیں آتا تھا کہ مابعد الموت اگر کوئی حالت یقینی ہے تو اسمیں
وہ کیسے نفرتناک طریقہ سے اپنی زندگی جاودانی کا ایک خوفناک درجہ اور عنوان قایم کرتے ہیں
صدیوں سے سلسلہ وار طور سے مصروف تھے اور سوائے بت پرستی اور بدکاری کے انکے لیئے
فخر کا اور کوئی بھی ذریعہ نہ تھا انکی تمام رسمیں اور شادی وغمی کے طریقے سراسر ذلیل بُت پرستی
کے بندھنوں میں جکڑے ہوئے اور زہرہ کی پرستش نے اُنکو اسقدر بیخود کر دیا تھا کہ وہ سوائے
عیش وعشرت میں مصروف رہنے اور زناکاری میں زندگی بسر کرنے اور خدائے بنی اسرائیل
سے دشمنی کا اظہار کرنے کے اور کوئی بھی فکر اور اندیشہ نہیں رکھتے تھے ان آویزاں باغوں کو
جو قدرت کی گلکاری اور صنعت کاملہ الٰہی اور انسانی کاریگریوں کا عجیب تماشہ ایک سیاح کی پیش نظر
کرتے تھے اُنھوں نے شیطان پرستی اور زناکاری اور بتوں کی نہایت خبیث اور مکروہ
یادگار کے واسطے مخصوص کر دیا تھا مگر جیساکہ ایسی مدہوش اور خود فراموش اور حد درجہ ذلیل
بُت پرستی کا نتیجہ ہوتا ہے نہایت قلیل اور معین زمانہ میں انکو اپنے نہایت مکروہ کرتوتوں کی
سزا بخوبی ملگئی اور طرفۃ العین میں آتش قہر ربانی اور عذاب بے پناہ یزدانی سے انکے آراستہ
ایوانوں اور محلوں اور زر اندود نشیمنوں اور نہایت طراوت انگیز اور سرسبز باغوں اور انکی
دلفریب روشوں اور نہایت صاف اور ستھرے ہوئے پانی کی نہروں اور مرصع کارشاخوں
کا نام ونشان بھی نرہا اور اس بربادی نے اسکو ملیامیٹ ونابود اور پامال کیا کہ اب تلاش
کرنے سے بھی ان طلاکار اور دلفریب باغوں اور چمنوں کی بنیادوں کا پتا مشکل سے
ملتا ہے - ایک سیاح جو ۱۴ صدی عیسوی میں اس تمام عبرتناک مجموعہ ویرانی یعنے ان باغوں
کے آثار باقیماندہ کے اندازہ کے واسطے بابل کی سرزمین میں گیا تھا وہ لکھتا ہے کہ ان آویزاں
باغوں کا کوئی نشان اس تمام ملک میں نہیں پایا جاتا ہے افسوس وہ مقام جو ایک زمانہ میں
بابل زندگی کے طرب افزا اور عیش ونشاط کے واسطے بطور رگ جان قرار دیا گیا تھا صرف

اہل کالدیا کی نہایت شدید نافرمانی ربانی کے باعث جہانتک نظر کام کرتی ہی ریتیلی یا سنگریزہ دار مٹی کا ایک ٹیلہ دکھائی دیتا ہے مسٹر رچ لکھتے ہیں کہ اسوقت اگر ہم ان باغوں کی بنیادوں کو تلاش کریں تو صرف ایک دو تہخانہ نمار استے ہمارے پیش نظر ہوتے ہیں جنمین بکثرت سنگی چبوترے بنے ہوسے ہیں اور بعض قراین سے یہ خیال ہوتا ہے کہ ان آویزان باغوں کی بنیاد مذکورہ چبوتروں پر قایم تھی یہ ایک قطار ہے جو نفت (رال) کی ورزش کیے ہوے اینٹوں یا پتھروں سے بنائی گئی تھی اب انکو بیشمار اور بڑے بڑے پتھروں کا انبار ہور ملبہ ڈھانکے ہوے ہے مسٹر رچ کی رائے میں بھی ایک مقام جسکے پتھروں کی بنیاد اور نہایت دلفریب میناکاری اپنی جاے پر کسیقدر قایم ہے - اس عمارت کی موجودہ حالت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دور تک صدہا چبوترے درجہ بدرجہ بنے ہوسے ہیں اور انکو وکہیر محرابین سلسلہ وار گھیرے ہوے ہین جو ان معلق باغوں کو اپنے سر و نیز اُٹھاے ہوے تھیں اور آخر میں ان سب سے اوپر کی محرابین اسقدر مستحکم اور بلند ہیں جنکی نسبت یہ یقین ہو سکتا تھا کہ یہ شہر پناہ کی دیوار پر برابر پہنچادی گئی تہیں یا یہ کہ یہ محرابین شہر پناہ کی بلندی کی مساوی بلند بنائی گئی ہیں مگر اسوقت کی حالت اس قسم کی ہے جو نہایت غم آلود اور عبرتناک ہے اور ایک فوری دفعہ میں عذاب الٰہی نے انکی خوبصورتی اور بلندی اور استحکام کو ...... بالکل نیست و نابود کردیا ہے اور یہ دونوں تہخانہ نمار استے بالکل پتھروں کا ایک ہیبناک غار خیال کیے جا سکتے ہیں۔

بابل کی سڑکین اور گذرگاہیں اور عام عمارتونکی بربادی

شہر بابل میں بیشمار اور کثیر بڑے بڑے شارع عام اور گذرگاہیں باشندوں کی آسائی کیواسطے تعمیر تہیں جو خطوط متوازی کی صورت مین جو زیادہ تر ایک دوسرے کے اوپر سے گذرتی ہوئی چلی گئی تہیں اور جسقدر مکانات شہر میں تہے جو اکثر سہ منزلہ اور چہار منزلہ ان سڑکوں کے کنارے واقع تہے۔

مگر اسوقت تمام شہر بابل کے کہنڈروں میں کوئی بہی نشان انکا صاف طور سے نہین ملتا ہے پس سواے اسکے اور کچھ بہی ان سڑکوں کی بابت پیش نظر نہیں ہوتا ہے کہ یہ سب پامال عذاب الٰہی ہوگئی ہیں جو کوئی سیاح اس مقام کی سیاحت اور سیر کو آتا ہے تو اول اسکی نگاہ یا توجہ اُن طویل ٹیلوں کے سلسلے پر پڑتی ہے جو میلوں تک دوڑتا ہوا چلا گیا ہے اور اپنے طول و عرض

بیس اس تمام سرزمین شہر بابل پر اسقدر محیط ہے کہ وہ بغیر نہایت سرگرم تفحص اور تلاش کے کسیطرح اسباب کو نہیں معلوم کرسکتا ہے کہ اِس شہر میں یا اِن مسلسل ٹیلوں کے منظر میں بابلیوں کے مندر اور طلائی محلات کسجگہ تعمیر تھے اور عام تفرج گاہیں اور عیش و عشرت کے مکانات اور شاہی عدالتیں اور بنی اسرائیل کا جیلخانہ کسطرف تھا بیلس یعنے بعل کا مندر کہاں بنا ہوا تھا اور آویزان باغوں اور شہر پناہ کی نہایت عجیب ترین عالم دیوار (شہر پناہ) اور وہ بند جو بڑی صنعت سے دریائی فرات کا زور کم کرنے کی غرض سے تعمیر ہوا تھا کس مقام پر واقع تھا اکثر مقامات پر اصلی عمارت کے جسقدر نشان موجود ہیں انکی حالت اسقدر متبدل ہوگئی ہے کہ عمارت مذکور صرف ایک ٹیلہ کی چڑہائی کا مصرف بنگئی ہے اور بعض جگہ ہزارہا غار اور جنگلی درندوں اور حشرات الارض کے مسکن اور سوراخ ہیں اور بہت سے مقامات پر کھنڈ اور گڑھے اِس قسم کے موجود ہیں جو ایک طویل زمانہ سے اینٹوں کے نکلتے رہنے سے دریائے فرات کی روانی کے دنوں میں ایک پر آب چشمہ بنجاتی ہیں۔ مجولائب کا محل اِسوقت ایک سیاح کو عجیب حالت کے ساتھ نظر آتا ہے وہ ایک بلند اور نہایت لمبی چڑہائی کا نمونہ بنگیا ہے جو بعینہ ایک پہاڑ کی چڑہائی سے کم نہیں ہے اور جسپر کوئی سیاح بڑی مشکل سے قدم جما کر آمد و رفت کرسکتا ہے اور اِس ویران منظر (محل مجولائب) کے حالات کی تحقیقات یا سیر و سفر سے اسکو کوئی نتیجہ حاصل ہو سکتا ہے یہ محل اسوقت کوئی عمارت کے آثار قدیمہ کا منظر نہیں ہے بلکہ اِسکے تمام کھنڈر ایک اُلٹے ہوئے کیڑے کی شکل ہے۔

بابل کے قدیمی سکے اور کتبے اور مورتیں وغیرہ

میجر ریل اپنے سفرنامہ میں بموجب مورخ کے حوالہ سے اِس عمارت کی بابت لکھتا ہے کہ (یہ مقام اور بابل کے تمام کوہ نما عمارت جسے اہل عرب ماکلوب کہتے ہیں بالکل اُلٹی ہوئے پڑی ہی ہیں ایک واقف کار سے اِس امر کو معلوم کیا تھا جو اس مقام پر اینٹوں کے نکالنے کے لیئے زمین کھود رہا تھا کہ اِن مقامات میں جہاں سے اینٹیں نکالی جاتی ہیں اکثر بڑے بڑے مستحکم دیواریں اور چند خوبصورت کمرے اور مکانات تھے مگر اِسوقت وہ قطعاً ایک متفرق گڑھوں کے سلسلے میں مخفی ہیں اِسکو اِس مقام سے قدیم زمانے کی مٹی کے چند برتن اور سنگ مرمر کے کئی تختے ملے تھے جنپر نہایت پرانے زمانے کے نہایت دلفریب نقاشی کا کام تھا اور آٹھ برس کا عرصہ گذرا کہ ایک پورے قد کی انسان کی سنگی شبیہ اسکو ملی تھی جسکو اسنے اِس ملبے میں دفن کردیا ہے۔

مورخ مذکور نے اس مقام پر کمرہ کی ایک دیوار کے قریب گائے کی ایک سنگی مورت بھی دیکھی تھی اور نیز سورج اور چاند کی مورتیں تھیں جو چینی قسم کے روغن یا نفت (رال) کی وارنش کی ہوئی اینٹوں سے بنی ہوئی تھیں اور اسکے علاوہ پنڈول کی مٹی یا سنگ جراحت کی تراشی ہوئی چند مورتیں دستیاب ہوئی تھیں جو بالکل انسانی صورت کا نمونہ تھیں۔

اور اسکے علاوہ صدہا بت اسی قسم کے تانبے اور پیتل کے بنے ہوئے اس ٹیلے سے اکثر دستیاب ہوتے رہتے ہیں یہ خیال کیا گیا ہے کہ اگر چند ضروری مقامات پر زمین برباد شدہ بابل کے کھودنے کا خاص انتظام کیا جائے تو قدیمی اشیا اور اس قسم کی سنگی اور برنجی شبیہوں کی ایک بڑی مقدار دستیاب ہوسکتی ہے مسٹر رابرٹ کو اپنی دوران سیاحت میں ایک بڑی مقدار قدیمی سکوں اور کانسی کے زیوروں کی دستیاب ہوئی تھی جو اسوقت لندن کی برٹش میوزیم میں موجود ہے سترہویں صدی عیسوی میں ایک انگریزی سیاح کو اس ٹیلے میں سے جو آویزان باغوں کے گرد یا انکو خود گھیرتا چلا گیا ہے ایک سنگی کشتی دستیاب ہوئی تھی جسکے گرد چاروں طرف کالدی حروف میں کوئی عبارت کندہ تھی۔ تحقیق کرنیسے معلوم ہوا کہ یہ کشتی بیلس کے مندر کی تھی جو اسکے پرستش کے کام آتی تھی اسکے اطراف مین بالکل طلائی کام تھا جو مٹی اور گرد سے بالکل خراب ہوگیا تھا۔ اور پرانے زمانے کے سکے جسقدر ان مقامات سے دستیاب ہوتے ہیں انسے یہ امر تحقیق ہوتا ہے کہ اہل بابل کا طرز تمدن ترقی تہذیب کے اعتبار سے کسقدر وسیع اور مستحکم تھا کیونکہ یہ سکے مختلف قسم کے ہیں اور انکے اوزان اپنی حالت میں جداگانہ ہیں جنسے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حسب ضرورت انسان ان سکوں کو مختلف اوقات میں اپنے کام میں لاسکتا تھا۔ اشرفیاں اکثر بڑے پیمانہ کی مدور اور مربع ملی ہیں جنپر کالدی نقش ونگار ہیں اور عالمان خطوط قدیم کے نزدیک یہ امر ثابت ہوگیا ہے کہ ان سکوں کے نقوش مین اکثر شاہان بابل کے نام ہوتے تھے اور بعض سکوئیں ایک جانب بیلس کی تصویر بنائی جاتی تھی اور اکثر سکوں میں شاہان بابل کی تعریف اور انکے نام اختصاراً کندہ ہوتے تھے اسکے علاوہ چاندی اور تانبے کے سکے بھی بکثرت دستیاب ہوتے ہیں جنمیں سے ایک مورخ کا قول ہے کہ انپر اس بابلی دیوتا کی تصویر ہوتی تھی جسکا نصف جسم شیر اور نصف بدن بکرے کا ہوتا تھا۔

عہد بنی عباس مین ایک ٹیلے کو جب اس شبہ پر کھودا گیا تھا کہ یہاں بابل کا قدیم خزانہ دفن ہے تو اگرچہ زمین کھودنے پر وہاں سے کوئی دفینہ نہیں نکلا لیکن ایک برنجی ظرف اسمیں سے برآمد ہوا تھا جسمیں طلائی اور نقرئی سکے بھرے ہوئے تھے اور اس زمانہ میں یہ امر اس دفینہ کے

نکلنے سے معلوم ہوگیا تہا کہ یہ سب سکہ جات تو سایر بادشاہ بابل کے عہد فرمانروائی کے
ہایں سر رابرٹ پورٹر اپنے سفرنامہ میں لکھتے ہایں کہ بہ نسبت بیرنمرود یا بیلکیس کے مندر اور
محلات شاہی کے اطراف جہان بوجہہ آتشزدگی کے تمام زمین شیشہ کی کان بنگئی ہے
اکثر مقامات سے سنگی مورتین اور پیتل کے بت اور طرح طرح کے قدیم زیورات اور سکے
برآمد ہوے ہایں جو اکثر کانسل جرمن یا فرانس کے ہاتہہ قیمت مناسب پر انکے پانیوالوں
نے فروخت کیے ہیں۔ اور یہ نہایت تحقیق امر ہے کہ دیسی باشندوں کے ایک خاص گروہ نے
اس کام کو اختیار کر لیا جو بہ نسبت پشتینی پیشہ وری کے اِس کام کی بدولت بہت دولتمند ہوگئے
ہایں اور اگرچہ بعض مورخین کی رائے ہیں بیرنمرود یا وہ مقامات جو آگ کی شدید حرارت
سے ایک سنگلاخ ہوگئے ہیں بہت کچہ اِس غرض سے کہود ے گئے ہیں اور وہاں
سے کچہہ دستیاب نہیں ہوا ہے تاہم یہ قابل یقین کیا گیا ہے کہ اِس
مقام کی زمین کے اندر اسوقت مال ودولت کی ایک بڑی مقدار موجود ہے۔

شہرپناہ بابل اور اسکی بربادی کی حالت پر مورخین کی تحقیقات اور محققانہ رائے

بند ایں اِس عجیب وغریب اور مستحکم ترین مصنوعات انسانی کی تعمیر کا کسی قدر ذکر اور اسکی تیاری
و ساخت کی مختصر تفصیل سابق کے اوراق میں ہو چکی ہے مگر اب ہمیں مع الا توریت مقدس کی اِس پیشین گوئی
کے نتیجے کی بابت کچہ تذکرہ کرنا ضروری ہے جو ایک ہولناک بربادی نے شہرپناہ کے لیے ہماری نگاہوں
کے سامنے پیش کیا ہے حضرت اشعیا نبی علیہ السلام کی معرفت یہ پیشین گوئی بیان ہوی تہیں کہ بابل
کی لمبی چوڑی دیواریں تمام وکمال توڑ کر خاک میں ملادی جائینگی اگرچہ مورخین نے اِس شہرپناہ کی
عرض و رفعت اور محیط کی نسبت اپنی اپنی کتابوں میں اختلاف کے ساتہ ذکر کیا ہے مگر یہ ضرور ہے کہ دیوار
مذکور کی چوڑائی اور بلندی کی نسبت سب کی تحقیقات یکسان ہے اور جسکا خلاصہ اور لب لباب
یہ ہے کہ اسکے بعد اسقدر عریض اور بلند کوئی شہرپناہ دنیا میں تعمیر نہیں ہوئی۔ ایک مورخ نے
اسکی عرض کی بابت اپنی ذیل کی تحقیقات لکہی ہے کہ یہ دیوار اسقدر عریض تہی کہ اسپر چہہ چہہ رتہ
پہلو بہ پہلو ایک وقت دوڑ سکتے تہے ایک اور قدیم مورخ لکہتا ہے کہ اسکی چوڑائی اسقدر تہی کہ

اسپر ایک چھکڑا اور چار سوار نہایت آسانی کے ساتھ دوڑتے ہوے آمد ورفت کرسکتے تھے۔
بعض مورخ لکھتے ہیں کہ اس پیشین گوئی کے ہزاروں برس کے بعد تک بھی یہ دیواریں اپنی اپنی حالت پر موجود تھیں اور بہر عرصہ تک اس بربادی کی خبر کی تعمیل ہوجانے پر انکا نشان باقی رہا تھا۔ بہرحال تمام مورخین قدیم نے اس دیوار کو دنیا کی ان سات عجائبات میں شمار کیا ہے جو انسانی کاریگری میں اپنی عدیل ونظیر نہیں رکھتی ہیں ہیروڈوٹس اور اسکے علاوہ ڈائیوڈورس وغیرہ مورخین اسبات پر متفق ہیں کہ یہ دیوار شہر پناہ نمرود کے عہد میں تعمیر ہوئی تھی اور اسکی تیاری میں تین لاکھ معمار اور مزدور روزانہ کام کیا کرتا تھا اور بیس برس میں اسکی تعمیر تکمیل کو پہنچی تھی۔ اور جسقدر روپیہ اسکی تیاری میں خزانہ بابل سے لیکر صرف کیا گیا تھا۔ اسکی نسبت مورخین کا خیال ہے کہ کئی بڑے بڑے شہر اسکی مقدار کے آباد ہوسکتے تھے ایک مورخ کی رائے میں اس دیوار کی تیاری میں جو رقم خرچ ہوئی تھی اسکی مقدار اسقدر ہوسکتی تھی کہ جس سے دس فوجی آدمیوں کی تنخواہ دس برس تک بخوبی ادا ہوسکتی تھی اس دیوار کی تعمیر میں سے زیادہ عجیب امر یہ ہے کہ نہایت بڑے بڑے پتھر جو بطور خود چھوٹے چھوٹے پہاڑی ٹیلے سمجھے جاسکتے ہیں کس طرح اسقدر بلندی پر پہنچائے گئے تھے ان سب پتھروں میں عجیب عجیب حکمتوں اور تدبیروں سے ایسا مصالحہ وصل کیا گیا تھا کہ جس سے ہزاروں برس تک اس دیوار کے استحکام میں کوئی فرق نہیں آسکتا تھا بعض مورخین لکھتے ہیں کہ اس دیوار کی بنیاد بہ نسبت بالائی حصہ کے چارگنی رکھی گئی تھی اور اس شہر پناہ میں مختلف مقامات پر نہایت وسیع برج بنائے گئے تھے جس سے دور تک شہر کی اندرونی اور بیرونی حالت بخوبی ظاہر ہوتی تھی ان برجوں پر ایک بڑی تعداد سپاہیوں کی رہتی تھی جو اپنے اپنے موقع میں شہر کی حفاظت اور نگرانی میں مصروف رہتے تھے اور جنکا کام یہ تھا کہ وہ ان حالات سے خبردار رہیں جو بعض حالتوں میں ناگہانی اہل شہر یا سلطنت کو پیش آجاتے ہیں۔ اسکے سو دروازے تھے جو نہایت مستحکم اور بالکل ہی دیوار کی بلندی اور ساخت کے پیمانے پر بنائے گئے تھے۔

تمام مورخین قدیم کی تحقیقات میں ان برجوں پر پانچ پانچ دستے چیدہ چیدہ سپاہیوں اور اہل فوج کے متعین رہتے تھے جو اپنے فرائض اور مناصب ذاتی نہایت مستعدی کے ساتھ کامل طور سے تعمیل کرتے تھے اور اگرچہ دیوار شہر پناہ کا ہر ایک موقع نہایت آباد اور دلفریب تھا لیکن اسکے متصل بتخانہ بعل دبلیس کا مندر، اور معلق باغوں کی دلاویزی اور انکی شتالیں اور ریاحین کی دلفریبی اور تمام سطح گلشن کی خوش فضائی تمام شہر بابل کی جان تھی۔ اور اس حالت کے اندازہ کرنے

اور تعمیر کے استحکام پر غور کرنے سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ اہل بابل کو اپنی محافظت اور نیز شہر کی عام محافظت پر اسکی بدولت اسقدر بھروسا تھا کہ وہ کسی زبردست سے زبردست دشمن سے بھی کسی قسم کا خطرہ نہیں رکھتے تھے اور انکو اس مضبوطی اور حفاظت اور وسائل تحصن پر اسقدر غرور تھا کہ دنیا میں کسی دار السلطنت کا وجود انکی رائے میں اس قابل نہیں قرار پایا تھا کہ جو شہر بابل کے مقابلہ میں کوئی عمدہ نمونہ اپنی خوبصورتی یا کوئی زبردست ذریعہ اپنی حفاظت اور بچاؤ کا ظاہر کر سکے

بہت بڑا بھروسا انکو اپنے بڑے بڑے میدانوں پر بھی تھا جو اس دیوار کے اندر کاشتکاری کی غرض سے انہوں نے گھیر دیئے تھے بہر حال اسمیں شک نہیں کہ ایسی حالت کے دیکھتے مورخین قدیم نے اسکو صحیح طور پر عجیب ترین صنائع انسانی میں شمار کیا ہے۔ بخت نصر سے قبل جسقدر حکمراں اور منتظمین شہر بابل میں مقیم رہے ہیں وہ ہمیشہ اسبات کی کوشش میں رہتے تھے کہ جہانتک ممکن ہو اسکی دیواریں اور زیادہ بلند کردیجائیں لیکن خود بخت نصر نے بمقابلہ اس خیال کے صرف انکے استحکام اور قدامت کا زیادہ خیال رکھا۔ اور اسلئے اگرچہ اسکی تعمیر میں کوئی تبادلہ یا ترمیم نہیں ہوئی لیکن اسکی بالائی مضبوطی ہمیشہ ترقی پر رہی تھی عام طور پر مورخین کا بیان ہے کہ دیوار مذکور دنیا کے عظیمترین عجائبات میں شمار کی گئی تھی اور اب بھی جو لوگ فن تاریخ سے دلچسپی رکھتے ہیں اور قدیمی عمارتوں یا انکی ساخت کی خوبی یا صنعتگری کا اندازہ کرتے رہتے ہیں وہ ان آثار سے جو روائتاً اسکی بابت چلی آتی ہیں اپنی کتابوں میں اس دیوار کی بابت اپنا یہ خیال برابر ظاہر کرتے چلے آتے ہیں کہ شہر پناہ بابل انسانی کاریگری کا ایک نہایت ہی حیرتناک نمونہ تھا بعض کی رائے میں تو دنیا میں اور جو عجائبات کی نسبت جو انسانی ہاتھ کے بنائی ہوئی ہیں اسکو کیا بلحاظ زمانہ تعمیر اور کیا بلحاظ اور عجیب طرز تعمیر کی تقدم اور سبقت حاصل ہے۔

زینوفن کے نزدیک تو اسکی بناوٹ اس طرح کی تھی کہ جبتک اصلی حالت تعمیر سے کوئی سیاح واقف نہو یہ گمان ہی نہیں کر سکتا تھا کہ یہ انسانی ہاتھ کا کام ہے۔ ہیروڈوٹس مورخ کو یہ امر اپنی تحقیقات سے ثابت ہوگیا تھا کہ اس زمانہ کے بڑے بڑے عقلا جو اس شہر پناہ کی ساخت اور اسکی حالت موجودہ دیکھنے کی غرض سے جاتے تھے انکا یہ خیال اور یقین تھا کہ دیوار مذکور ایک قدرتی کام ہے اور کفار مورخین جو ہیروڈوٹس کے ہمخیال ہیں انہوں نے تو اس رائے کو اور زیادہ استحکام دیکر یہ لکھدیا ہے کہ دیوار مذکور دیوتاؤں کی ہاتھ کی بنائی ہوئی ہے کیکاؤس کے

حملہ اور تسخیر شہر بابل تک اسکی تعمیر کی حالت میں کوئی فرق نہیں ہوا تہا اور نہ بادشاہ مذکور کے حملہ بابل کے حالات سے یہ امر دریافت ہوتا ہے کہ کسی عمارت بابل کو بالکل نیست ونابود کرنیکا اسنے ارادہ کیا ہو بلکہ اسکی حکومت بابل میں قایم ہو جانے کے بعد جب کالڈیا سلطنت ایران کا ایک باجگذار صوبہ قرار دیا گیا تہا تو ان دیواروں کے استحکام کی جانب بہت زیادہ توجہ کی گئی نہیں اور شہر کی خوبصورتی اور عظمت رکہنے کی غرض سے شاہ موصوف کے جانشینوں یا ان لوگوں نے جو باجگذار شاہ بابل کے پاس بطور رزیڈنٹ کے مقیم رہتے تہے ہمیشہ اصلی فرمانرواؤں کی طرح اس جانب توجہ مبذول رکہتے تہے کہ دیوار شہر پناہ کو اپنی حالت پر قایم رکہا جائے۔

اور کچہ شک نہیں ہے کہ یہ مقابلہ خاندان نمرود کے بخت نصر اور اسکی اولاد نے ایک درجہ تک اسکے تحفظ کی جانب بہت زیادہ خیال رکہا تہا اسکی بڑی وجہ کہ بخت نصر کی اولاد کو دیوار شہر پناہ کے استحکام کا زیادہ خیال کس وجہہ سے رہا ایک یہ بہی سمجہی جاتی ہے کہ انکے زمانہ میں بیرونی حملہ آوروں نے بڑے زور شور سے شہر بابل پر حملہ کیا تہا اور یہ فاتحان خونخوار اس بات اچہی طرح یقین کر چکے تہے کہ بغیر دیوار کے حصار پر قبضہ کیئے اس ملک پر فتح پانا ناممکن ہے۔

کیکاؤس جسوقت شہر بابل میں یکایک رات کو داخل ہوا ہے تو اسبات پر اسکو بڑی خوشی حاصل ہوئی تہی کہ اس دیوار کی موجودگی میں جسے درحقیقت تمام دنیا کی جنگجو آدمی بہی بمشکل اور بڑی سخت کوشش اور محنت کے بعد دریائے فرات کو عبور کر کے شہر پناہ مذکور کے برجوں اور دروازہ پر قابو پا سکتے اور انکے ذریعہ شہر کے اندر داخل ہو سکتے تہے ایک خاص طریقہ سے کامل طور پر شہر میں داخل ہونے اور اسپر قبضہ حاصل کرنے کا موقع حاصل کریں اور جسوقت اندرون شہر سے اسکی نگاہ دیوار پر پڑی تو وہ اپنے افسروں سے یہ کہتا تہا کہ اگر دریائے فرات ہماری یاوری نہ کرتا اور اگر اس کا وجود اس موقع پر نہوتا تو تمام ایرانی فوجیں محاصرہ کر کے تباہ ہو جاتیں اور شہر میں داخلہ کسی طرح نصیب نہوتا مورخین کا خیال ہے کہ کیکاؤس کے داخلہ شہر میں شاہ بابل کے اس مفرور غلام نے بڑی اعانت کی تہی جسکی بیٹی کو بادشاہ مذکور نے بوجہہ شدید ظلم کے ساتہ قتل کر ڈالا تہا ورنہ خود فوجی سرداران کیکاؤس یہ سمجہے ہوئے تہے کہ اگرچہ دو برس تک ہمکو اس شہر کے محاصرہ کے لیئے بادشاہ نے حکم دیدیا ہے مگر ہم تو یہ سمجہتے ہیں کہ اگر یہ ہی دیواریں ہمارے سدراہ ہیں تو ہم دو برس میں بہی شہر بابل پر نہ تو قبضہ حاصل کر سکتے ہیں اور نہ اسمیں داخل ہو سکتے ہیں۔ بہرحال حملہ آوری کیکاؤس ملیکر شاہ لہراسپ ایرانی کے اولاد کے زمانہ تک اس دیوار کی تعمیر میں کوئی فرق کسیطرح کا نہیں ہے

اُسنے پایا تھا۔ اور خود سلطنت ایران کی یہ خواہش تھی کہ بابل کی کل عمارتوں کو خاصکر شہرپناہ کو اپنی اصلی حالت پر رکھا جائے مگر داراب کے عہد میں یہاں کے معاملات کی صورت دوسرے طور پر بدل گئی تھی اور خود بابل اور کالدیا کے باشندوں نے ایسے سامان پیدا اور فراہم کرنا شروع کردیئے تھے اور ان میں خودسری اور تمرد اور بغاوت کا مادہ اسقدر پیدا ہوگیا تھا کہ سلطنت ایران کے فرمانروائے مذکور کو اسوقت یہ بات ضروری معلوم ہوئی کہ جب تک بابل کی سب ایسی عمارتیں جنکے استحکام کے بھروسے پر اہل بابل کی بغاوت ایک زمانہ میں لاعلاج نقصان پہونچائے گی منہدم اور کمزور نہ کردی جائینگی یہہ ناممکن ہے کہ اس ملک پر آسانی اور امن وامان کے ساتھ گورنمنٹ ایران کا قبضہ قایم رہ سکے۔ اسکے عہد میں بابل والوں میں سرکشی اور خودسری کا مادہ اسقدر پیدا ہوگیا تھا کہ اُنہوں نے معمولی خراج بھیجنے میں جو ہمیشہ سلطنت ایران کو پیش کیا جاتا تھا کمی کرنی شروع کی اور سلطنت مذکور کا جو قایم مقام شہر بابل میں رہتا تھا اسکے ساتھ نہایت حقارت اور نالایقی کا برتاؤ ہوتا تھا۔ چند سرداران حکومت بابل کے دماغ میں یہ جنون پیدا ہوگیا تھا کہ انکے ماسبق اشخاص صرف دہوکہ سے ایرانی سلطنت کے مطیع اور خراجگذار بنگئے تھے ورنہ دراصل اہل بابل جو دیوتاؤں اور زرین روحانیات کی اولاد میں ہیں کسی کی اطاعت اور فرمانبرداری اور خراجگذاری کے واسطے خلق ہی نہیں ہوئے ہیں اور اس جنون کو اسقدر ترقی ہوی کہ خفیہ طور پر خود برائے نام فرمانروائے بابل اور اسکا تمام خاندان اور بڑے بڑے سرداراسبات پر آمادہ ہوگئے کہ کیکاؤس کے شاہی خاندان کی تابعداری کا جوا جو انکی گردن پر رکھا ہوا ہے اُسکو اُتار کر پہینکدین اور بالاستقلال حکومت کریں۔

کیکاؤس کے بعد سے ایک بڑے زمانہ تک حالات حکومت کے تبادلہ نے اسمیں شک نہیں ہے کہ بابلیوں کے خیالات کو معاملات انتظام کی جانب متوجہ کرلیا گو یہ توجہ نہایت کمزور پیمانہ پر تھی بہرحال اس عجیب تحریک کے باعث امرائے سلطنت بابل نے سفیر ایران کو قتل کرڈالا اور سلطنت ایران کو جو خراج بھیجا جاتا تھا اُسے قطعاً موقوف کردیا۔ اور فوجی وجنگی انتظامات اس زبردست سلطنت (ایران) کے مقابلہ کے واسطے جو ہندوستان تک پھیلی ہوی تھی نہایت سخت آمادگی سے شروع کردیئے دارا جو اس زمانہ میں سربرآرائے سلطنت فارس تھا اور جسنے بتدریج اس بغاوت اور سرکشی کا اندازہ کرلیا تھا اور جو اس امر کو بخوبی سمجھ چکا تھا کہ مجنونان کالدیا کا خبط اور سرکشی شہرپناہ بابل کے استحکام کے باعث ہے ان واقعات کو سُنکر آگ ہوگیا اور نہایت بڑے

عرصہ میں ایک نہایت خونخوار فوج کو ہمراہ لیکر جسکی تعداد مورخین قدیم دس لاکھہ سے زیادہ لکھتے ہیں بابل کی تسخیر کے واسطے اپنی دار السلطنت سے روانہ ہوگیا۔ ہر ایک ایرانی جوش میں بھرا ہوا تہا۔ بالخصوص وہ لوگ جو قائم مقام ایرانی مقتول مقیم شہر بابل کے دوست اور رشتہ دار تہے انکو تو حد درجہ سرگرمی اس امر کیجانب ہی تہی کہ جسطرح ممکن ہو اہل بابل کی خودسری اور تمردی اور شرارت ہتس نہس کردیجائے۔

یہ بیان کیا گیا ہے کہ جو قائمقام سلطنت عجم بابل میں متعلق تہا وہ فرمانروائے خاندان ایران کا عزیز قریب تہا اسلئے خود بادشاہ ایران اور تمام سرداران سلطنت کے دلوں میں اسکے انتقام کی آگ نہایت خوفناک صورت میں بھڑکی ہوئی تہی خلاصہ یہ کہ جب دارا مع اپنے لشکر جرار و خونخوار کے سرحد بابل کے قریب پہنچگیا تو بابلیوں کی ایک بڑی جمعیت فوجی اسکی سدراہ ہوئی اور اکثر سرداران کالدیا اپنے اپنے ہمراہیوں کے ساتھہ مختلف لڑائیاں بہی ایرانیوں سے جگر لڑے مگر جیسا کہ لکہا گیا ہے انکی بت پرستی اور زناکاری اور ظلم وجور نے انکی عقلوں اور قوت انتظام جنگ کو تسلب کرلیا تہا۔ چنانچہ ہر مقابلہ میں دارا کی فوج نے انکو کامل شکست دی اور آخرکار شہنشاہ مذکور اپنی تمام فوج کے ساتھہ بابل کے ہر قصبہ اور شہر کو جو اسکی راہ میں پڑتے تہے قتل وغارت اور تاخت وتاراج اور پامال کرتا ہوا بابل کے شہر پناہ کے نیچے پہنچگیا اور بابل والوں کو حملآوروں کی طرف سے اسقدر ہراس اور خوف غالب ہوگیا کہ انہوں نے بے تحاشا ہر ایک میدان جنگ سے بہاگ کر شہر بابل کے سوا کسی مقام پر دم نہیں لیا۔

اور آخر وہ یعنے اہل کالدیا مع کل لشکر اور سامان جنگ کے شہر مذکور میں متحصن ہوگئے۔ بابل کے شہر پناہ کے مستحکم اور بلند دروازے اسی طرح نہایت مضبوطی کے ساتھہ بند کردیے گئے جیسے کہ عہد شہنشاہ کیکاؤس ایمیں بند کیئے گئے تہے اور برجوں اور دروازوں پر اندر کی جانب سے ہر ایک ضروری موقع پر ایک بڑی تعداد فوج حراست اور حفاظت کے واسطے متعین کردی گئی۔

دارا اس حال کو دیکہکر سخت پریشان ہوا اور اگرچہ اسنے شہر کے اندر داخل ہوجانے کے واسطے صدہا تدبیریں کیں لیکن ایک بہی کارگر نہوئی۔ روز بروز قبضہ شہر سے اسکی مایوسی بڑہتی جاتی تہی اور ایک عجیب ناکامی کی حالت اسپر مسلط ہوتی جاتی تہی زیادہ تر اسکے تمام تدبیریں دیوار شہر پناہ کے استحکام کے باعث رائگان گئیں تمام بڑے بڑے مدبرین جو اس فرمانروائے ایران کے ساتھہ تسخیر بابل کا دعوے کرکے آئے تہے وہ اسپر قبضہ کرنے سے عاجز تہے آخر شاہ مذکور

جب نہایت پریشان ہوا اور کوئی تدبیر اِس شہر پر قبضہ کرنے کی کامیاب نہوئی تو وہ اِس امر پر مجبور ہوا جو زوفائرس کی مذکورہ بالا عجیب وغریب کارروائی اور کامیابی سے متعلق تہا اور جسکا ذکر مفصل طور سے صفحات سابقہ میں ہو چکا ہے۔ بہرحال جب دارا کو زوفائرس کی تدبیروں سے شہر پر قبضہ حاصل ہو گیا اور اسکی فوج قتل وغارت کرتی ہوئی شہر کے اندر داخل ہوے تو اُسنے تسلط اور قبضہ کامل کے بعد سب سے پہلے یہ انتظام کیا کہ بابل کی دیواریں بالکل منہدم کردیجائیں اور انکا نام ونشان صفحۂ روزگار سے مٹا دیا جائے مگر آخر زوفائرس کی صلاح ومشورے کے بموجب یہ تجویز پوری نہوئی البتہ صرف اسقدر اُسکا منشاء پورا کیا گیا کہ شہرپناہ کی نصف بلندی مسمار کرکے کم کردیجائے چنانچہ بیشمار مزدور اور بیلدار دیوار مذکور پر چڑہا دیئے گئی اور اُنہوں نے اِسکا انہدام شروع کر دیا۔ اِسوقت اگرچہ خاندان شاہی بابل بالکل نیست ونابود اور قتل ہو چکا تہا۔ تاہم اکثر لوگ جو بچ گئے تہے اور عام باشندگان شہر ڈاڑیں مار مار کر روتے تہے اور انکو اِسوقت یہ کامل یقین ہو گیا تہا کہ خاندان فرمانروائی بابل یا یہاں کے اصلی باشندوں کو اب کبہی حکومت اور عزت فرمانروائی اِس ملک پر نہ حاصل ہو سکے گی اور نہ اہل کالدیا اِس شہر کو اب کبہی زمانہ سابق کی صورت پر خواب میں دیکہہ سکینگے مورخین نے لکہا ہے کہ دیوار مذکور کی بلندی اِس شکست وریخت کے زمانہ میں انہدام کے بعد اِسقدر کم کر دی گئی تہی کہ اگر حملہ آور فوج شہر کے اندر داخل ہونے کا ارادہ کرے تو اُسکو داخلۂ شہر میں زیادہ دقت نہو۔ مگر بعض مورخین کی رائے ہے کہ دارا نے شہرپناہ کے بالکل منہدم کر دینے اور اسکی بنیادوں تک کو کہود کر پہینکدینے کا حکم دیدیا تہا اور یہ حکم زوفائرس کی صلاح ومشورہ کے بموجب تہا کیونکہ اہل بابل نہایت ہی دغاباز اور ابن الوقت اور مکار تہے اور ایرانیوں کے ساتہہ انکو شدت سے عناد اور عداوت پیدا ہو گئی تہی پس زوفائرس کی رائے میں یہہ اندیشہ یقینی تہا کہ اگر انکو یعنے اہل بابل کو کوئی موقع ذرا بہی ملگیا تو وہ پہر اِسیطرح بغاوت پر کمر باندہ لینگے اور فوج ایران کو نہایت پریشان کرینگے اِسلیئے دروازہائے شہر تو بالکل کہود ڈالے گئے اور شہرپناہ اگرچہ بالکل منہدم نہیں کیگئی تاہم اسدرجہ تک کم کر دی گئی کہ حملہ کے وقت شہر پر قبضہ کرنے میں حملہ آور فوج کو کوئی دقت نہو بہرحال دارا نے شہرپناہ بابل کو جو اپنے استحکام اور رفعت میں اپنا عدیل ونظیر نہیں رکہتی تہی اِسقدر کمزور اور ناقابل اطمینان واستحفاظ کر دیا تہا کہ اگر کوئی خفیف سا دشمن بہی اِس شہر پر حملہ کرے تو اِسکو بہ آسانی فتح کر سکتا اور قابض ہو سکتا تہا۔

چنانچہ اسکندر اعظم کے حملہ کے وقت ہرچند گورنر ایران نے جو بابل میں رہتا تہا اسبات کی کوشش

GOVERNMENT COLLEGE, LAHORE

کی کہ دشمن کے حملہ سے شہر کو بچایا جائے مگر اسوجہہ سے کہ اِسکی شہر پناہ بالکل غیر محفوظ ہو گئی تہی یعنے اِسکی دیوارین بہت نیچے کردی گئی تہیں اور اِسکے دروازے بالکل کہود کر پہینکدیے گئے تہے سواے اِسکے اور کوئی نتیجہ نہ حاصل ہوا کہ حملہ آور فوج کے ہاتہہ سے گورنر مذکور خفیف لڑائی کے بعد قتل ہو گیا اور سرداران لشکر سکندر اعظم نے شہر پر معمولی خونریزی کے بعد قبضہ کرلیا۔ سکندر کے حملہ سے قبل جو ایرانی گورنر اس شہر میں رہتا تہا اسنے بہی مختلف اوقات میں اس دیوار کے اکثر حصوں کو منہدم کرا دیا تہا کیونکہ ایک وقت میں اِسکو اسبات کا شبہہ پیدا ہوا تہا کہ اہل کالدیا اپنی فطرتی شرارت اور اپنی اصل سرکشی اور بد باطنی کے باعث یہ منصوبے کر رہے ہیں کہ گورنر مذکور کو قتل کر ڈالین اور نہایت بیخبری میں شہر پر قبضہ کرلیں مگر خوش قسمتی سے اس سازش کی خبر عین وقت پر اِسکو پہونچگئی جسپر اسنے بڑے بڑے عمائد اور پس ماندہ خاندانی اشخاص سلطنت بابل کو مجرم قرار دیکر بُری طرح قتل کرا دیا اور انمیں سے بعض کو شہر سے نکالکر مختلف حصص ملک میں آباد کرایا اور دیوار شہر پناہ ایک مقام سے اس وسعت کی بالکل بیخ و بنیاد سے گرادی گئی کہ جسکے دور میں ایسے ایسے بیس دروازے تیار ہو سکتے تہے۔ اِسکے علاوہ حسب الحکم دارا اوّ بہی شہر کی ایسی عمارتیں منہدم کرادی گئیں جنکی بابت یہہ گمان ہو سکتا تہا کہ کسی خاص موقع پر باغی باشندگان شہر کے لیے بطور حفاظت یا کسی قلعہ کی کار آمد ہو سکتی تہیں۔

بہر حال دارا کے زمانہ فرمانروائی سے بابل کی نہایت عجیب شہر پناہ کا استحکام کا انہدام شروع ہوا اور آخر تبدیج اِسکا نشان مٹ گیا۔ بعض مورخین بیان کرتے ہیں کہ سکندر اعظم نے اپنے حملے اور گورنر دارا کے قتل و قمع اور کامل طور سے ایرانی تسلط اور قبضہ اس شہر پر سے اُٹہانے کے بعد یہہ ارادہ کیا کہ بابل کو پہر اپنی اصلی حالت پر پہونچا وے چنانچہ اس خیال سے اُسنے شہر مذکور کی عمارات قدیمہ کو از سر نو ترمیم اور تعمیر کرانا شروع کیا اور نیز شہر پناہ جس جس مقام سے منہدم کرادی گئی تہی اِسکی تیاری اور نئے سرے سے اِسکو اپنی حالت اصلی پر قایم کردینے کی نسبت اُسنے اپنے سرداروں کو حکم دیا تہا اور اس مضمون کا بہی ایک فرمان نافذ کیا تہا کہ شہر بابل کے دروازے بہی اپنے قدیم موقع پر اُسی حیثیت اور خوبی سے نصب کردیے جائیں جنہیں دارا شاہ عجم نے اُکہڑوا کر شہر کے بڑی شاہراہوں میں اہل شہر کی عبرت کے واسطے پہنکوا دیا تہا۔ چنانچہ اِسکی تعمیل بہی نہایت سرگرمی سے شروع ہوئی اور تمام یونانی سردار دل و جان سے اس خیال کی جانب متوجہ تہے کہ جسقدر جلد ممکن ہو بابل کی حالت سابقہ قایم ہو جائے مورخین قدیم

لکہتے ہیں کہ اسمیں شک نہیں کہ اگر سکندر کچھ دنوں اور زندہ رہتا تو جسقدر تباہی بابل کی ہوچکی تہی اسکا نام و نشان بہی نہ رہتا اسکی عمارتوں کی شان و شوکت اصلی حالت پر آجاتی اور اسکی خوبصورتی اور قدیمی زیب و زینت عود کر آتی لیکن یہہ یاد رکہنا چاہیئے کہ بابل کی بربادی صرف انسانی خواہش اور قوت انتقام کے اظہار کی غرض سے نہ تہی بلکہ اسکی پامالی اور تباہی اور نیست و نابود ہوجانے کی جانب اُس خدائے مقدس اور برتر کو توجہہ تہی جو خالق السلاطین اور ملک الملوک ہے۔

درحقیقت اِس سرزمین پر خدائے اسرائیل و اسمعیل کا قہر نازل ہوا تہا اور اسکے لیئے بوجہہ ایک مسلسل زناکاری اور بت پرستی اور نافرمانی خدائے حقیقی کے اور اسکی شدت کفر و زندقہ و الحاد و زناکاری کے وہ زمانہ شروع ہوچکا تہا کہ شمشیر قہر الٰہی اسکو بالکل نیست و نابود کردے جسکا مقابلہ ضعیف ترین مخلوقات دانسان ہی کی ہمتیں ورادارے کسی طرح نہیں کرسکتی تہے تو بہلا سکندر اعظم اگرچہ تمام دنیا کی سلطنت کا مدعی بنا تاہم اِس قادر ذوالجلال کا ایک بندہ ذلیل تہا پس اسکی کیا حقیقت تہی جو ازسر نو بابل کو تعمیر کراسکتا یا اُسکی قدیمی شوکت و حشمت اور جلال و جبروت کو واپس لاسکتا تہا چنانچہ باوجود اِس امر کے کہ سکندر نے کارل سامان دیوار شہر پناہ بابل کی تعمیر کا فراہم کرادیا تہا اور ایک خاص محکمہ اس کام کے واسطے جداگانہ مقرر کیا گیا تہا کہ تمام اِن عمارات قدیم شہر بابل کی حفاظت اور تیاری میں سرگرم رہے بالخصوص شہر پناہ کی تیاری کی بابت تو بڑے شد و مد اور سرگرمی سے کام شروع کیا گیا تہا لیکن یونانیونکی یہ سب کارروائی رائگان گئی کیونکہ اِس ترمیم اور تعمیر کا کام اچہی طرح سے شروع نہونے پایا تہا کہ سکندر اعظم دفعتہً بیمار ہوگیا اور آخر اسکی بیماری کو اِسقدر اشتداد ہوا کہ تمام حکما اور بڑے بڑے ڈاکٹر جو اسکے ہمراہ تہے اُسکی جانبری اور صحتیابی سے مایوس ہوگئی اور آخر بڑے بڑے یاس و حرمال کیساتہ ایسا بادشاہ عظیم کہ جسکو دنیا کی حکمرانی اور فرمانروائی اور کشورکشائی کا غرور اور دعوے تہا ایک چند منٹ میں صفحہ دہر سے اُٹہہ گیا اسکے مرنے کے بعد اسکے سرداروں میں حکومت اور تخت نشینی کے طرح طرح کے جہگڑے اُٹہہ کہڑے ہوے اور شدید اختلاف اور نزاع پیدا ہوگیا آخر اس قسم کے ہنگاموں میں بابل کی تعمیر اور تجدید بالکل موقوف رہی اور پہر سلیوکس جانشین سکندر اعظم نے تو اس جانب سے اپنی توجہہ بالکل ہی پہیر لی بلکہ اسنے ایک نیا شہر اپنی ناموری اور یادگاری کے لیئے شہر بابل کے متصل آباد کرنا چاہا جسکا نام اسنے سلوکیا رکہا تہا۔ اس شہر کی جسقدر عمارت تہی

وہ شہر پناہ بابل کی اور اسکے علاوہ شہر مذکور کی دیگر عمارتوں کے مصالحہ کو کھود کھود کر بنائی گئی تھی ڈیماٹری اس کے دوران سلطنت میں اور زیادہ قدیم شہر پناہ بابل مختلف مقامات سے گرائی گئی اور آخر ہمیرس اور پارتھیا والوں کے عہد میں تو اسکی اصلی ہستی بالکل نیست و نابود ہوگئی تو شہر کے باشندے جو اصل اہل کالدیا تھے اِس شہر میں مقیم رکھی گئی اور نہ دیوار کا نام و نشان قایم رکھا گیا بیلین کا مندر کھود ڈالا گیا اور تمام وہ احاطہ جسپر شہر پناہ قایم تھی دیوار کو گرا کر بالکل کف دست میدان کر دیا گیا اور آخر اُسکے نیست و نابود ہونے کو اسقدر ترقی ہوئی کہ کہین اب اسکا نام و نشان بھی نہیں ملتا ہے البتہ شہر کی عمارتوں کے کھنڈر اور اُنکے مصالحہ کے انبار اور ٹیلے ایک مسلسل حالت میں دور تک پھیلی ہوی دکھائی دیتی ہیں - اور چار طرف سوائے ویرانی اور تباہی کے اور کچھ بھی نہیں نظر آتا ہے -

اگر دنیا کی فانی ہستی پر غور کیا جائے تو درحقیقت کوئی امر اِس سے زیادہ عجیب نہین کہ کس طرح یہہ عظیم الشان اور رفیع البنیان دیوار جو دنیا کے عظیم ترین عجائبات میں شمار کیجاتی تھی صفحہ روزگار سے نیست و نابود ہوگئی درحقیقت اس سے زیادہ اور کیا تعجبناک اور انسانی عبرت کے واسطے اِس سے بڑھکر اور کونسا امر قیاس میں آسکتا ہے کہ ایسے وقت میں جبکہ بابل کی عظمت و شوکت اور جلال و جبروت نقطۂ انتہائی پر پہنچا ہوا تھا اور خاص شہر بابل میں حشمت اور ثروت اور دولتمندی کامل طور سے موجود تھا اور ہر طرف جاہ و حشم اور عیش و نشاط میں سرگرمی نظر آتی تھی اور مسرت و خوشی کے شادیانے بج رہے تھے فوج اور لشکر اور خزانہ بیحد بلکہ خارج از قیاس موجود تھا جس سے ہر قسم کی حفاظت متصور تھی شہر پناہ بابل کی ایسی عظیم الشان اور بڑی عریض دیوارین اِسطرح منہدم ہوکر نیست و نابود ہوگئیں کہ اسوقت اِس امر کا کسی طرح ثبوت نہیں ملسکتا ہے کہ اپنی تعمیر کے زمانہ میں اِن کی بنیاد کس مقام پر قایم تھی -

مسٹر ریچ لکھتے ہیں کہ اِسبات پر کل مورخین کا اتفاق ہے کہ زمانہ سابق میں شہر پناہ کی بلندی کا اندازہ ساڑھے تین سو فیٹ تک کیا گیا تھا - اور ایک گروہ مورخین لکھتا ہے کہ انکی بلندی صرف تین سو فیٹ تک تھی مگر جسوقت اہل بابل نے دارا ہشتاسپ سے بغاوت کرکے محصوری اختیار کی ہے اور پھر زوفائرس کی تدبیر سے اُسکو شہر پر تسلط اور غلبہ حاصل ہوا ہے تو اُسنے اِن دیواروں کی بلندی اسقدر کم کر دی کہ صرف دو سو فیٹ رہگئی -

مسٹر ریچ یہہ بھی لکھتے ہیں کہ دریائے قصبہ حلہ کے متصل اپنی بدنصیبی سے کھنڈر دلہ کے کسی حصہ پر

کوئی آخری نشان اس دیوار کی بنیادونکا نہیں پایا جسکی نسبت یہ مشہور ہے کہ ایک خاص موقع پر اہل حملہ نے شہر پناہ مذکور کی بنیاد پر کوئی عام تفریح گاہ خفیہ طور سے بنالیا تھا۔ سولھویں صدی عیسوی میں اس دیوار کا آخری زمانہ ایک یوروپین مسافر نے دیکھا تھا کہ قبل اسکے کہ اسمیں کوئی از سر نو تعمیر کی تجدید کا سلسلہ شروع کیا جائے وہ اسقدر منہدم ہوگئی تھی کہ اسکا بالکل نشان بھی نہیں نظر آتا تھا اور ان دونوں باتوں پر غور کرنے سے کہ اس زمانہ اور طرز پر کہ جب بابل کی دیواریں موجود تھیں اور ایک ایسا شہر اسمیں آباد تھا کہ جسکا فتح کرنا محال تھا اور نیز اسکے بعد کی حالت کی نسبت مورخین نے بیکسے خیالات ظاہر کیے ہیں ایک عجیب عبرت حاصل ہوتی ہے۔ مسٹر رووڈالف مورخ نے اپنے سفرنامہ میں لکھا ہے کہ جس زمانہ میں مینے شہر بابل اور اسکے آثار قدیمہ کی سیاحت کا ارادہ کیا تو مجکو دیوار شہر پناہ کی حالت دریافت کرنے کی تلاش ہوی۔

آخر مینے اُس مخروطی یا چڑھائی دار ٹیکروں پر چڑھکر جو دیوار مذکور کے لیے کہیں کہیں بطور نشان تعمیر کے سمجھی جاتی تھی اسباب کو معلوم کیا جیسا کہ ہیروڈوٹس مورخ یونانی نے لکھا ہے۔

یہ دونوں دیواریں پے درپے بنی ہوی تھیں جنمیں سے ایک اندر تھی اور اسکے قریب ایک خندق کا فاصلہ دیکر دوسری دیوار بنائی گئی تھی اور ان دونوں دیواروں کی صورت دو متوازی دائروں کی سی تھی جو ایک عظیم احاطہ میں چلی گئی تھی یہ حالت قصبہ حلّہ کے قریب پائی گئی تھی اور یہ بعض مقامات سے کھلی ہوی تھیں جنمیں سے ایک مقام پر مجکو دروازوں کا سا نشان معلوم ہوتا تھا اور اسلئے میں خیال کرتا ہوں کہ یہ قدیمی شہر پناہ بابل کی دیواریں ہیں اور جو مقامات کہ کھلے ہوے ہیں اُنکو میں قدیم شہر پناہ کے قدیم دروازے سمجھتا ہوں کیونکہ یہ کھلے ہوے مقامات اس قسم کے نشان ظاہر کرتے ہیں جنسے دروازونکا یقین ہوسکتا ہے۔ یہ نشان مینے متفرق طور سے سو کے قریب بڑی دور تک سفر کرکے شمار کیے تھے اور اس بنیاد پر میرا یہ خیال مستحکم ہوگیا کہ ضرور یہ شہر پناہ کی دیواریں تھیں کیونکہ اسکی تائید کے واسطے مینے جو زیادہ حالات دریافت کرنے کی کوشش کی تو اور بھی اکثر جگہہ اسی دائرہ میں ایسے نشان رنگ میں چھپے ہوے پائے جنسے شہر پناہ کی دیوار کا کامل یقین ہوسکتا تھا۔

مقامات تسلوشنبا۔ سئی سی فن۔ دستیفراد۔ کوفہ اور اسکے گرد ونواح میں جو قدیم آبادیاں تھیں مع اُن آبادیوں کے جو نہایت آخرترین زمانہ میں بسائی گئی ہیں مثل نجف اور کربلا وغیرہ اور انکے سوا اور جسقدر قصبے اور مواضع ہیں وہ خاکنا عام طور سے بابل کی دیواروں کے باہر

تعمیر ہوی ہیں بہر حال شہر بابل کی شل اِسکی دیواریں بہی ایسی نیست ونابود ہیں کہ اُنکا بہی نشان خاص عمارات اندرون شہر کی طرح بالکل مفقود ہے۔

صدہا سال کی بارش اور دریائے فرات کی سالانہ سیلاب اور روانی نے اِن پامال شدہ اور منہدمہ دیواروں کی مصالح اور سامان تعمیر کو بہا کر اِس خندق میں ڈالدیا ہے جہاں سے متصل یہ دیواریں تعمیر ہوئی تہیں اور یہانتک اِس قدرتی کارروائی کا اثر ہوا ہے کہ نہایت سوزندہ اور ہولناک صحرا کے ریگ نے اِن مقامات کو جہاں یہ دیوارین بنی ہوی تہیں بالکل ڈہک دیا ہے اور ایسا اِن مقامات کو بدل دیا ہے کہ بابل کے مذکورہ نہایت عریض اور مستحکم دیواروں کی نسبت سوائے اِسکے اور کوئی گمان نہیں ہو سکتا ہے کہ وہ قطعاً منہدم ہو کر بے نام ونشان ہو گئی ہیں۔ بہر حال اِن متواتر شہادتوں سے جو اِس شہر کی بربادی کے متعلق ہماری نگاہ کے سامنے موجود ہیں یہ کامل یقین کے ساتھہ کہا جا سکتا ہے کہ ایسی بلند ترین دیوارین جو انسانی کاریگری کا ایک حیرتناک نمونہ تہیں اور جو ایک ایسے شہر کے گرداگرد بطور دائرہ کے کہچی ہوی تہیں جسپر آفتاب کی شعاعین نہایت جاہ وجلال اور زینت آرائی کے طرز وطریقہ پر تابندہ رہتی تہیں اور نیز ایک ایسا وسیع اور مسطح اور ہموار ملک جسکا دار السلطنت بابل اعظم تہا۔ رب قدیر کی نہایت لاعلاج اور عالم سوز عذاب الیم کے نازل ہونے سے برباد ہو گیا۔ مسٹر بکنگہم نے اپنے سفرنامہ میسوپوٹیمیا میں جسکا نام "تحقیقات بعد زوال شہر بابل" ہے یہ ذکر کیا ہے کہ ایک بڑی عرصہ کی محنت اور سخت تحقیقات اور تلاش کے بعد اُنہوں نے بابل کے کہنڈروں کے مشرقی حصہ کا کچھہ حال دریافت کیا۔ وہ لکھتے ہیں کہ اِس موقع پر مجھے ایک بیضوی شکل کا ایک ٹیلہ نظر پڑا جسکی بلندی ستر فیٹ سے لیکر اسی فیٹ تک تہی اور اِسکا محیط تین سو فیٹ سے لیکر چار سو فیٹ تک تہا یہاں پر مینے ایک قدیم دیوار کے کچہ آثار پائے تہے جو تیس فیٹ لانبے اور بارہ فیٹ تک دبیز تہے اور جسکی چارطرف نظر کرنے سے اور اِسکی موجودہ حالت پر غور کرنے اور نیز اسکے ہر ایک حصہ کیجانب جو منہدم اور غیر مکمل تہا توجہ کی اور اس کہنڈر کی ہیئت گذری سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ یہ مقام یقیناً اصلی اور قدیم برباد شدہ اور منہدمہ دیوار بابل کا ٹکڑا ہے۔ مگر کپتان فریڈرک جسنے خاصکر بابل کے بقیہ آثار اور اسکے دیوار شہر پناہ کے حالات اور نیز خندق کی کیفیت دریافت کرنے کی غرض سے اِسکی گرد سفر کیا تہا یہ لکھتا ہے کہ دیوار مذکور کے جس نشان کا ذکر ہوا ہے وہ موجودہ زمانہ کی کسی مسافر کی نظر سے نہیں گذرا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ میری تحقیقات پوری

طور سے جو اہل عرب کے ذریعہ ہوئی ہے یا جسکے تمام بساط کا موازنہ اُن چند روایات پر ہو سکتا ہے جنکو اہل عرب نے مجھسے شہر پناہ اور خاص بابل اعظم کی نسبت بیان کیا وہ بہت کم قابلِ اعتبار ہے اور اسکے ذریعہ مجکو کوئی بھی صحیح حال بالخصوص دیوار بابل کا نہیں معلوم ہوا۔

دریائے فرات کے کنارے کا وہ سطح جو اکیس میل طول میں چلا گیا ہے اور جسکا عرض تقریباً ۱۲ میل ہے میری نظر سے گذرا اور مینے اس مقام کی تمام وکمال تفتیش اس غرض سے کی کہ دریائے مذکور اسوقت اُسی موقع پر لہریں لے رہا ہے جہاں وہ وسط شہر بابل میں سے ہو کر زمانہ بخت نصر میں موج زن تھا مگر مینے اُس وسیع مقام میں یا اس بسیط رقبہ میں اپنے تمام دوران سفر میں کوئی مقام ایسا نہیں پایا اور نہ کوئی نشان اس آثار قدیمہ کا نظر آیا جسکی نسبت میں یہ اندازہ کر سکتا ہوں کہ فلاں مقام پر قدیم دیوار شہر پناہ بابل واقع تھی اور فلاں جگہ پر اسکی خندق بنی ہوئی تھی اگر دیوار شہر پناہ کا کوئی بھی نشان موجود ہوتا تو یہ ضرور ہے کہ اُسکی محیط کی وسعت بہ نسبت اس وسعت کے جسکے سیر اور تحقیقات کا ذکر جغرافیہ دانان حال نے کیا ہے بہت ہی زیادہ ہوتی ہیں تو اس مقام کی نسبت مشکل سے یقین کر سکتا ہوں کہ یہاں بابل کی شہر پناہ باقی تھی مگر اسکے ساتھ ہی میں اُن لوگوں کو اسبات کے قبول کرنے سے کہ تحقیقات سابقہ کو غلط سمجھا جائے یا صحیح خواہ مخواہ کوئی غلط فہمی پیدا کرا دینا نہیں چاہتا کیونکہ میری ذاتی تحقیقات اور مسٹر بکنگھم کی تحقیقات میں ایک خاص فرق ہے۔

مگر اسقدر آگاہی دیدینا ضرور ہے کہ صرف اسبات کی آگاہی کے واسطے اور اس تحقیق کے لیے کہ قدیم شہر پناہ بابل کس مقام پر واقع تھی میں اس گردش اور سفر سے اپنے تمام زمانہ قیام دیار بابل میں بہت کم خالی رہا تھا پورے دن کے آٹھ گھنٹے تک صرف اس کام میں پھر پھر کر سفر کرتا تھا اور گردش کرتا رہتا تھا اور چھ روز تک میری یہی حالت رہی تھی اکثر میرا یہ سفر سواری پر ہوا اور ساتواں جبکہ مجھے اس سفر میں گذرا تو مینے پورے بارہ گھنٹے اس تلاش اور تجسس میں ضائع کر دیئے تھے کہ میں مسٹر بکنگھم کی تحقیقات کی اصلیت کا ثبوت حاصل کروں۔

مسٹر کیپل اپنے سفر نامے میں لکھتے ہیں کہ میں اور میرے ہمراہی مع دیگر سیاحوں کے اپنے دوران سیاحت بابل میں عرصہ تک اسی بات کی تلاش میں مصروف رہے کہ بابل کی اصلی شہر پناہ کی بنیاد کا کوئی نشان ملے مگر یہ سب محنت ضایع ہوئی اور کسی موقع پر کوئی نشان ان قدیم دیواروں کا مجھے نظر نہ آیا پس میں اس تحقیقات سے تھک کر یہ امر یقینی طور پر کہتا ہوں کہ بابل کی بربادی

اور اسکی دیواروں کی مسماری اور نیست و نابود ہونے کی نسبت جو کچھ حکم پہنچیگا وہ خدائے جلیل سے ہو چکا تہا اور جو کچھ ربانی پیشین گوئی اسکے خلاف لوگونکو بطور اطلاع کے سنائی گئی تہی وہ تمام و کمال اسکی بربادی کی پورے طور سے مکمل ہو جانے کے لیئے ایک خاص دستاویز ہے۔ اور میں خصوصاً یرمیاہ نبی کی اِن الفاظ کی پوری تصدیق کرتا ہوں کہ عریض اور طویل دیواریں شہر پناہ بابل کی بالکل منہدم ہو جائینگی۔ اور نیز یہہ پیشین گوئی بہی جو بابل کی نسبت ہوئی پورے طور سے صحیح ہوئی کہ بابل کی بربادی ایک تعجب انگیز منظر ہوگی اور جو کوئی شخص بابل کو جائیگا وہ متعجب ہوگا کیونکہ اسوقت یہ خیال کرنا نہایت مشکل ہے کہ بابل در اصل کیا چیز تہی اور ایک چشمدید شہادت اسبات کو بغیر تعجب کیے اور کچھ اندازہ نہیں کرسکتی کہ اُسکی موجودہ حالت کسی قسم کے آثار قدیمہ میں داخل ہے۔ سر رابرٹ پورٹر جسوقت اِن کہنڈروں کی حالات دریافت کرنے کے واسطے اُنمیں داخل ہوئے ہیں تو وہ لکہتے ہیں کہ مجہے کسی مقام میں اسقدر جوش اور زمانہ کی بے ثباتی کا خیال نہیں پیدا ہوا جیسا کہ اس مقام پر جہاں مجہسے یہ کہا گیا تہا کہ اِسجگہ شہر پناہ بابل کے قدیم دروازے بنے ہوئے تہے جو بالکل منہدم اور عبرتناک حالت میں آنکہوں کے سامنے اپنا ویران منظر پیش کرتے تہے۔ کپتان میگنان لکہتے ہیں کہ میں اسحالت کو کسی طرح نہین بیان کرسکتا ہوں کہ جو اس کہنڈروں کے مجموعے کے سلسلے اور ویرانون کی عظمت اور طول وطویل دائرہ کو دیکہکر میرے دل و دماغ پر طاری ہوا کیونکہ اِسوقت سوائے ویرانی اور رہونناک بربادی کے جو چار طرف چہائی ہوئی تہی مجہے اور کچہ بہی نظر نہ آتا تہا۔ بہرحال جس طرح زمین کی خوبیوں کا دار الصدر پامال اور تباہ و برباد ہوا ہے اسکی بابت ذیل کی عبارت قابل غور ہے۔ سر رابرٹ پورٹر اپنے سفرنامہ میں کہنڈروں کے حالات کے تحریر کرنے اور اسکے نہایت مسلسل اور ویران مناظر کی تفصیل لکہنے اور نیز اِس امر کے ظاہر کرنے کے بعد کہ اِسوقت شہر بابل کی موجودہ سطح کی کیا حالت ہے اور اسکی عمارتوں کی قدیم بنیادوں کی نسبت کسی قسم کا اندازہ کہ وہ کہاں پر موجود ہیں اور نیز اِس امر کا اظہار کرتے ہوئے کہ موجودہ ویران اور برباد شدہ ٹیلوں کا سلسلہ کیسے کیسے عجیب آثار قدیمہ کو اپنے پہلو میں چہپائے ہوئے ہے یہہ لکہتے ہیں کہ اس ویران سطح کا تمام و کمال منظر ایک عجیب اندوہ اور خاموشی کی حالت میں ہے۔

عظیم الشان دریائے فرات کی لہرین یا خود نہر فرات ایک نہایت تنہائی کی حالت میں اسطرف آوارہ گردی میں مصروف ہے اسکی حالت اِسوقت اِس قسم کی ہے کہ گویا نہایت آرزو مند سیاح

ان ویرانوں کے قریب اِس تباہی رسیدہ دارالسلطنت کے طواف میں مصروف ہے - اِسکے کنارے نرکل کے جنگل سے کچھ دور تک پہیلے ہوئے ہیں اور یہی مقام ہے جہاں قیدیان بنی اسرائیل اپنے بربط اور چنگ بجاتے تہے نرکل اور عجیب قسم کی گہاس ہر طرف اُگی ہوئی ہے بہر حال اسوقت اِس تبادلہ کو دیکہنا چاہیئے جو یہ ویرانہ منظر ہماری نگاہوں کے سامنے پیش کرتا ہے - موجودہ حالت میں تو یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ شکستہ چہوٹی چہوٹی پہاڑیاں شاہی ایوان تہے اور یہہ جو لمبے سلسلے میں چند ٹیلے دکہائی دیتے ہیں یہ شہر بابل کی سڑکیں تہیں اور اِس نہایت عبرتناک تنہائی اور خاموشی سے متکبر اور زیانکار دختر مشرق (شہر بابل) کی روزانہ چہل پہل اور گرمجوشی اہل بابل کا عجیب نشان ملتا ہے اسوقت اِسکی بربادی اور خرابی سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شہر مذکور کا نام و نشان نہ باقی رہنے والا تہا اور نیز یہ کہ اسپر کیڑے مکوڑے رینگتے نظر آنے والے تہے - اِسکے محلات سے بدلکر ٹوٹی ہوئی پہاڑیاں ہوگئیں اور سڑکوں سے منقلب ہوکر ایک طویل سلسلے کا ملبہ بنگیا اور یہ حالیکہ یہ مقام دنیا کا تخت گاہ سمجہا جاتا تہا وہی اب تاریکی اور خوف اور وحشت کا مخزن ہوگیا ہے -

بجائے عظیم الشان غلغلہ طرب و شادمانی کے جسکے باعث شہر بابل کی شگفتہ مزاجی اور زندہ دلی مشہور تہی ہر طرف محشری خاموشی چہائی ہوئی ہے گویا موت اور معدومی کا بار اِس سب سطح پر ڈالدیا گیا ہے جسنے ایسے پر ساز و سامان اور زندہ دِل وسعت آباد طبعی کو ایک نہایت کہنہ شہر خموشاں کی مثل کردیا ہے اور وہ مقام جو دنیا کے ہر ایک قیمتی چیز کا مخزن تہا اور جہاں دنیا کے خزانے ہر ایک طرف سے آکر جمع ہوتے تہے اور جہاں قیدیان بنی اسرائیل کا اِس قسم کا قیدخانہ بنا ہوا تہا جسکا قیدی تمام عمر نہیں چہوٹتا تہا اور جہاں مظلوم اسیروں سے بیحد محنت اور مشقت لیجاتی تہی اور جسجگہ دنیا کی بیشمار اقوام جمع تہیں - بڑے بڑے تاجداران باحشمت و جاہ جسکے دروازوں کو اپنا محترم داد رسی گاہ اور مامن جانتے تہے اور تمام زمانہ کے سردار اور حکمران جسکے نام اور جسکی طرز حکومت اور دولتمندی اور جبروت و جلال سے حسد کرتے اور ہمیشہ کانپتے رہتے تہے اور جہاں کا حسن و جمال اور علم نجوم و ہیئت اور سنگتراشی اور مختلف صناعیاں اُسوقت دنیا میں لاثانی خیال کیجاتی تہیں اور جسکی نہایت بازیب و زینت عمارات شاہی اور باغ اور عدالتیں اور بتخانے دنیا کے انسانی صناعی اور عظمت و جبروت کے لحاظ سے بطور نظیر و مثال پیش کئے جاتے تہے اب وہی بابل ہے کہ جسکی آثار قدیمہ کا نشان

بھی شکل سے ملتا ہے۔ چار طرف وحشت اور عبرت چھائی ہوئی ہے اور سوائے ویرانی کے اس عظیم الشان شہر کی کسی شے کی ہستی کا یقین ہر ایک سیاح کو شکل سے ہوسکتا ہے۔ وہ جگہہ جو ایک زمانہ میں نہایت وسیع البنیان دار السلطنت اور گویا طرح طرح کی خوبصورت ایوانوں اور عمارت کا معدن اور مسکن تہا اور جسکی آبادی کا اندازہ ساٹہہ لاکہہ آدمیوں تک کیا گیا تہا اور جسکی فوج کی تعداد تمام دنیا کی سلطنتوں سے مجموعی طور پر پانچ حصہ زیادہ تہی اور جو زراعت اور سرسبزی اور کاشت کے طریقوں سے انتہائی نفع حاصل کرنے میں دنیا کے ملکوں کے واسطے بطور تقلید پیش ہوتا تہا اور جو دنیا کی تمام گورنمنٹوں اور حکومتوں کی عزت اور احترام کا باعث خیال کیا جاتا تہا اور جسکی وسعت اور انتہائے آبادی کی نظیر اسوقت تک دنیا کے کسی آباد شہر سے نہیں ملسکتی ہے اسوقت ایک ہو کا مقام ہے اور حد درجہ ویرانی اسپر محیط ہے سموم سوزان اسکی ان مقامات کے ریگستانی ٹیلوں کو جہلس رہی ہے جہاں نسیم وصبا سے انسانی دماغ فرحت اٹہاتے تہے۔ آفتاب کی شعاعیں اس سطح ارض کو پتہر بنا دینے اور اسکی قلب ماہیت کرانے میں مصروف ہیں جو اپنی لاثانی خوبصورتی سے ایک زمانہ میں دلفریبی میں مشہور تہیں۔ اب وہاں نہ کوئی انسانی آبادی ہے اور نہ کوئی اس مقام پر بود و باش کرنے کے لیئے توجہ کرتا ہے اور نہ کوئی عمارت بنائی جاتی ہے اور بیشمار نسلیں اور بے انتہا سنین اس حال عبرتناک کو دیکہتے گذر گئی ہیں کہ کسی انسانی ہستی نے وہاں کبہی آباد ہونے کے واسطے گذر کیا ہو۔

جس جگہہ ہمیشہ تمام اہل عرب و شام تجارت اور سیاحت کی غرض سے وارد ہوتے رہتے تہے اور دنیا کی سوداگری جس مقام کے لیئے خاص ہوگئی تہی اور جو عرصہ دراز تک خرید و فروخت کا ایک نہایت عظیم الشان بازار بنگیا تہا۔ جہاں ایرانی قالین اور ضرورتی اور ہندوستانی ساخت کے نہایت خوشنما اشیا اور ہر قسم کا رومی پارچہ اور افریقہ کی عجیب صحرائی قسمتی پرند اور جزائر کے طرح طرح کے طیور اور چوپائے سوداگری کی غرض سے جمع ہوتے تہے اور جہاں ناچ گانے سے ہر گلی کوچہ میں کان پڑی آواز نہیں سنائی دیتی تہی جو خوشی اور شادمانی کا مسکن تہا وہی مقام اسوقت ایک عجیب ہولناک ویرانہ نظر آتا ہے نہ وہاں ان عربوں کی خیمے دکہائی دیتی ہیں جنکے آزادی اور دلاوری نے اہل کالدیا کو یہ ذہن نشین کر دیا تہا کہ بوجہہ بت پرستی کے ہمخیال ہونے کے یہ قوم ہماری شریک ہوگی اور نہ کوئی بازار ہے جسکی

نمود اور رونق اور جسکی آمد و رفت اور آیندو روند سے شہر بابل انسانی جنگل ایک زمانہ میں مشہور
تہا اور نہ وہ رونق دار گذرگاہیں اور وسیع سڑکیں ہیں جنپر امرا اور سرداران بابل اپنی سواریوں
پر تفریح کے واسطے نکلتے تہے وہ آویزان باغ جنکی حیرتناک طرز تعمیر نے بابل والوں کے دماغ
میں ایک متنفر غرور پیدا کر دیا تہا اب انکا نام و نشان بہی نہیں ہے اور جہاں بادشاہی محلات
تہے وہاں شیشے کے کانوں کا سلسلہ دور تک نظر آتا ہے آویزان گلزار اور باغ جہاں ہمیشہ نازنینان
پری جمال اپنی دلفریبی اور رعنائی سے وارستہ مزاجوں کے دلوں کو پامال کیا کرتی تہیں اب
اس جگہ ہیبتناک زد ہے اور طرح طرح کے حشرات الارض رینگتے ہیں وہ مقام جہاں بیشمار تہ خانے
اپنی تاریکی اور وسعت میں اسلئے مشہور تہے کہ انمیں بیحد پوشیدہ خزائن مدفون موجود ہیں
اب انکی یہ حالت ہے کہ انکی اینٹیں تک نکال لی گئیں اور سوائے بیشمار گڑہوں اور ایسے تالابوں
کی جنمیں اپنی طغیانی کے زمانہ میں دریائے فرات لبریز کر دیتا ہے اور کچہ بہی نظر نہیں آتا ہے۔ ایک
ایسا تبادلہ نہایت دردناک اور ہمیشہ عبرت حاصل کرنے کے واسطے
انسان کو بتا دیا گیا ہے کہ شہر بابل جو دنیا میں ایک نہایت ہی باجاہ و جلال اور تمام
دنیا کا سرتاج یقین کیا گیا تہا کسطرح ایک ایسا ویران منظر ہو گیا اِسکی یہ حالت بیماری غور
کے قابل ہے کہ حملہ آوروں نے کس طرح سرنگیں لگا کر مختلف زمانوں میں اسکی زمین کو متزلزل
کر دیا تہا اور کسطرح گروہ کے گروہ اور دنیا کے تمام اقوام اسکے خلاف جنگ و جدل اور حملہ آوری
پر آمادہ ہو گئی تہی ایک ذرا ہمکو اُن قوموں کی کثرت پر لحاظ کرنا چاہیئے جنہوں نے بابل کی تباہی
پر کمر باندہی تہی اور نیز ان بادشاہوں کی یورش کو ہم سوچیں جنہوں نے ساحل سمندر یا بابل
کے حدود سے نہایت عظیم فاصلے پر اِس بات کا عزم کیا تہا کہ سرزمین بابل کو تسخیر کریں اور
نیز اسباب کو خیال کریں کہ کس طرح مزدوری پیشہ اشخاص نے اِسکی زمین کو اینٹوں کی غرض سے
کہود کر ملبے کا ڈہیر کر دیا ہے اور نیز اُن چشموں اور تالابوں کا اندازہ کریں جو بیشمار تعداد میں اِن
مسلسل ٹیلوں میں موجود ہو گئی ہیں۔ اِک ذرا اِس جہیل کو یاد رکہنا چاہیئے جو ملکہ نمرود نے اپنی یادگار
میں بیشمار صنعتوں سے ایک ایسے محیط میں جو بیس میل سے کم نہیں تہا دریائے فرات سے
خاص اہتمام کے ساتہہ بنوائی تہی اور نیز اُس نہایت رفیع الشان بتخانہ بزرگ کو جو اہل بابل
کا خاص عبادتگاہ تہا تصور کریں اور پہر اسباب کو دیکہیں کہ وہی ایک جلا ہوا پہاڑ ہمارے
سامنے بیشمار صدیوں سے ویرانی اور بربادی کا منظر بنا ہوا نظر آتا ہے جسمیں سنہری بُت

جو چالیس فیٹ بلند تہا اور اس تبخانہ (بیلس کا مندر) کی چوٹی پر نصب تہا۔
تمام دیوتاؤں کی مورتین زمین پر توڑ کر پہینک دی گئی ہیں اور اِنکے ذروں کو خاک میں ملا دیا گیا ہے اِن نہایت باشان و شوکت مذہبی تقریبوں اور سالانہ بارونق تیوہاروں کو بہی پیش نظر رکہنا چاہیئے جو فرمانروایان بابل کے عہد میں بڑی سرگرمی سے ہوتے تہے یہہ تصور بہی اِسکے ساتہہ ہی ہونا چاہیئے کہ ہم سلطنت بابل کی نہایت ہی آبادی اور سرسبزی کی حالت میں ان تمام گلی کوچوں میں پہر رہے ہیں جہاں ہر طرف رباب و بربط و سرود کی آوازوں کے سوا اور کچہ بہی نہیں سنائی دیتا ہے اور بیل شیزار کی تیوہار کو بڑے دہوم سے منایا جا رہا ہے اور نہایت ناخداترس اور ظالم سرداران سلطنت بابل اُن سنہری ظروف میں جو زیون متعلقہ بیت المقدس سے بخت نصر لوٹ کر لایا تہا بڑے جوش و خروش کے ساتہہ بادہ گساری اور بے غل و غش شراب نوشی میں مصروف ہیں اور پہر دفعتہً ہماری پیش نظر اُسی مقام پر ایک ایسی حالت ہوتی ہے کہ جسمیں سوائے جنگلی جانوروں اور حشرات الارض کی بہیانک آوازوں کے اور کچہ بہی نہیں سُنائی دیتا ہے اور جو اِس کثرت اور فراوانی کے ساتہہ اِن مکانات میں جن میں بادشاہ اور امرا اور ارباب دولت و ثروت تہے بہرے ہوئے ہیں کہ انسان انکا شمار نہیں کر سکتا ہے۔ ہر طرف الوؤں کے آشیانے اور چمگادڑوں کے مسکن ہمکو ایک نہایت مہیب خواب کا نمونہ دکہاتے ہیں۔
ہر طرف ایک ایسے مقام پر جہاں انسانی رقص و سرود کا ایک عجیب دلفریب منظر تہا ہمارے نظر کے سامنے وہ سمان لایا جاتا ہے کہ جسمیں جنگلی درندوں کی قطاریں گردش کرتی ہوی دکہائی دیتی ہیں اور جس طرف نظر اُٹہہ جاتی۔ ہے سوائے انکی چنگہاڑوں کے اِس ویران قطع کے ساتہہ اور کچہ بہی نظر نہیں آتا ہے کہ جو اِن درندوں کا اِسوقت ایک اصلی وطن اور قدیمی مسکن معلوم ہوتا ہے۔ ہر طرف اژدہوں کے غار اور نہایت زہریلے سانپوں کی بانبیاں ایک ایسے شخص کو جو اِس طلسمات دنیا کو تصور میں دیکہہ چکا ہو کیسا مرکز اندوہ اور حسرت بنا سکتی ہیں۔ تمام درجہ بدرجہ اور محراب در محراب آویزان باغ اِسوقت ایک پہاڑی ٹیلے کی صورت میں نظر آتے ہیں اور اُنکی آرایش ایک سطح قوت اور تباہی کی وسعت میں بدلی ہوی ہمیں دکہائی دیتی ہے۔ دنیا کی تمام زیب و زینت جو بابل کی آراستگی ایک وسیع سلسلے میں گروہ انسانی کے واسطے دوامی سمجہہ لی گئی تہی اب ویرانی اور بربادی کے ساتہہ انقلاب پذیر

ہوگئی ہے۔ اسکے نہایت حیرت انگیز شگوفے اور دلفریب وتیں اور نہایت سرسبز اور عجیب و
وغریب سایہ دار درخت اسوقت ایک خاک کا ڈھیر نظر آتے ہیں۔ اور اینٹ بلے اور مٹی کا ایک
پہاڑ اُٹھا ہوا دکھائی دیتا ہے ہرطرف گیدڑوں اور مختلف درندوں کی آوازیں اسمیں گونجتی رہتی
ہے۔ جہاں طیور خوش الحان کے زمزمے اور عندلیبان نغمہ سر کے چہچے بلند رہتے تھے اسجگہ
محشری خاموشی زبان حال سے ایک سیاح کو یہ سنا رہی ہے کہ سوائے خدائے ذو الجلال
کے ہر ایک شے مٹجانے والی ہے اور نیز خدا کی یہ نافرمان بندے کس حال خراب سے نیست
و نابود ہوکر آئندہ کے واسطے اپنی زندگی کا ایک عبرتناک نمونہ چھوڑ جاتے ہیں وہ محلات
شاہی جنکی زیب وزینت دلفریبی میں مشہور تھی اور وہ امرا اور صاحبان دولت جو بڑے
بڑے سرگروہوں اور اپنی مصاحبوں کے ساتھہ اس نگارخانہ عشرت میں نہایت مغرورانہ
زندگی بسر کرتے تھے اور جو خدائے ذو الجلال کے نام اور احکام سے بالکل غافل تھے اب انکی
یہہ حالت ہے کہ نہ تو انکا کوئی نام لینے والا ہے اور نہ انکی زرق برق پوشاکوں کا پتہ ہے اور
نہ انکی تعمیرات کا نشان ہے جسپر انکو اسقدر ناز اور غرور تہا اور نہ انکی وہ شان وشوکت نظر آتی
ہے جسے بالکل غیرفانی سمجھتے تھے انکا جسم خاک میں ملگیا ہے انکا گوشت پوست خاک کی
خوراک ہوگیا ہے اور انکی خاک جسم اسوقت جنگلی جانوروں اور حشرات الارض اور دور دست
سیاحوں کی پائمالی میں ہے۔ نہایت عریض وطویل اور رفیع البنیان شہرپناہ بابل اب کہاں
ہے وہ تاریخی مقام جسجگہہ سائرس (کیکاؤس) اپنے عظیم الشان اور جرار لشکر کے ساتھہ ان
دیواروں کی نیچے خیمہ زن ہوا تہا بہلا کوئی بتائے تو سہی کہ کسی جگہہ بھی اسکا نشان نمودار ہے
وہ جگہ جہاں بابل کی بربادی اور تباہی کے لیئے دنیا کی تمام اقوام متحد الخیال ہوکر فراہم
ہوگئی تہیں اور جنکو اپنی عجیب وغریب منصوبوں میں کامل کامیابی حاصل ہوگئی تہی۔ اب
ایک ایسا فرضی مقام سمجھا جاسکتا ہے جسکا وجود خیالی صرف افسانہ نویسوں کے کارآمد
سمجھے جانے کے قابل ہے۔ ایک ذرا اس خیالی مقام کا اندازہ کیجیئے جہاں اسکی شہرپناہ کی
بنیادیں قایم ہوئی تہیں اور جو اب بڑے بڑے محققوں کے دل و دماغ میں اسلیئے اپنی
جھلک دکھلاتا ہے کہ ہم اسکی ہستی کے مٹجانے پر عبرت حاصل کریں اور اسکی تباہی کے اسباب
اور اس نہایت ہولناک انقلاب سے اس قسم کا نتیجہ حاصل کریں جو انسانی ہستی کی آئندہ
نسلوں کو سبق خداپرستی کی یقینی سمجھنے کے لیے ہو اور جنسے ایسی عبرت انگیز بربادی

اور ایسے زبردست اور اندوہناک ایک نہایت وسیع عالم انسانی کی غرض سے ظہور پذیر ہوگئی تھی۔ ہمکو سبابت کا تصور لازم ہے کہ بابل جسکی بادشاہت اور شوکت فرمانروائی نے خاندان بخت نصر کے نام و نمود کو دائرہ عظمت و جبروت کی انتہائے نقطہ پر پہونچا دیا تھا اور جسکی آرزو اور منشا کے بموجب سلطنت بابل تمام دنیا کے لیئے ایک نہایت باجاہ و جلال مرکز سمجھی گئی تھی اسکے افعال کس طرح کی نفرت انگیز تھے اور ان خطرناک اور مکروہ افعال نے یہہ مصیبت انگیز انجام ہمیشہ کے لیئے قایم کردیا۔ وہ اسکا اب احمقانہ غرور کہان ہے اور اسکی مصنوعی جلال و جبروت اور مالی شوکت کا کہیں نشان بھی نہیں ہے اور یہ مکمل نتیجہ اس امر کا بھی ایک خاص نمونہ ہے کہ وہ ایک قادر مطلق اور وہ خدائی ذوالجلال ہی دنیا و اہل دنیا کا خالق اور من جمیع الوجوہ اسپر حکمران ہے۔ اور اسکی مخلوق میں جو کوئی نام آوری اور نمود کی نظر سے سربرآوردہ شمار کیا جا سکتا ہے وہ صرف اُسی کی نظر رحمت اور تفضیل کے باعث ہے ورنہ دراصل ہر قسم کی مخلوق اپنے وجود میں سراسر محتاج ہے اور اسکو اپنے درجہ اور اقتدار کی حالت قایم رکھنے میں اپنی ذاتی ہمت اور جذبات نفسانی سے کوئی بھی فائدہ نہیں پہنچ سکتا ہے۔ فنائے ابدی اسی نہایت مکروہ مغرورانہ خصلتوں کا نتیجہ ہے اور ایک ایسی ہستی اپنے خالق کے فراموش کردینے اور اسکے احکام کو بھلا دینے سے ظہور پذیر ہوتی ہے کہ جو قوت وجود کو بالکل ہی فنا کردیتی ہے اور جسکا ایک ادنے نمونہ ہماری نگاہوں کے سامنے بابل کی متکبرانہ زندگی اور اسکی خاتمہ پر خیال کرنے سے ہماری پیش نظر ہوتا ہے صرف اس خیال پر کہ ہماری ہستی ہمارے اختیار میں ہے۔ یقیناً اہل کالدیا کو ایک ایسا انقلاب رو بکار ہوا جسکی نظیر ابتدائے خلقت دنیا سے اسوقت تک نہین ملتی ہے اور محض یہ دہوکہ ہے کہ جو کچھ اہل بابل کے کرتوت ہیں وہ انسانی زندگی کے خول اور عمدگی کے واسطے فطرتاً موزون و مناسب ہے انکی مجموعی قابلیت اور کمال اور دانشمندی ایک خبط کا معدن ہوگئی۔ بیشمار نسلیں اور صد ہا پشتیں گذر گئیں اور گذرتی چلی جاتی ہیں اور اسی طرح گذرتی چلی جائینگی لیکن شہر بابل اور اسکے متکبر باشندوں کی ہستی اسیطرح نہایت عبرتناک خواب مرگ میں ہے اور کوئی بھی اس یقین کی صورت نہیں ہے کہ انہیں اس جہان فانی میں نام و نشان کے باقی رہنے کے اعتبار سے کبھی کروٹ بدلنے کا بھی خیال آئیگا اور کیونکر ایسا ہو سکتا ہے جبکہ انکی زناکاری اور مادہ پرستی اور شدید خدا فراموشی نے انکے قوائے روحانی کو بالکل فنا کردیا ہے

اور وہ خاک کا ڈھیر اور طویل ٹیلوں کے سلسلے جو ہم اِسوقت دیکھہ رہے ہیں صرف اب اِسی لیئے باقی رہگئی کہ کچھہ عرصہ کے بعد انکی ہستی کی یقین کو صفحہ عالم سے محو کردیں - اِس موقع پر کہ جہاں دولت اور ثروت اور سرسبزی اور حشمت و اجلال کی نسیم وصبا کے جھونکے دِل و دماغ کو بیخود بیکئے دیتے تھے اگر کوئی سیّاح اور مسافر بنظر تحقیق حالات ایک سمت کھڑا ہو کر چار طرف نظر دوڑائے تو سوائے فنا اور نیستی کے آوازوں کے اور اِن مٹی کے انباروں کی جو نہایت ہی حیرتناک اور ایک عجیب افسردگی آلود منظر کا مجموعہ ہیں نہ وہ کچھہ دیکھہ سکتا ہے اور نہ سمجھہ سکتا ہے اور نہ کچھہ سُن سکتا ہے اور سب کا خلاصہ یہ ہے کہ بابل اعظم جو دنیا کی نگاہوں کے واسطے انسانی عجیب و غریب خیالات اور صناعیوں کی ایک عجیب عظیم الشان مثال تھی اور جسکو صرف الفاظ حیرت و تعجب کے واسطے ہر ایک حالت کی بابت ایک خاص افتخار حاصل تھا اِسکی موجودہ نیستی اور پامالی اپنی ہستی اور قیام اور زیب و زینت کے زمانہ سے زیادہ تعجب انگیز ہے بوقلمونی روزگار تو اِس سے زیادہ اپنی زندگی کے واسطے کوئی موزوں کامیابی کے لیئے آمادہ نہیں رہسکتی ہے - اگر نہایت ہی عمیق نظر سے دیکھا جائے تو اِسکی بربادی کے مصالح کیسے اہم اور ضروری تھے اور نیز ان قراین اور اسباب پر خیال کریں جنسے بابل کی اصلی حالت کسی زمانہ میں بالضرور معدوم ہوجانے والی ہے یہ ثابت ہوتا ہے کہ واقعات اور حالات سے کیسے عظیم تغیرات کا نمونہ پیش کرتے ہیں اور جو حالتیں ابتدا میں اپنی ہستی قایم کرنی چاہتی ہیں وہ بعض صورتوں میں اپنے خاتمہ کی نظر سے کیسی ہولناک اور عبرت انگیز ہوجاتی ہیں -

شہنشاہ بخت نصر یا کیکاؤس کے حملے سے قبل کوئی شخص یہ بدگمانی بھی نہیں کرسکتا تھا کہ یہہ انسانی جنگل (بابل) بالکل ایک ویران اور وحشی درندوں کا مسکن اور نشیمن ہوجائے گا اور بخت نصر کے وہ مظالم جو اسنے یروشلم اور یہودیوں کے ساتھہ کیئے تھے وہ اِسکے نام اور خاندان اور ملک کو آخرکار اسطرح مٹا دینگے کہ ایک زمانہ میں سوائے افسوس اور گمان کے اِسکی ناپاک زندگی اور مغرورانہ ہستی کے لیئے اور کچھہ بھی نہ باقی رہیگا -

نمرود کے زمانہ سے دارا کے حملہ تک جسقدر نسلیں اِس ملک پر حکمران ہوئیں وہ سب کے سب ایک حالت میں اپنی طرز زندگانی کو پورا کرتی رہیں اور انکی مادہ پرستی اور زناکاری اور خدا فراموشی کو ایک ایسا مسلسل استحکام اور ترقی رہی کہ ایسے ذلیل خودسری اور نمرود کی نظیر کسی مقام کے بُت پرستوں کی طرز عمل سے بھی نہیں ملسکتی ہے - اور شاید انسانی فنا پذیر ہستی کے نہایت ہی

غلط اور سراسر قیاسی اصول کے ساتھہ اپنے فاسد تخیلات پر کار بند رہنے اور جنہیں فطرت انسانی اپنی آخری زندگی کے واسطے نہایت خطرناک سمجھتی ہے اِن باتوں یا طرز عمل کے مفید یقین کرنے میں جسقدر اہل بابل مستغرق تھے اس سے زیادہ عجیب کوئی بھی عمل قصص الاصنام اور دیگر قدیم تاریخوں میں نہیں پایا جاتا ہے بہر حال ایک مورخ کی حیثیت سے اگر زوال سلطنت بابل کے اسباب کو ظاہر کیا جائے تو سب سے مقدم یہ امر ہے کہ قدیمی تاریخوں پر ایک بسیط اور گہری نظر ڈالی جائے اور انہیں سے اِن اختلافات کی بابت خاص محکمہ کیا جائے جو ایسی ایک نہایت قدیم زمانہ کی تاریخ کے واسطے ضروری ہے اور اسکے ساتھہ ہی اِسکے آثار باقیماندہ کو بھی نہایت محققانہ نظر سے قلم بند کیا جائے مگر ایک نہایت ہی وسیع ذخیرہ واقعات اور ہزارہا برس کی پامال شدہ حالات کو عمدہ بنیاد تفصیل کے پیمانہ پر صحیح صحیح دکھا دینا بنظر اتمام تاریخ بابل کامل طور سے ممکن نہیں ہے کیونکہ یہ امر ہر ایک منصف سمجھ سکتا ہے کہ کیسے کیسے عظیم الشان تغیرات اور انقلابات کے اندوہناک نتائج اس کی دسلطنت بابل کے آثار باقیہ میں پوشیدہ ہیں اور اِسکی قلمبند یا تالیف میں کیسی وقت اور شکل و بکار ہو سکتی ہو یہ تاریخ بابل جس پیرواز ہر شروع کی گئی ہے وہ ایک عجیب منتشر طرز بیان اور مختلف پریشان حالات کے مجموعہ کی ساتھہ اب ختم ہوتی ہے اب صرف اِسکا ایک نہایت مختصر تکملہ باقی رہگیا ہے اور محض اس خیال سے وضاحت کی ضرورت ہے کہ جسقدر پیشین گوئیاں کتب سماوی میں اِسکے زوال کے واسطے موجود ہیں انکے بموجب اِسکی بربادی کے حالات تمام وکمال لکھی گئی ہیں گویا وہ سب حالات ایک جگہہ کر دیئے گئے ہیں جو پیشین گویوں کے ذریعے پر وقتاً فوقتاً بابل کی بربادی کی بابت ظہور پذیر ہوتی رہیں۔ ایک ناظر کتاب اِن فیصلجات آسمانی کو جو اِسکی بابت سلسلہ وار ہوئے تھے نہایت صراحت کے ساتھہ دیکھہ سکتا ہے اور نیز اِن اصلی واقعات کو کم و بیش ملاحظہ کر سکتا ہے جو بارگاہ قادر ذو الجلال سے اسکے لیئے ابتدائے خلقت ہی سے بطور جز و فطرت اِسکے ساتھہ پوشیدہ چلے آتے تھے۔ کیا اس سے یہہ امر ظاہر نہیں ہوا ہے کہ بابل کے خلاف ہر ایک منشاء ایزدی پورا نہیں ہوا اور ہمارے سامنے ایسا مرقع اِسکی بابت پیش نہیں ہو گیا۔ جو سراسر فنا اور نیستی کے خط و خال سے مرکب ہے اگرچہ سدوم اور عمورہ جو کسی زمانہ میں مشہور شدید النفاق اور بُت پرست شہر پناہ ہوئے اور حضرت لوطؑ کے زمانہ میں اپنر شدید عذاب نازل ہوا تھا اور اِنکے علاوہ اور بھی بہت سے

اقوام اور ملک ایسے ہیں جنپر نافرمانی الٰہی کی وجہہ سے متواتر عذاب نازل ہوتے رہے ہیں اور خود قوم بنی اسرائیل بھی اپنی نافرمانیوں کے باعث اکثر اوقات طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا رہی مگر جسطرح بابل کی بربادی اور پامالی ہوئی ہے وہ اسبات کی نظیر اور اپنی قسم کا نمونہ ہماری نگاہوں کے سامنے پیش کرتی ہے کہ اس سے بڑھکر کسی قوم اور ملک نے خدا کی نافرمانی نہیں کی اور نہ کسی قوم میں اسقدر ثروت اور دولت اور جاہ و حشم دریافت ہوتا ہے اور نہ کسی قوم اور سلطنت کی تباہی کے واسطے اتنی پیشین گوئیاں کتب سماوی کی پائی جاتی ہیں جو درحقیقت حرف بہ حرف پوری ہوئیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی بھی صداقت اس پیشین گوئی کی ایسی باقی رہگئی ہو جسکا ظہور بربادی کو بطور گواہ نہ ثابت کرتا ہو اور کیا روئے زمین پر کوئی ایسا مقام ہے کہ جو اسقدر شدید انقلاب کا مرکز ہوگیا ہو کہ اسکی صورت بھی تلاش کرنے سے نہ مل سکتی ہو۔ اس امر میں ذرا بھی خلاف نہیں ہے کہ نسل انسانی کی محافظ خانۂ دل و دماغ میں ایسی کوئی بھی نہایت مشترک اور عجیب و غریب حالت جیسی کہ زینت و شوکت و شان اور رونق بابل اور اسکی سرسبزی اور پھر اسکی نہایت ہی عبرتناک بربادی کی کیفیت ہے موجود ہو۔

یورپ اور ایشیا کی عالی دماغ سیاحوں نے نہایت ہوشیاری اور احتیاط سے مورخانہ اور محققانہ طور پر اسبات کی تلاش کی کوشش کی ہے کہ زوال بابل کی پیشین گوئیاں کتب سماوی میں موجود ہیں انکی صحیح اور مکمل ہونے کا کونسا ذریعہ ہے تو انکو مفصل حالات اور واقعات خرابی بابل اور ان کھنڈروں کے دیکھنے سے جو میلوں تک برباد شدہ سرزمین بابل میں نظر آتے ہیں اسبات کا کافی ثبوت ملسکتا ہے کہ درحقیقت یہ پیشین گوئی ربانی تھیں اور جو کچھہ زوال اور بربادی بابل کی بابت کہا گیا تھا وہ حرف بہ حرف پورا ہوا۔ دنیا کی مختلف اقوام اسکی مخالفت پر کمربستہ ہوگئی تھیں اور شہر بابل کا محاصرہ بڑی سرگرمی سے کیا گیا تھا اسکے باشندے تہ تیغ ہوئے خود شاہ بابل اپنے خاندان کے ساتھہ مارا گیا اور نہایت عظیم الشان شہر پناہ کی دیواریں نیست و نابود ہوئیں بیل مع اپنے بتخانہ کے ٹوٹ کر بالکل پیوند خاک ہوگیا۔ سرزمین بابل میں ہر طرف ویرانی اور بربادی محیط ہوگئی۔ بیخ و ڈبج کے ٹکڑے ٹکڑے کیئے گئے اسکی تمام زیب و رونق معدوم کردی گئی۔ کیکاؤس نے جو خدائے بنی اسرائیل کے حکم سے بابل پر حملہ آور ہوا تھا اپنی زبردست حکومت وہاں قایم کی۔ پیرس نمرود۔ اور مجولائپ کی قدیمی رونق اور زرنگاری ایک افسانہ ہوگئی اور باغہائے آویزان کا نام و نشان

بہی نہ رہا اور جسقدر دیوتا اور دیبیان اہل بابل اور اہل کالدیا کے نزدیک واجب الاحترام اور قابل پرستش قرار پائی تہیں انکی مسماری اور بربادی کی یہ حالت ہوی کہ بالکل خاک میں لمگئیں اور وہ محلات جو بڑے بڑے بادشاہان ذی جبروت اور باجاہ وجلال شاہزادونکی مسکن تہی ایسی آتش عالم سوز سے جلادیے گئے کہ جسکی بابت انسانی عقل نہایت حیرت کے ساتہ کوئی قیاس نہیں قایم کرسکتی کہ وہ کس طرح جلائی گئی۔ انکی زمین اور مکانات اور مصالحہ اور تمام عمارت شیشے اور نہایت سخت معدنی قسم کی ڈہیموں اور ٹیلونکا سلسلہ ہوگئی وہ جہیل جو ایک زمانہ میں تمام سرسبزی اور خوش فضائے شہر بابل کے لیئے بطور روح سمجھی جاتی تہی اور جسے اِس شہر کے انتہائی رونق کا اعزاز حاصل تہا صفحہ دہر سے بےنشان کردیگئی۔ بعض مصری بادشاہوں اور ایران کے فرمانرواؤں کی لاشین ابتک میناروں اور دخموں میں موجود پائی جاتی ہیں مگر بابل کی بادشاہوں کی ہڈیاں اور انکے خاک تک اسطرح معدوم ہوئی کہ اب انکی نسبت یہہ گمان بہی نہیں ہوسکتا کہ زمانہ میں یہ لوگ ایسی بڑی سلطنت کے فرمانروا تہے اور تمام دنیا کی حکمرانی انکے اختیار میں تہی۔ یہ کہا گیا تہا کہ بیل گراکر توڑ ڈالا جائے گا اور بابل کی دختر دوشیزہ زمین کے اندر سرنگوں معروف خواب ہوگی، اگر کوئی محقق مؤرخ غور کرے تو اِسکی کامل طور سے تکمیں ہوگئی بیلیں اور اِسکا بتخانہ دنیا میں بالکل بے نام ونشان ہے اور بابل کی آبادی زیر زمین اپنے اعمال کی پاداش بہگت رہی ہے یہ پیشین گوئی تہی کہ بابل کا نام ونشان نہ باقی رکہا جائے گا، تو یہ ظاہر ہے کہ اب صفحہ دہر پر کوئی حصہ اِس آبادی کا تلاش کرنیسے بہی نہیں ملتا ہے جو سرزمین بابل کی نام سے مشہور تہا اور شہرہائے سدوم اور عمورہ سے زیادہ خدائے قدیر نے اِس شہر کو بے نام و نشان کردیا۔ ہر طرف خنگلی جانوروں اور اژدہوں اور چمگاڈروں اور طرح طرح کے خوفناک موذی درندوں کی مسکن اور بیشمار سوراخ اِس قطعہ زمین میں نظر آتے ہیں جسے ایک زمانہ میں طلسمات دنیا کا خطاب تمام اقوام نے دیدیا تہا اور جسکی زرنگاری اور حشمت و دولت روے زمین پر مان لی گئی تہی۔ کالدیا کا علم ہیئت اور نجوم اب زیر زمین دفن ہے اور انکی آلات جر ثقیل اور نیز وہ اسباب جنسے اتنی عظیم الشان اور ایسے رفیع المنزلت محلات اور بتخانے اور حیرت انگیز باغ بنائے گئے تہے اب بالکل پیشین گویوں کی موافق خواب وخیال ہوگئی بڑی بڑی سلطنتیں اور کیسے کیسے جلیل القدر بادشاہ گذر گئے جنکو اِس سرزمین کی حکومت

حاصل ہوئی مگر نہ تو کسی کو اسکی از سر نو آباد کرنے کی جانب توجہ ہوئی اور نہ کوئی اسکو دوبارہ آباد کر سکا۔ اسوقت سرزمین بابل کی نسبت صرف پیشین گوئیوں کی یقین کے واسطے اگر غور کیا جائے تو کسقدر متعدد اور کثرت سے نشان موجود ہیں جو صرف مٹی کے ڈہیر کے سوا اور کسی خیال کے قابل نہیں ہیں۔ اسمیں شک نہیں ہے کہ اسوقت بابل کی زمین ہمارے سامنے ایک ایسے نمونے کا نقشہ پیش کرتی ہے جو اسکی آبادی کی قدیم حالت اور اسکی زوال عظیم کی ایک نہایت سچی اور عبرتناک تصویر ہے۔ صدہا نسلیں اور پشتیں گذر گئی ہیں لیکن جیسے یہہ پیشین گوئیاں پوری ہوی ہیں کوئی شئے انکی مثل پوری نہیں ہوئی اور جبکہ اِس امر کا خیال کیا جائے کہ بابل کیا چیز تہا اور کس جگہ آباد اور واقع تہا اور کیونکر برباد ہوا اور نیز یہ امر کہ جب کسی شئے کی فنا کا وقت قریب آتا ہے تو ایک لمحہ میں اسکی حالت بالکل منقلب ہو جاتی ہے اسکو نہ دانشمندوں کی دانائی بچا سکتی ہے اور نہ بڑے اولوالعزم بادشاہ روک سکتے ہیں اور نہ دنیا کی کوئی زبردست ترین قوت اسکے حملہ سے محفوظ کر سکتی ہے اور بربادی ایک ایسی چیز ہے جسکے مقابلہ میں انسانی زندگی اگرچہ کیسی ہی خوش منظر حالت میں ہو لیکن ایک دم میں رنج و غم اور حسرت و اندوہ کی صورتوں میں بدلجاتی ہے اور معدومی کا زلزلہ ایسا زبردست اور پر قوت ہے کہ گو دنیا کی کیسی ہی طاقتور مخلوق ہو لیکن جسوقت اسکا اثر محیط ہوتا ہے تو کسی طرح اُس سے نجات حاصل نہیں ہو سکتی ہے اور پہر یہ سمجہنا بہی ضرور ہے کہ یہ سب امور اور یہ سب حالتیں کسی معمولی شخص کے اختیار میں نہیں ہین اور کوئی دنیوی ہستی اسپر قادر نہیں ہے بلکہ جو اسکو پورا کرتا ہے اور جو اسکی نہایت ہی لاعلاج اور انتہائے طور سے خاتمہ کرنے کا ارادہ اور عملدرآمد کرتا ہے وہ ایسا بااختیار اور ایسا حقیقی زبردست قوت والا ہی جو قدرت اور طاقت اور ہر قسم کے اختیارات کا پیدا کرنے والا اور پہر جب اسکی مرضی ہو تو ایک لمحہ میں اسکا مٹا دینے والا ہے اور جب اسکا ارادہ کسی کے فنا اور نیست و نابود کر دینے کے واسطے ہوتا ہے تو پہر تو بڑے بڑے دانشمندوں اور فلاسفروں کی دانائی اسکا مقابلہ کر سکتی ہے اور نہ خود ان قوتوں کا وجود باقی رہسکتا ہے جو اِس قادر مطلق خالق السلاطین وحدہ لاشریک جبار و قہار کی نافرمانی کا مجموعہ ہوں۔ اختتام بعون الملک العلام

قدیم شہر نینوے کی بربادی

زمانہ کی ظلمت آلود طبقون پر سرزمین اسیریا میں عجیب تماشے نظر آرہے ہیں سب سے زیادہ حیرت انگیز حسین شہر نینوا کی آبادی اور پھر اِسکی بالکل بے نام ونشان ہوکر معدوم ہوجانیکا ہے نینوا جو زمانہ قدیم میں عرصہ دراز تک فرمانروایان اسیریا کا دارالسلطنت رہا ہے روے زمین پر ایک نہایت ہی آباد اور وسیع اور مردم خیز شہر تہا۔ اِسکی آبادی اور تمدنی حالت کی نسبت دنیا کی مختلف متمول اقوام ایک عجیب حسد اور عناد کا برتاؤ رکہتی تہیں کیونکہ اسکے تمام باشندے ابتدائی آبادی شہر مذکور سے اپنی حالتوں میں ایک عجیب طریقہ زندگانی جس سے انسانی عیش وعشرت کا پتہ چلتا ہے اختیار کرچکے تہے۔ یہ امر کہ جس ملکہ نے اِس شہر کو آباد کیا تہا اُسکی شان وشوکت کسدرجہ پر پہنچی ہوی تہی تمام تواریخ قدیم سے بخوبی ظاہر ہے اور جسقدر تمام اُسنے شہر مذکور کی لاثانی بنیاد دینے کی نسبت کیا تہا وہ اُس زمانہ میں جبکہ زمانہ حال کی طرح بہت سے وسائل تعمیرات اور اعلےٰ درجہ کی علمی آلات معماری کا وجود نہین پایا جاتا ہے درحقیقت ایک عجیب صنعت انسانی کا نمونہ یقین کیئے جاسکتے ہیں نینوے کی وجہ تسمیہ کی تفصیل کے واسطے ایک جداگانہ کتاب چاہیئے لیکن جن مورخین نے اِسکی آبادی اور مردم خیزی اور شان وشوکت کے حالات اپنی کتابوں میں لکہی ہیں وہ ایک محقق کے لیئے بڑی دلچسپی سے پڑھی جانیکے قابل ہیں۔ اِسکی آبادی کی کثرت اور دولت وثروت کی فراوانی۔ اور اسکے ساتہ ہی اِسکی دفعۃً بربادی کے حالات انسانی عبرت کے واسطے کچہ کم سامان یادگار واقعات قدیم نہیں ہیں اور شہر مذکور اگرچہ تاریخوں میں بطور ایک شہر کے دائرہ کے سمجھا گیا ہے لیکن دراصل وہ ایک انسانی جنگل تہا جو تقریباً ایک سو میل کے محیط میں واقع تہا۔ اِسکی شہر پناہ کی دیواریں اپنی تعمیر کے استحکام اور صنعت کے اعتبار سے نہایت رفیع الشان تعمیرات عجیب وغریب کے لیئے جو اسکے بعد دنیا میں بنائی گئیں ہیں ایک سبق رموز نمونہ تہیں شہر پناہ مذکور کی نسبت تمام مورخین اِس امر پر متفق ہیں کہ اسکی بلندی سو فیٹ کی تہی اور محیط ساٹہہ میل کا تہا۔ اگرچہ اِسکی بربادی کے

ملہ السنس کی قدیم تاریخ ملہ اسیٹر جو ایک بہت بڑا مورخ زمانہ قدیم میں گذرا ہے اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ شہر نینوا شہر بابل سے ہر حال میں زیادہ وسیع اور بہت زیادہ آباد تہا۔ کالمٹ مورخ لکھتا ہے کہ نینوا ایک قدیمی اور سب سے زیادہ نامور اور روے زمین کی تمام آبادیوں سے زیادہ آباد اور معمور تہا

متعلق جسقدر پیشین گوئیاں نہیں وہ اسکے نہایت قریب ترین زمانہٗ معدومی میں مشہور ہوئی نہیں تاہم سب مورخین نے جو حالات اسکے تباہ اور برباد ہونے کے لکھے ہیں انکے ضمن میں ایک نہایت قدیم پیشین گوئی کا بھی ذکر کیا ہے۔ ڈایوڈورس سیکولس ایک قدیم مورخ لکھتا ہے کہ جسوقت شاہ اسیریا نے دشمنوں سے شکست فاش کھائی اور اسکا لشکر تباہ ہو گیا اور بعض کی رائے میں جب وہ دشمنوں کو برباد کرکے اپنے شہر نینوے میں محصور ہو گیا تو اسنے یہ محصوری اس بنیاد پر زیادہ گوارا کی تھی کہ شہر نینوا ایسی وقت برباد ہوگا۔ جب دریائے فرات اس سے دشمنی پر کمر باندھیگا یا یہ کہ نینوے پر دشمن ایسے وقت مسلط اور فتحیاب ہو سکتا ہے کہ دریائے فرات جو اسکی دیواروں کے نیچے لہریں لے رہا ہے شہر کے ایک بہت بڑے حصہ کو غارت اور منہدم کر دیوے۔ دراصل یہ ایک پیشین گوئی تھی جو نینوے کے بت پرستوں میں عرصہ دراز سے مشہور تھی کہ وہ نینوے پر دشمن اسیوقت قابض ہو سکتا ہے جبکہ دریائی موجیں شہر مذکور کی دشمنی پر کمر باندھ لیں۔ یہ ضرور ہے اگرچہ بت پرست سرداران مذہب صاف طور پر تمام انبیا اور عارفان الٰہی اور نیز ان ارباب صداقت و اتقان سے دلی دشمنی رکھتے تھے جنہوں نے بت پرستی کے رواج کی بنیاد اکھاڑنے یا بت پرستی کے خلاف اپنی منصبی کوشش اور توجہ کے پورا کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا تاہم وہ ان بہت سے باتوں کو جو اپنے انبیا کے ذریعہ تمام باشندگان ملک میں عرصہ سے مشہور ہو چکی تھیں کسی وجہہ خاص سے اپنے دلوں میں محفوظ رکھتے چلے آتے تھے اور یہ باتیں زیادہ تر انکی یعنے بت پرست لوگوں کی بربادی اور نیست و نابود ہو جانے کے متعلق بیان کی گئی تھیں بہرحال جس غنیم سے اور شاہ اسیریا سے ہنگامہ پیکار گرم ہو چکا تھا آخر بڑے شد و مد سے اس شہر یعنے نینوا کا محاصرہ کر لیا تھا اور بادشاہ مذکور ایسی پیشین گوئی کے بھروسے پر شہر کے اندر محصور تھا تمام دروازے جو نہایت مستحکم فولاد اور دبیز برنجی تختوں کی بنی ہوئی تھی بند کر دئے گئے تھے اور اسوجہہ سے کہ دریائے فرات سے صدمہ پہونچے یا اس سے کسی قسم کے نقصان کا کوئی وہم بھی محصور اشخاص کے دلمیں نہیں پیدا ہوتا تھا لہذا انکو کامل اطمینان اسجانب سے بطور ایک جتنے یقین کے تھا کہ اگر سو برس بھی اسی طرح محاصرہ کو گذر جائیں تو بھی دشمن کسی طرح شہر کے اندر داخل نہیں ہو سکتا ہے۔

علاوہ بیشمار سامان جنگ کے غلّے کے بڑے بڑے ذخیرے اور سامان رسد کی کل چیزیں نہایت افراط کے ساتھہ شہر کے اندر موجود تھیں اور وہ اس مقدار کے ساتھہ تھیں کہ اتنے بڑے شہر کی بڑی زندگی کی غرض سے سالہا سال کے واسطے کافی تھیں تمام دروازوں پر

جنگی افسرونکی نگرانی تہیں اور جسقدر برج شہر پناہ میں بنے ہوے تہے اپر ایک بڑی تعداد فوج
کی رہتی تہی غرضکہ ہر اعتبار سے محصورین کو اپنی حالت اور حفاظت پر کامل اطمینان تہا۔مگر
اسکے ساتہہ ہی وہ اپنی بت پرستی کے خمار میں مدہوش اور اپنی زناکاریوں کے نتایج سے
بالکل غافل تہے وہ جسطرح انسان کی قوت محاصرہ کو اپنی تدبیروں کے مقابلہ میں بے حقیقت
سمجہتے تہے اس سے زیادہ خداوند قدیم وقدیر کی نافرمانی میں مصر تہی اور اس بات سے
بالکل غافل تہے کہ خدائے قدیر انکی تمام حفاظت کی تدبیروں کو توڑ دیگا اور انکی حفاظت کے
مغرورانہ طرز عمل کو خاک میں ملا دیگا۔چنانچہ یہہ نتیجہ جسکا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے نہایت جلد تمام
ان لوگونکے پیش نظر ہو گیا جو نہایت شدومد سے بت پرستی اور انتہا درجہ عیش پرستی میں مشغول
تہے یعنے دو برس کے مسلسل اور متواتر محاصرۂ شہر مذکور کے بعد ایک عجیب قدرتی اتفاق پیش
آیا یعنے بارش اس سال میں نہایت شدت سے ہوئی جسکا انجام یہ ہوا کہ دریائے فرات میں بیحد
طغیانی ہو گئی دامن دریائی بے انتہا وسعت حاصل کرلی اور سر بفلک موجین ایک عظیم الشان
سیلاب کی صورت میں شہر پناہ نینوا کو بیخ و بن سے بہا لیجانے پر آمادہ ہو گئیں ہر طرف سوائے
عالم آب کے اور کچہ نظر نہ آتا تہا پانی شہر پناہ کے متصل آنًا فانًا بڑہتا جاتا تہا اور جو حصہ زیادہ
تر اس رخ پر تہا جہاں دریائے فرات لہریں لے رہا تہا وہ اس سوزش و سیلاب وطغیانی دریا
سے نہایت خطرناک معلوم ہونے لگا تہا جب شاہ اسیریا کو اس سیلاب اور طغیانی کی اطلاع
ہوی تو وہ اس پیشین گوئی کا وقت قریب آجانے کا انتظار کرنے لگا جسکا اوپر ذکر ہو چکا ہے
گو یہ انتظار صرف ایک معمولی حالت کے ساتہہ تہا کیونکہ اسکو یہ یقین نہتا کہ نینوا کی مثل ایک
نہایت ہی عظیم الشان شہر کی شہر پناہ کسی ایسے موقع پر کہ دشمن جس جگہ سے بخوبی شہر پر قابو حاصل
کرسکتا ہے گر جائے گی اور ایک ایسا انجام پیش نظر ہوگا جسکا وہم وگمان بہی ان منکران الٰہی
کو نہیں تہا بہر حال شاہ اسیریا کے انتظار نے کچہ زیادہ طول نہیں کہینچا کیونکہ اس زمانہ طغیانی
میں دریائے فرات نے ایک روز اسقدر زور باندہا کہ شہر پناہ کی دیوار یکایک بیس فرلانگ
کے فاصلہ میں گر کر زیر آب ہو گئی اور پانی نے شہر کی طرف رخ کر دیا بادشاہ اسیریا نے اس
حال کو سنکر یہ یقین کیا کہ جو پیشین گوئی عرصہ سے مشہور تہی وہ بیشک اب پوری ہو گئی اور
اسلئے وہ اپنی حفاظت کی جانب متوجہ ہوا اسنے ایک بہت مینار اور بعض مورخین کا
قول ہے ایک نہایت بلند برج اس عرصہ میں نہایت مستحکم تیار کرالیا تہا جس سے یہ غرض تہی کہ

ضعیف الاعتقاد اور دنیا کی ہر ایک شے کی پرستش اپنے مذہب کا ایک جزو خاص سمجھتے تھے لیکن مذہب حق اور وہ مذہب کہ جسکے باعث بنی اسرائیل سے انکو سخت دشمنی ہو گئی تھی انکے نزدیک سراسر بے وجود سمجھا گیا تھا اور اِس مذہب کے جسقدر ہادی راہنما بنی اسرائیل اور پھر اُنکی ہدایت کی جانب توجہ کرتے تھے اِس سے زیادہ تمام باشندگان نینوا میں ایک عام عداوت اور عناد خاص اِس مذہب اور مقلدین شریعت ابراہیمی سے پیدا ہو گیا تھا اور اسکو وقتاً فوقتاً ترقی تھی۔ ایک معمولی شخص بھی جب ہمکنار اجل ہوتا تھا تو دم واپسین اپنی اولاد کو نہایت شدومد سے نصیحت کرتا تھا کہ ایک ایسا دایرۂ مذہب جسکا اصول تمہاری آبائی بتونکا پامال اور نیست و نابود کرنا ہے قبولیت اور عمدہ سمجھنے کے لئے ہرگز نہیں ہے اور تم اسکو ہمیشہ دشمن کی نظر سے دیکھتے رہنا اور دیکھو خبردار اِس راستہ پر اپنا قدم نرکھنا جہاں باختری دیوتاؤں کی مذمت علے الاعلان اور نہایت سرگرمی سے بیان کیجاتی ہے، بہرحال ایسے نہایت عمدہ موقع پر اور ایسی عجیب سہولت پذیر زمانہ میں کہ شاہ اسیریا مع اپنے کل لشکر اور رعایا کے جشن اور عیش و عشرت میں مصروف اور شاہد پرستی میں مصروف اور بے غل و غش بادہ گساری میں مصروف تھا کہ یکایک دشمن نے کثیر فوج سے دترانہ شہر میں داخل ہو کر قتل عام شروع کر دیا اور اسقدر لوگ تہِ تیغ کیئے گئے کہ شہر کے گلی کوچوں میں خون کا دریا بہنے لگا آخرکار ایک عظیم قتل و غارت کے بعد جسمیں خود شاہ نینوا بھی مارا گیا باشندگان شہر نے حملہ آور گروہ کی جنکی نسبت مورخین قدیم کا بیان ہے کہ وہ اہل کالدیا تھے اطاعت اختیار کر لی اور شہر میں امن و امان ہو گیا۔

اہل نینوا کے ہاتھ سے بنی اسرائیل کی گرفتاری اور شہر ٹیامس کی بادی

مورخین قدیم نے اِس بابت اتفاق کیا ہے کہ سب سے پہلے جس ملک یا شہر یا سلطنت نے مقلدین مذہب حق یعنے بنی اسرائیل (یہود) کو تباہ اور برباد اور قتل و اسیر کیا ہے وہ شہر نینوی ہی بیان کیا جاتا ہے کہ اِس زمانہ میں یہودیوں میں نہایت نفاق اور خود رائی پھیلی ہوئی تھی اور تمام امرائے سلطنت یہود اپنی حالت میں گرفتار تھے اور اگرچہ انکے مذہبی اصول میں ایک عجیب طرح کا خلط ملط ہو گیا تھا لیکن یہ ضرور ہے کہ اسوقت تک اُنہوں نے اپنی

کتاب اور اصول شریعت میں کوئی اِس طرح کی خرابی نہیں پیدا کی تہی جس سے اِس مذہب کی اصلی پیمانہ میں شدید فرق نمودار ہوگیا ہو۔ وہ یعنے بنی اسرائیل ظلم اور دروغگوئی پر کمربستہ ہوگئی تہی اور اپنی گروہ قوم سے اِنکو ہمدردی بہت کم تہی اور ایک خاص طریقہ کی عیش پرستی اور خدا فراموشی نے اِنکو دین و دنیا سے بیگانہ کردیا تہا۔ اور اِسی باعث اُنکی ملکی حالت نہایت کمزور ہوگئی تہی۔ وہ پہلا شہر جسکی پہلی دفعہ ایک آبادی بنی اسرائیل کی حیثیت سے تباہی اور بربادی باشندگان نینوا کے ہاتہہ سے ہوی خیٹائل[۱] والونکا شہر تہا۔ یہ بیان کیاجاتا ہے کہ اِس شہر کی بربادی کی نسبت پہلے سے کوئی پیشین گوئی ہوچکی تہی اور جوکچہ مورخین قدیم نے اِس شہر کی اِس زمانہ کی نسبت اپنی تحقیقات لکہی ہے اِس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شہر مذکور کے باشندوں نے اپنی زندگی کے عمدہ پیمانے کو بالکل فراموش کردیا تہا ہر طرف وحشت اور جہالت پہیلنا شروع ہوگئی تہی اور حکام کے ظلم اور ایذارسانی سے بہت سی آبادی یہاں سے جلاوطن ہوکر نینوا میں آباد ہونے کو چلی گئی تہی ابواب معدلت عامہ بالکل بند ہوگئی اِس حالت سے جب اہل نینوا کو اطلاع ہوئی تو اُنکے بادشاہ نے موقع پاکر ایک بڑی جمعیت کے ساتہہ یہودیوں پر حملہ کیا اور اُنکی ایک بڑی تعداد قتل وغارت کے بعد گرفتار کرلی اور یہ سب بنی اسرائیل غلامی کی حالت میں لائی گئی اور اُنسے ذلیل خدمات لیجاتی تہیں۔ یہ بہی ایک مورخ لکہتا ہے کہ کفار نینوانی اُس روز کہ جب بنی اسرائیل پر فتح پائی تہی ایک عید کا دن قرار دیا تہا۔ یہ حالت اِس درجہ ظلم و جور تک پہنچگئی تہی کہ بنی اسرائیل اور جانوروں میں کوئی فرق نہیں رکہا گیا۔ انکے خاندان کے خاندان مختلف مقامات میں جلاوطن کردیئے گئی اور زبردستی انکو بت پرستی پر مجبور کیا جاتا تہا۔ یہودی عورتیں مردوں سے زیادہ طرح طرح کے مظالم میں گرفتار تہیں اور اِس فتح کے بعد جسقدر سرگرمی بداعمالی اور بت پرستی میں باشندگان نینوا کو ہوگئی تہی وہ ایسی شدید تہی کہ خود انکی ہم مذہب اہل تحقیق نے انپر نہایت آزادی سے نکتہ چینی کی ہے۔ اور انجام ساکنان نینوا کے ظلم و جور کا یہ ہوا کہ انکی بابت پیشگاہ رب الافواج سے نہایت سخت وعید اسوقت کے انبیا[۲] کی معرفت نازل ہوے اور بہت سی پیشین گوئیوں سے اسبات کو عام طور سے شہرت

---

[۱] یتب نیوٹن ایک انگریز مورخ لکہتا ہے کہ دنیا میں نینوا ہی پہلا شہر ہے جسکے باشندوں نے یہودیوں کی قتل وغارت اور اسیری پر کمر باندہی اور عملداری بنی اسرائیل میں پہلا شہر جو اُنہوں نے اِسطرح تباہ کیا تہا وہ خیٹائلس کا شہر کہلاتا تہا۔ ۱۲

ہو گئی کہ نینوا عنقریب برباد ہو جانیوالا ہے چنانچہ ایک خاص پیشین گوئی جو سراسر تکمیل پا گئی اِس موقع پر لکھی جاتی ہے کہ جب وہ اُسمیں ایک دوسری سے کانٹوں کی طرح اُلجھنے لگین گے اور جسوقت وہ نشہ بازوں کی طرح بالکل نشہ میں مدہوش ہونگے تو وہ بالکل ایک سوکھا ہوا ٹہنٹہ ہو جائینگے؎ اِس مقدس پیشین گوئی کرنے والی نے دشمنوں سے لوٹنے کا بہی وعدہ کیا تہا چنانچہ ذیل کے الفاظ سے اِسکی تصدیق ہوتی ہے کہ وہ انکے نقری سامان کو لوٹ لو اور اُنکی طلائی سرمایہ کو غارت کردو کیونکہ اِس موقع پر بیشمار سامان دولتمندی ہر قسم کا موجود ہے؎ اور ایک مؤرخ لکھتا ہے کہ سونے اور چاندی کے بیشمار سکے اور بکرے جو اِس شہر میں آتش زدگی سے بچائے گئے تہے وہ شہر اکباٹانا کو بہیجدیئے گئے۔ تمام مورخین قدیم مع ناحم اسبات پر متفق ہیں کہ شہر نینوا صرف سیلاب فرات اور دشمنوں کی قتل و غارت ہی سے برباد نہیں ہوا بلکہ زیادہ تر نقصان اِس شہر کو آتش زنی سے ہوا تہا اور جسطرح ڈایوڈورس مورخ لکھتا ہے شہر مذکور ایک حصہ تو طغیانی سے اور ایک حصہ صرف یکایک آگ لگا دینے سے نیست و نابود ہوا۔

حملہ آور فوج جسنے نینوا کے نام و نشان کو بہی نیست و نابود کر دیا خود ایسے گروہ سے تہی جو مذہب اور ملت میں اہل نینوا کے شریک تہا اور اِسکے افسر ایک ایسے بادشاہ کی ماتحت تہی جسکے مورث اعلے نے دنیا میں پہلے پہل فرمانروائی اور سلطنت آرائی کا فخر و اعزاز حاصل کیا تہا۔ اِسمیں کسی طرح کا بہی شک نہین کہ اہل باختر (بکٹیرینس) جو اپنے کو آسمان کی اولاد کہتے تہے زمانہ میں اِس بات کے واسطے ہمیشہ نامور رہینگے کہ اُنہوں نے حکمرانی اور ملکی تعلقات قایم کرنے کے اصول اور ایسے قواعد ایجاد کیے جنسے دنیا میں شخصی سلطنت کی بنیاد پڑی

سلہ ناحم نبی کی کتاب دایوڈوریں اِس پیشین گوئی کی شرح میں لکھتا ہے کہ دو حملہ آور لشکر شہر نینوا کے لوٹ سے دولتمند ہوگئی تہے ۱۲ اکثر عیسائی مؤرخ لکھتے ہیں کہ جسقدر پیشین گوئیاں انبیاء بنی اسرائیل کی تکمیل شہر نینوا کی بربادی کی بابت ہوگئی وہ سب ناحم نبی کی کتاب خود مین تفصیل کے ساتھہ موجود ہیں اور اِسکے علاوہ طبقاتیا کے نینوں متنوں میں بہی انکا ذکر موجود ہے گو بسبب گذر جانے مدت دراز اور بعید زمانہ کی ہماری جدید عہد ہیں اِس کتاب کی صداقت میں شک کیا جائے غور نفس مؤرخ نے عہد جوتہم بادشاہ کے حالات کے ذکر میں ایک مختصر سا نوٹ یہہ بہی دیا ہے کہ وہ اِس زمانہ میں ایک نبی مبعوث ہوئے تہے جنکا نام ناحم تہا اور اُنہوں نے اہل نینوا کی بربادی اور معدومی کی نسبت حسب ذیل پیشین گوئی کی تہی کہ دو نینوا ایک دریائے آب کیطرح جوش مارتا ہوا نظر آتا ہوگا اور اِسی مؤرخ کا بیان ہے کہ ناحم نبی نے اوذ بہی

اور تمام بندگان خدا ایک ہی شخص کی جبارانہ حکومت کی اطاعت و پابندی پر مجبور کیئے گئے
ایک مسلسل تحریر قدیم سے یہ بات بخوبی ذہن میں آسکتی ہے کہ شہر نینوا کی آبادی کی ابتدا جس
پیمانہ پر ہوئی تہی وہ اس بات کا مجموعہ تہا کہ آیندہ ایک عظیم بربادی (اُس شہر کے واسطے
پیش آنے والی ہے۔ گویا شہر مذکور کی عظیمترین آبادی اِسی لیئے تہی کہ وہ دنیا کی طرز رفتار
اور زمانہ کی کروٹ سے پس جانے یا پامال ہونے کے واسطے قایم رکہی جائے۔
بادشاہ نینوا جو بعض مورخین کے نزدیک پورے ساٹہہ برس تک یہودیوں کی تباہی میں
مبتلا رہ چکا تہا اور جسکے عہد میں دولت و مال اور قوت و فراغبالی کی حد نہیں رہی تہی اپنی اِس
جفاشعاری اور سب سے زیادہ بت پرستی کی یاداش میں اپنی ہی ہم قوم دشمن کے ہاتہہ سے
کُتے کی موت مارا گیا اور ایک ایسے شہر کی عظمت و بزرگی دفعۃً خاک میں مِلگئی جس سے بڑہکر
باجاہ وجلال شہر روے زمین پر اَبتک آباد نہیں ہوا ہے اِس شدید اور نہایت ہولناک بربادی
شہر مذکور کی نسبت یہ پیشین گوئی بہی مشہور ہو چکی تہی کہ خالق قدیر اس کی سرزمین کا ایک نہایت
عبرتناک خاتمہ لوگوں کے سامنے لائیگا۔ تباہی اور ایذارسانی اِسکی طرف سے اب کیسکے واسطے
نہوگی وہ اب بالکل خالی اور برباد اور ویران ہے۔ رب الافواج نے اِسکی شمال و جنوب کی
خلاف اپنا ہاتہہ بلند کردیا ہے اور علےٰ ہذا اسیریا کی بربادی ضرور ہوگی اور نینوا ایک پامال
اور ایک جنگلی ہولناک حصہ زمین قرار پاجائے گا اور وہ وقت کب آئیگا کہ آبادی نینوی
ایک برباد اور ایسی سرزمین ہو جائے گی جسمین صرف حشرات الارض مسکن بنائینگی اور جابجا
جنگلی درندے اور حیوانات موذیہ اسمیں لوٹتے اور چلتے پہرتے نظر آئینگے“

ے پیشین گوئیاں کی تہیں جنکی تفصیل کی اس موقع پر ضرورت نہیں ہے اور جو پندرہ سو برس کے عرصہ میں تمام و کمال
درجہ تکمیل کو پہنچ گئیں۔ جیروم اپنے دیباچہ کتاب خوباخ میں جو سنہ ۳۹۲ مسیحی میں تصنیف ہوی ہے لکہتا ہے کہ اِسی طرز و طریقہ
پر جیساکہ ذکر ہوچکا ہے نینوا کی بربادی کا حال بالاتفاق یونانی اور عبرانی مورخوں نے بہی لکہا ہے اور ایک مورخ نے
اپنی شرح کتاب ناحم نبی میں شہر مذکور کی اور بربادی اسیر غلبہ پانی کی بابت نہایت تفصیل کے ساتہہ اِس امر کا ذکر کیا
ہے کہ نینوا کی بربادی اور تاخت و تاراج اہل کالدیا اور باشندگان بابل کے ہاتہہ سے ہوئی تہی اور اِسی عنوان سے
سر سائرل مورخ باشندہ اسکندریہ جو سنہ ۴۱۲ عیسوی میں پیدا ہوا تہا اس پیشین گوئی کی شرح کی ہے جسمین بوجارٹ مورخ
کی تحقیقات کا بہی حوالہ ہے اسمین نہ صرف بربادی نینوا ہی کا ذکر ہے بلکہ جسقدر مفصل حالات نوشین ایک ارمنی
مورخ نے آبادی و خرابی نینوا کی لکہی ہیں۔ اِسکی نباتات کی تطبیق علاوہ متوسط مورخین کے جنہوں نے اِس سبجیکٹ

دوسری صدی عیسوی میں ایک دیسی باشندہ کنارہ دریائے فرات سے لوشین نے اسبات کی شہادت دی ہے کہ نینوا برباد ہوکر بالکل نیست و نابود ہوگیا یہانتک کہ اسکی برباد شدہ آثار قدیمہ کا بہی اب نام و نشان اور پتہ نہین نظر آتا ہے بلکہ یہ بہی دریافت ہونا مشکل ہے کہ شہر مذکور کس موقع پر آباد تہا۔

لوشین مورخ کی اس اظہار اور نیز بہت سے صدیوں کے گذر جانے پر جنکے مابین زمانے نے یہ نتیجہ ہمارے سامنے پیش کردیا ہے کہ شہر مذکور کی بابت یہ امر بہی دریافت کرنا مشکل ہے کہ وہ کس جگہ آباد تہا۔ غور کرنے سے اگرچہ یہ ناامیدی پیدا ہوتی ہے کہ نینوی کی آبادی اور اسکی سرزمین کی اصلی حالت سے کہ کس موقع پر وہ آباد تہا آگاہی ہو تاہم بعض آثار قدیمہ سے اس شہر کہنہ کی بابت یہ شبہ ہوتا ہے کہ وہ حال کی آباد شہر موصل کے نہایت ہی متصل آباد تہا جسکو اکثر نہایت محقق سیاحان ارض شام اور عراق و حجاز کی سیر و سفر کی حالات نے اور قوی کردیا ہے۔ اکثر مورخین لکہتے ہیں کہ اسکے نام اور حالات مذکورہ کی تحقیق باشندگان ملک مذکور سے سات صدی عیسوی میں بخوبی ہوگئی تہی کیونکہ یہہ وہ زمانہ تہا جبکہ خسرو پرویز نے جنگ نینوا مین اپنی قسمت آزمائی کی تہی اس لڑائی کی حالت کی نسبت مشہور مورخ گبن اسطرح لکہتا ہے کہ "رومی جنرلوں نے نہایت دلیرانہ طور پر مقام اکنزس سے دریائے دجلہ کی جانب پیشقدمی کی تہی اور راہزانش کی بزدلانہ دانشمندی نے اس امر کو پسندیدہ سمجہا کہ اسکی فوج کا قیام ایک نہایت قدیم اور ویران ملک میں ہونا چاہیئے چنانچہ اس حکم کی قطعی تعمیل سے عنان قسمت سلطنت عجم کی اس سرزمین میں بالکل الٹ و گئی۔

دریائے دجلہ کی مشرقی جانب موصل کے پل کے متصل نینوائے اعظم اس معرکہ کے واسطے انتخاب کیا گیا تہا۔ گو شہر مذکور اور نیز اسکی قدیمی آثار عرصہ دراز ہوا کہ صفحہ دہر سے مٹگئی ہیں لیکن اسکے سطح وسیع پر ان دونوں یعنے رومی اور ایرانی لشکروں نے نہایت گہمسان کی معرکہ

پر بہت کچہ بحث کی ہے بوچارٹ۔ نارشم۔ اور پوکل۔ مورخین نے سترہوین صدی میں۔ ڈایوڈورس سکولیس مورخ نے جسنے مذکورہ بالا معاملہ پر نہایت تفصیلی رائے دی ہے بحالیکہ اسنے جسقدر اسبابت کہ نینوی کی بربادی کس طرح ہوی لکہا ہے ہیروڈوٹس۔ اسٹرابو۔ ٹاکٹس۔ پلینی کی تحقیقاتوں کا خلاصہ ہے۔ زوال و بربادی نینوی کی حالات بالتفصیل شایع ہوچکے ہیں اور ناحم اور طیفانیا کی پیشین گوئیاں بہی عام طور سے مشہور ہوگئی ہیں اور سنہ ۱۸۵۱ء میں یہہ حالات مطبوعہ بہی ہوچکی ہین۔

آرائی کی تھی اور اسقدر خونریزی ہوی تھی کہ کوسوں تک آدمیوں کی نعشین ہی نعشین نظر آتی تھیں۔ درحصل گویا شہر نینوا کا رقبہ آبادی اِس واقعہ کے لیے خاص مقام امتحان و جان بازی مقرر ہوا تھا۔ مشہور مورخ مسٹر ریچ اپنے سفرنامہ مین لکھتے ہیں کہ ہو ایک محقق شخص کے واسطے اسقدر غور کرنا کافی ہے جو درحقیقت اِن تمام آثار قدیمہ کی مسلسل حالات قدامت کا آئینہ ہے کہ باوجود ایسی شدید جنگ اور نیز اسقدر معرکہ آرائیوں کے شہر مذکور کی رقبہ کی گذشتہ حالت میں کسی قسم کا فرق نہیں ہوا۔ نینوا کے قدیم ظروف اور صناعی کے اشیا اور پتھر پر نقش و نگار کی ہوی چیزین اہل بابل اپنے ملک مین لوٹ کر لیگئے۔ یہ سب اشیا باشندگان نینوا کی بنائی ہوی ہین اکثر بابل کی قدیم خرابوںؔ اور کھنڈروں سے اتبک برآمد ہوتی ہیں بہرحال اس عظیم‌ترین آبادی اور ملک و سلطنت کی سرسبزی اور وہاں کے مغرور اور دولتمند اشخاص کی ثروت و دولتمندی کی دفعتًہ تباہ و برباد ہو جانے کی بابت اِس بربادی کی انتظار کی حالت میں خدائے قدیر کی اِس ارشاد نے پوری تکمیل پائی جو ناحم نبی کی زبانی بیان کیا گیا تھا کہ وہ سب سے اول یہ امر ہے کہ باوجود ایسی عظیم آبادی اور دولتمندی کی انکی سرسبزی بُودن نہایت رونق دار اور دلفریب چمنون اور طراوت بخش انہار کی سرزمین بالکل ویران میدانوں کی صورت میں بدل جائے گی صاف الفاظ جو پیشین گوئی کے اسبالت ہیں وہ حسب ذیل ہیں (تو اپنے کو سبزہ زار کا کیڑا بنالے اور تم بتعداد کثیر ٹڈون اور ٹیریوں کی صورت میں تبدیل ہو جاؤگی تیرے سوداگر آسمان کے نیچے بتجھے مضروب کرینگے اور کیڑے مکوڑے تجھمین دوڑتے اور رینگتے پھرینگے۔ تیرا تاج و تخت ٹڈیوں کی صورت میں دکھائی دیگا اور تیرے کپتانوں کی ہڈیاں اِس سبزہ زار کی مٹی مین ملجائینگے جو موسم سرما میں اپنی خضارت اور سرسبزی سے ایک عجیب طرح کے جنگل کا نمونہ ہونگی اور انکی قیامگاہیں بالکل یہ نہ ثابت کرسکینگے کہ وہ درحصل کسجگہ واقع تھیں ۔" اسمیں شک نہیں کہ دنیا کے رہنے والے اِس سے زیادہ اور کونسا عبرتناک منظر پاسکتی ہیں کہ وہ نظر غور سے نینوئے کی ویرانوں کو دیکھیں جو سرزمین بابل سے زیادہ پامالی کی حالت میں ہیں۔

شہر نینومی کی عمارتین

اگرچہ عام طور سے اِس شہر کی قدیم عمارتین بہ لحاظ اپنے استحکام اور پیچ در پیچ ہونے کی نہایت

عجیب وغریب خیال کی گئی تہیں لیکن سب سے زیادہ حیرتناک اہل شہر کی مندر اور ادر پرستشگاہیں تہیں جو تمام شہر کی عمارتوں سے بلند اور مضبوط اور بارونق تہیں اور باشندگان نینوی اکثر اپنی تمام عمر کی دولت صرف ایک چھوٹے سے مندر کی تعمیر میں صرف کردیتے تھے - اسکے علاوہ شاہ اکباٹا کا محل جسکو نمرود یا بابل سے بلحاظ قرابت نہایت قریب تعلق تہا ایسا رفیع الشان اور بلند اور بازیب وزینت تہا کہ صرف اسکے دروازوں کی آرایش ملک کی ایک برس کی محاصل سے کی گئی تہی - اسکے علاوہ ایک اور شاہی مکان تہا جسے اہل بابل و کالدیا نے اپنی تسلط وقبضہ کے وقت منہدم کرڈالا تہا اس شاہی مکان میں صرف دو ہزار ستون سنگ و رخام کے لگائے گئے تہے اور اسی کی شکل دیگر عمارت کی حالت خیال کرنا چاہیئے - جس مکان میں اسیران بنی اسرائیل قید کیئے گئے تہے وہ بہی ایک نہایت عظیم الشان حصہ کسی شاہی محل کا تہا جو اپنے زمانہ اپنی آرایش اور زیب وزینت میں تمام ملک میں لاثانی تہا - مشہور ہے کہ اہل نینوی کی عمارتیں زیادہ تر سنگ رخام اور اس قسم کی پتہروں کی تہیں جو بہ نسبت زمانہ حال سنگہائے تعمیرات کی نہایت زیادہ کرخت اور بمقابلہ صنعت حال کے ایک نہایت ہی اعلے درجہ کی صناعی کا نمونہ تہے -

راکا مندر اور اوسس کی خانقاہ جنبک بعل کا تبخانہ بابل میں نہیں تعمیر ہوا تہا اپنی خوبی تعمیر کے اعتبار سے روے زمین پر بے عدیل و نظیر سمجہا جاتا تہا - اور اسکی تیاری میں سلطنت کی طرف سے جو لاگت صرف ہوی تہی اسکا اندازہ صرف اسی سے ہو سکتا تہا کہ ہر روز پچاسہزار مزدوران دونو تعمیروں میں کام کرتی تہی جنکی روکہی سوکہی روٹی میں پچاسہزار کین (ایک قسم کا پیمانہ) آٹا صرف ہوجاتا تہا۔

باشندگان نینوا کے بت اور انکا طریقہ پرستش

اسمیں شک نہیں ہے کہ تمام نینوا کے رہنے والے بت پرست تہے اور وہ خداے وحدہ لاشریک اور واجب الوجود حقیقی کے وجود کے قطعی منکر تہے باوجودیکہ انمیں ایک بہت بڑی جماعت ایسے اشخاص کی تہی جو حکما کے لقب کی سزاوار تہی کیونکہ اونہوں نے بہت سے اسرار تاثیرات اشیا کے ایسے دریافت کرلیے تہے جو سواے نہایت درجہ ذی علم ارباب تحقیق کے دوسروں سے تقریباً ناممکن تہے علوم ذہنی میں بہی انکو نہایت اعلے درجہ کی مہارت تہی اور نظریات کے سمجہنے اور سمجہانے میں ایسی دستگاہ رکہتے تہے

که دور و دراز سے شایقین علم انکے پاس درس و تدریس کے واسطے جاتی تہی - علم اشراق
جسکی بہت سی شاخین اسوقت بہی دنیا کی اکثر حصجات میں بطور علم شایع ہاین بیان ہے کہ
انکی خاص ایجاد ہے گو بہت سے مورخین نے اسبابت اختلاف کیا ہے - ایسے علم و دانش
اور ایسے ذہن و ذکا اور قوائے انتقال ذہنی کی موجودگی پر وہ اُس سرچشمہ سے بالکل بیخبر
بلکہ اسکی قطعی منکر تہے اور اسکا مضحکہ اُڑاتے تہے جو ایک واجب الوجود خدائے نامرئی
قادر مطلق کے فیضان سے جاری ہوا تہا یعنے مذہب حق سے اُنکو دشمنی ہوگئی تہی اور جسقدر
اِس بابت اُنکو سرگرمی تہی وہ سراسر کفر اور الحاد اور زندقہ سے بہری ہوی تہی - وہ بیشمار
دیوتاؤنکی پرستش کرتے تہے اور اِن پتہروں اور لکڑی کے بیحس اور بے جان ٹکڑونکو معبود
اور الہ سمجھتے تہے جو خود اپنی نقل و حرکت اور ساخت کے محتاج ہیں وہ نہایت تہ دل سے
خبیث ارواح اور بیشمار ستاروں اور قسم قسم کے درختوں اور گہونگہوں اور انڈے کی
چہلکوں کو قابل پرستش یقین کرتے تہے اور اُنکو اپنی حاجات و مشکلات کا ادا کرنے والی جانتے تہے
انکی منتیں مانتے اور انکے آگے نذر بہیٹ چڑہاتے اور انکی فرضی عظمت اور جلال اور خیالی
فائدہ رسانی اور قوت کی بہجن گاتے تہے لیکن ایک صرف اُس خدا کی پرستش سے اُنکو انکار
تہا جو درحقیقت الہ تحقیقی اور خالق عالم اور قادر علی الاطلاق ہے اور جسکی قدرت اور مبدء
فیضان رحمت نے تمام مخلوق کو عالم نیستی سے طرفۃ العین مین ظاہر و آشکارا کردیا - اور نہ صرف
ایسے خدائے حقیقی کے وجود کی وہ لوگ منکر ہی تہی بلکہ بوجہہ انبیاء بنی اسرائیل کے متواتر
اصرار و کوششونکی کہ اس خدائے حقیقی کی نام اور کاروبار قدرت کی قدر ان لوگونکی نگاہ میں پیدا ہو باشندگان شہر نینوا
اس رحیم و کریم خدا کے نام کے دشمن ہو گئے تہے اور یہانتک اِس عداوت اور عناد کو اشتداد ہو گیا تہا کہ مذہب حق
کے جسقدر مقلدین انکی قابو اور اختیار میں آجاتے تہے انکو ایسے شدید اور ہولناک ایذائین پہنچاتی تہی جسے ایک تاریک سی باریک
خلقت انسانی بہی گوارا نہیں کرسکتی ہے - ہر گلی کوچے میں راکی پرستش علانیہ ہوتی تہی
جسکا بت اکثر لکڑی کو تراش کر بنایا جاتا تہا اور اِسکے علاوہ اور بہی بعض مورتین انکے مندروں
مین اِس قسم کی رکہی رہتی تہین جنکی عظمت و قوت الوہیت کے یہ کافر لوگ تہ دل سی معتقد
تہے اور ہمیشہ اس تلاش میں بہی رہتے تہے کہ سوائے اِن دیوتاؤں کے کوئی اور بہی دیوتا
ایسا ہے جسکی مورت تراش کر پرستش کرنے سے انکے معبودوں کی تعداد میں ترقی ہو جاتے
یہ ایک عجیب حیرتناک غلطی اِس گروہ نابکار کی تہی کہ اپنی فطرت کے خلاف اسبات پر ہمیشہ

سرگرم رہتے تھے کہ بطور شوق اور تفریح ایسے معبودوں کی تعداد دریافت کریں جو اپنی قوت مجموعی سے کسی دوسرے شخص کی دیوتاؤں کی قوت پر غالب آجائیں اور اس سے یہہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ باشندگان نینوا سراسر ادہام مجسم تھے اور مادہ پرستی اور ضعیف الاعتقادی میں اپنا عدیل ونظیر نہیں رکھتے تھے۔

اہل نینوا کی طرز معاشرت اور انکی علمی ترقیات

اگرچہ ساکنین بابل وکالدیا کی طرز معاشرت نے دنیائی تہذیب میں زمانہ قدیم میں ایک عجیب انقلاب ہر قسم کے اصول زندگی میں پیدا کر دیا تھا اور یہ بھی ضرور ہے کہ انکی طرز معاشرت سے اس قسم کے نتیجے پیدا ہوئے تھے جنکی قدیم طریقہ زندگانی میں بہت کچھ اصلاح ہوگئی تھی لیکن اس بات کے یقین کرنے میں ذرا بھی شبہ نہیں ہوسکتا کہ یہہ جسقدر تمدنی حالت کی عمدگی اور علمی ترقیات اور مختلف فنون اور صنایع وبدایع اور تہذیب کے اصول تھے وہ سراسر اہل نینوا کے قایم کیئے ہوئے بلکہ ایجاد کیئے ہوئے تھے اور ایک مسلسل تحقیق مضامین تواریخ سے یہہ امر بخوبی ثابت ومنکشف ہے کہ دنیا میں تہذیب کی اشاعت اور تمدنی معاملات کی ترویج صرف اہل نینوا کی ذات سے شروع ہوی اور یہی وہ لوگ تھے جو نہایت تاریک ایام قدیم میں ایک عجیب وغریب طریقہ زندگی انسان میں سہولت سے انجام پاجانیکا اصول قایم کرچکے تھے انہوں نے ہر قسم کی رسم ورواج جو مختلف مذہبی تیوہاروں میں کفار کے یہاں ضروری سمجھی جاتی تھی علاوہ اصل اصول مذہب کے اس غرض سے کہ دایرہ مذہب میں ایک مستحکم وسعت ہوجاے جاری کردی تھی اور گویا یہہ امر یقینی ہے کہ مختلف زبانوں میں مذہب میں علاوہ قطعی ارکان کے جسقدر زیادہ اسمیں انجام دیجاتی ہیں انکے سلسلہ اور ضرورت کو اہل نینوا نے اپنی حماقت اور مادہ پرستی کے جوش میں تمام دنیا میں پھیلا دینے کے واسطے سرگرمی ظاہر کی تھی۔ اور وہ ہمیشہ اور ہر روز ایسے طریقہ ایجاد کرتے رہتے تھے جن سے انکا باطن بھی اپنی اہلیت کی نظر سے عجیب وغریب پلٹے کھاتا رہتا تھا۔

شادی وغمی اور اسکے علاوہ بہت سے ایسے عجیب وغریب تقریبیں انہوں نے اپنی زندگی کے واسطے ضروری سمجھ لی تھیں جن سے کوئی وقت کسی نہ کسی رسم کے ادا کرنے سے انکے لیئے خالی نہ تھا۔ وہ نجوم کی تاثیر کے قابل تھی اور سفر وسیاحت میں اسکے نتایج پر پورا پورا

عمل کرنے میں اپنی قطعی فلاح سمجھتے تھے اہل نینوا کے اطفال کے پیدا ہونے سے انکے پیوند زمین ہونے تک ایک عجیب رسموں کا دریا فطرت انسانی پر لہریں مارتا ہوا نظر آتا ہے جسمیں ایک بہت بڑا گروہ بالکل ڈوبا ہوا تہا اور بعض صرف اسقدر فارغ رہتے تھے کہ دنیا کی ضروری یا منصبی کاروبار میں کوئی شکل روبکار نہو۔

شادی کی رسمیں عموماً ایک ہی طرف کی تہیں تاہم خاندان شاہی کے واسطے انمیں سے بہت سی باتیں ایسی خاص تہیں جو وقت پر اِسکو کمال سرگرمی سے ادا کرنی پڑتی تہیں اور جنکی ضرورت ایسی لازمی سمجھی گئی تہی کہ اگر اِن تقریبوں میں کوئی معمولی رسم بہی پوری نہوتی تہی تو وہ بدشگونی سمجھی جاتی تہی۔ غمی کی تقریبات میں شاہی خاندان کی طرف سے بہت بڑا اہتمام ہوتا تہا اور ہر ایک شخص جو ذرا بہی خاندان شاہی کا ممبر سمجھا جاتا تہا مدتوں تک اُسکا ماتم رکھا جاتا تہا اور بہت سی وہ رسمیں جو اکثر دور دست دیار مشرق میں اسموقع پر ادا کیجاتی ہیں وہ اِس زمانہ میں بہی کسی قدر اختلاف کے ساتھہ پوری کیجاتی تہیں گویا جسقدر ایسی رسمیں اسوقت تک اِن مقامات میں ابتک موجود ہیں وہ دراصل اہل نینوا ہے ہی کی ایجاد تہیں جنہیں اہل کالدیا نے بہی بلا اختلاف اپنے یہاں شایع کرنا ضروری سمجھ لیا تہا اور اِسکے ساتھہ ہی تمام ایشیا کی بت پرست اقوام میں اُنکو درجہ قبولیت حاصل ہوگیا تہا۔

اہل نینوا عام طور سے سیاحت کو بہت کم پسند کرتے تھے تاہم تجارتی ترقی کی طرف انکا خیال از حد رجوع اور انکے تاجروں کے کارواں تمام عراق اور شام اور ہندوستان کی سرسبز اور متمدن اقطاع میں آمد و رفت رکھتے تھے اور اطراف عالم میں کوئی جگہ ایسی نہ تہی کہ جہاں دو ایک اہل نینوا بطریق تجارت نہ پہونچے ہوں اور اُنہوں نے اپنی تہذیب اور عجیب و غریب طریقہ مذہب سے وہاں کے باشندوں کو آگاہ نہ کردیا ہو۔ گو اسبابت بہت شک کیا جاسکتا ہے کہ ایسے مقامات جہاں نینوے کے تاجر بنظر تجارت آمد و رفت رکہتے تھے انمیں تہذیب اسدرجہ پر پہونچی ہوی تہی کہ وہ اِن اصول زندگانی کو جنہیں اہل نینوا نے بڑی سرگرمی سے اختیار کیا تہا قبول کرسکیں یہ لوگ ہندوستان سے گذر کر چین کے اندرون ملک تک پہنچ جاتے تھے اور گو اِس بابت کوئی قطعی ثبوت تاریخ سے نہیں ملتا ہے لیکن بعض قراین حالیہ اِس قسم کے پائے جاتے ہیں جنسے یہ امر بخوبی دریافت ہوتا ہے کہ اہل نینوا کے تاجران مقامات میں سلسلہ کے طور پر اپنے ملک کے اشیا کا تبادلہ کرتے رہتے تھے

اور اِس طریقہ سے جسقدر نفع انکو حاصل ہوتا تہا وہ بہی ملکی سرسبزی کی ایک نہایت قابل اطمینان شاخ اور حصہ سمجہا جا سکتا ہے۔ قالین اور مشک اور شترمرغ کے پر اور سونا اور چاندی اور جواہرات اور ہر قسم کی نہایت خوشنما بنی ہوی کانسی کے برتن اور گہوڑے انکے خاص تجارتی اشیا میں داخل تہے۔ لیکن با این ہمہ ترقی تجارت یہہ حالت صرف ایک خاص گروہ کی تہی عام طور سے تجارت کا پیمانہ نہایت ناقدری کے ساتہہ اندازہ کیا جاتا تہا اور باشندگان ملک زیادہ تر فوجی زندگی یا علمی تحصیل میں اپنا وقت صرف کرتے تہے۔ سنگتراشی میں انکی نادرستی اور نادر الکمالی کا ثبوت اِس بات سے ظاہر ہے کہ اُنہوں نے ایسی ایسی صناعیاں در و دیوار نینوا میں جو بالکل پتہر کی تہین دکہائی تہیں جنہیں اہل کالدیا ہی جو بعد کو فن سنگتراشی میں ایک قسم کے موجد سمجہے جاتے تہے نہایت تعجب اور حیرت کی نظر سے دیکہتے تہے انکی قیدیوں کی حالت نہایت عبرتناک اور از حد ظالمانہ تہی اور یہی حال اہل نینوا کی کنیز اور غلاموں کا تہا۔ انکو کوئی بہی انسانی حق حاصل نہیں تہا اور بالکل جانوروں کی مثل انکے ساتہہ برتاؤ ہوتا تہا۔ زیادہ تر غلامی کی مصیبت میں بنی اسرائیل مبتلا تہے جو اہل نینوا کی ہر ذلیل سی ذلیل خدمت بہی انجام دینے کے واسطے مستعد رکہی جاتی تہی۔

یہہ غلام اور لونڈیاں گہر کی بیجان اشیا کی طرح سمجہی جاتی تہیں اور انکے خون اور جان کی کوئی بہی پرسش حاکم وقت کی طرف سے نہیں تہی۔ اور سب سے زیادہ ایک خرابی یہ تہی کہ اگر غلام کسی اعلے سے اعلے خاندان کا کیوں نہو اور اُس سے کیسی ہی عمدہ خدمت اپنے مالک کی ظہور پذیر کیوں نہو وہ اسیر بہی ایک ایسے جانور کے مانند سمجہا جاتا تہا جو گہوڑوں اور گائے بیلوں میں اپنی خوبصورتی یا محنت یا کسی اور وجہہ سے مالک کی نگاہ میں کوئی خاص درجہ قایم کر لیتا ہے۔ قانون ملکی عام حالت میں عجیب طرح کا تہا جسطرح ایک چور اپنے جرم کے باعث قطعًا قابل قتل سمجہا جاتا تہا اسی کی مثل ایک ایسا شخص بہی واجب القتل قرار دیا جاتا تہا جو بنی اسرائیل کو کسی ایسی خدمت پر مقرر کر دینے کا ساعی ہو جسکو خاص وہاں کے باشندوں سے تہوڑی سی بہی مساوات حاصل ہو سکتی ہو۔ مالگذاری کے حقوق کچہہ عجیب طرح کی تہی رعایا کو اپنے رفاہ اور فلاح کے واسطے کاشتکاری سے صرف اِسقدر حصہ ملتا تہا جس سے وہ اپنی احتیاج ضرورتیں پوری کر سکے اور اسکے ساتہہ ہی تمام غلہ سرکاری محفوظ مکانات مین بہر دیا جاتا تہا جسکا ایک مطلب یہہ بہی تہا کہ ملکی حفاظت کی غرض سے ایسا انتظام

ضروری ہے کہ دشمن کی حملہ آوری اور غلبہ کے وقت اہل شہر کو اِس غلہ کی موجودگی سے آسرا ہو فوجی حالت بہ نسبت دیگر انتظام ملک کے ایک زمانہ تک باشندگان نینوا کی بہت کچھ قابل اطمینان رہی ہے اور اِسمیں شک نہیں کہ آلات کی عمدگی اور آدمیوں کی کثرت پر جو بدل خدمات فوجی میں شریک ہوتے تھے نینوا کا بادشاہ بالکل اپنی غفلت اور زناکاری اور ظلم اور بُت پرستی کے آیندہ نتایج سے غافل ہوگیا تہا۔

یہہ ضرور ہے کہ اگرچہ اِس قطعہ ملک کے اطراف وجوانب کی سلطنتین اور حکومتین اپنی حالت کو ایک عمدہ پیمانہ انتظام پر لاچکی تہین اور انمیں فوجی ترقی بہی ایک درجہ تک موجود تہی تاہم جیسی بااصول فوج اور اعلے درجہ کے سپاہی اور افسر نینوا کے بادشاہ کے ساتہہ تہے وہ کسی حکومت مین نہیں اور اِسی باعث جسطرف اِس ملک کے ایک چہوٹے سردار نے بہی کوئی ارادہ تسخیر کا کیا تو اُسکو نہایت آسان طور پر فتح کرلیا۔ انکی اسلحہ تلوار اور تیر اور نیزہ اور تبر تہے جنکی خوبی اور عمدگی بطور نظیر دوسرے ملکوں میں بیان کیجاتی تہی اور بعض مورخین کا بیان ہے کہ بیش قبض جو نہایت ہی تنگ وقت میں ایک سپاہی کی جان بچاسکتا تہا یہہ اُسی ملک کی ایجاد ہے۔

اکثر مورخین لکہتے ہین کہ تیراندازی کا ہنر اہل نینوا ہی نے ایجاد کیا ہے اور گو یہہ تحقیق مشتبہ ہو مگر بعض تاریخین اسبات کی شاہد ہیں کہ اہل نینوا اپنے زمانہ میں فن تیراندازی میں اپنا عدیل و نظیر نہیں رکہتے تہے اور اِس فن سپہگری کو اور تمام فوجی امور ایک طرحکا امتیاز اور درجہ حاصل تہا۔ یہ ضرور تہا کہ شمشیرزنی میں کامل مہارت کے بعد ہر ایک باشندہ شہر تیراندازی کے فن مین کمال حاصل کرے اور کم سے کم اِسقدر تو بالضرور اِسکو مشق کرنی پڑتی تہی کہ ضرورت کے وقت اپنے اہل ملک کی مدد کرسکے اسبات کے دریافت کرنیسے کمال حیرت ہوتی ہے کہ جسطرح شاہان عجم اپنے فوجی اشخاص کو فن تیراندازی میں کامل ماہر کردینا چاہتے تہے اِس سے زیادہ اہل نینوا کی مصروفیت کا پتہ اِس فن کی بابت اکثر کتب تواریخ سے ملتا ہے۔

عام جرائم کی سزائین اگرچہ معمولی تہیں لیکن بعض سزائین اِسقدر سخت اور ہیبتناک دیجاتی تہیں کہ جنکے خیال کرنے سے بدن پر رونگٹے کہڑے ہوجاتے ہیں عام طور سے زانی کو اگرچہ کوئی سزا نہیں دیجاتی تہی لیکن اگر کوئی عورت اعلے خاندان کی کسی شخص کے ساتہہ

ناجائز تعلق پیدا کرکے فرار ہوجائے تو اُسکو مع اُسکے آشنا کے قتل کی سزا دیجاتی تھی اور بعض جرائم میں زندہ مجرم کی کہال اُتار لیجاتی تہی اور دربار شاہی میں ذرا ذرا سے قصور و نیز آنکھیں نکلوا لینا تو ایک معمولی بات تہی - آرے سے کسی انسان کو دو ٹکڑے کرنا عام عبرت کے واسطے پسندیدہ طریقہ انتظام میں داخل کہا گیا تہا اور سلطنت سے بغاوت یا سرکشی کے جرم کی سزا نہایت ہی سخت تہی ایسا مجرم ایک ایسے چکی مین رکہکر مصالحہ کی طرح پیس دیا جاتا تہا جو انسانی آخری زندگی کے اختتام کے واسطے اہل نینوا میں کمی جرایم کے واسطے ایک خاص ایجاد قرار دی گئی تہی-

جسوقت کوئی قریہ یا قصبہ سلطنت سے باغی ہو جاتا تہا تو اِسکے تادیب اور گوشمالی بیحد سختی سے کیجاتی تہی اور جہانتک ممکن ہوتا شاہی فوج تمام تر وہان کے باشندوں کو تہ تیغ کر دیتے تہے اور وہاں کی عمارتوں کو کہود کر خاک میں ملا دیتے تہے - اہل نینوا بہت بڑے تفریح دوست تہے اُنہوں نے اپنی دلچسپی کے واسطے طرح طرح کے شغل ایجاد کرلیئے تہے اور زیادہ تر اُنکا وقت عجیب اور خوش رنگ باجوں کے بجانے میں صرف ہوتا تہا علاوہ جنگ وغیرہ کے چند خاص باجے اُنہوں نے اپنے طور سے ایجاد کیئے تہے جنکا نشان بیشمار صدیوں کے گذر جانے سے اِسوقت صفحہ روزگار پر نہین ملتا ہے - شہر کے اندر بہت سے ایسے مقامات بنے ہوے تہے جنمیں عام باشندگان نینوا ہر روز جاکر مختلف قسم کی فوجی مشق اور کہیل خاص اوقات میں کہیلا کرتے تہے - خود بادشاہ اور تمام شاہزادے اور امرا فن چوگان بازی کے مانند ایک نہایت ورزشی شغل مین اکثر اوقات مصروف رہتے تہے گہوڑے کی سواری عام تہی اور بعض طبقہ کے اشخاص گدہے کی سواری کو گہوڑے پر ترجیح دیتے تہے نیز اکثر تاریخوں سے ثابت ہے کہ امرائے نینوا کو سانڈوں کی لڑائی دیکہنے کا ازحد شوق تہا اور اِسکے واسطے مہینوں پیشتر سے بڑے بڑے اہتمام اور سامان کیئے جاتے تہے اور جس حریف کی فتح اِس معرکہ میں ہوتی تہی اُسکو بہت کچھ انعام اکرام امرائے شہر دیتے تہے شہر کے اندر بڑے بڑے شوارع اور سڑکین تعمیر تہین جنپر دونو طرف سایہ دار اور بامیوہ درخت لگائے تہے جنکا سلسلہ شہر میں ساٹھہ میل کے دور سے کم نہ تہا اور اِن سڑکوں کے ساتھہ نہایت آبدار پانی کی نہریں دوڑائی گئی تہیں جو گرمی تمازت رسیدہ مسافروں کو نہایت اطمینان قلب پہونچاکر سیراب کرتی تہیں اور اسکے علاوہ دہوپ میں گرمائے ہوے

مویشی اِن نہروں سے ہمیشہ تر و تازہ رہتی تہو -
اِن شہروں اور نہروں کی حالت پر غور کرنے سے نہایت حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح ایسے وسیع اور فراخ تعمیرات کا کام جنمین بے نظیر کاریگری صرف ہوئی تہی اِس زمانہ میں انجام پذیر ہوگئی تہی جبکہ موجودہ زمانہ کی طرح علمی آلات تعمیر کا وجود بہی نتہا - دہوپ کا رنگ بدلنے یا زوال آفتاب کے وقت سے بے انتہا شایقین اور اہل تفریح کا ہجوم ہوتا تہا جنمیں مردونکی عوض عورتین بہت زیادہ ہوتی تہیں اور جنکو حسب قانون ملک ایک خاص درجہ تک آزادی حاصل تہی تاہم بعض اوقات میں اِنکی آزادی اسقدر بڑہجاتی تہی کہ اِن نہروں کے کنارے اندہیری راتوں میں ایسی ایسی بدکرداریاں ہوتی تہیں کہ گویا تمام روے زمین کی بدافعالی نے اِس قطعہ شہر کو اپنے واسطے منتخب کر لیا تہا بیحیائی اور بے شرمی اِن معاملات میں عام تہی جو ایسی زندگی سے تعلق رکہتی تہیں جسکی ابتدا اور خاتمہ صرف نفس پرستی اور شراب نوشی پر ہوتی تہی اور جنکے نتائج اکثر اوقات ایک وسیع سلسلہ نسل انسانی کو تلف کر دیتے تہے - خود خاندان شاہی اور تمام امرا کی عورتین اِس بلامین مبتلا تہیں - ایک جام شراب پر زناکاری میں کامیابی حاصل کر لینا اِس زمانہ مین کچہہ بہی مشکل نہین تہا - اکثر مورخین لکہتے ہیں کہ عورتوں اور مردوں کے لباس میں جسقدر فرق تہا وہ صرف ٹوپی سے تمیز ہوسکتا تہا کہ نینوا کے باشندوں میں مردونکی ٹوپیان مخروطی ہوتی تہیں اور عورتوں کی ٹوپیان بالکل سر پر منڈہی ہوئی معلوم ہوتی تہیں تاہم عورتوں کو اپنے لباس میں طرح طرح کی اختراع اور ایجادوں کی جانب بڑی توجہہ تہی جس سے ایک عجیب دلفریبی پیدا ہو جاتی تہی - روزانہ گہر کے کاروبار مین عورتین اور مرد اکثر دونو شریک ہوتے تہے اور عورتونکو جسقدر آزادی اپنے معاملات خانگی میں تہی اِسکی وجہہ صرف یہی تہی کہ وہ گہر کے تمام کاروبار مرد کی نسبت بہت زیادہ انجام دیتی تہیں -
یہہ امر بہی اکثر تاریخوں سے ثابت ہے کہ باشندگان نینوا بہ نسبت کاشتکاری کی صنعت اور تحصیل علوم کو زیادہ پسند کرتے تہے اور اسکی تصدیق اسبات سے بخوبی ظاہر ہوتی ہے کہ سوائے ایک خاص گروہ کے جو فلاحین مصر کے مانند صرف کاروبار زراعت میں مصروف رہتا تہا اور اکثر طبقہ کے اشخاص کے متعلق اِس قسم کے آثار قدیمہ کی موجودگی بیان کیجاتی ہے جو انکی عالی ذہنی اور قوت متفکرہ اور نہایت حدت فہم پر دلیل واضح ہے -

فن تعمیرات میں انکو اس زمانہ میں جیسے اعلے درجہ کی دستگاہ حاصل تہی وہ انکے ان صنایع
سے ظاہر ہے جنکی بابت تمام تواریخ قدیمہ نہایت اعلان کے ساتھہ شہادت دے رہی
ہیں۔علوم متداولہ میں سے اکثر علوم یہاں کے لوگوں کی خاص ایجاد ونمیں سے یقین
کیئے جاسکتے ہیں اور چند ذرایع تحقیق سے یہہ امر بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ انہیں اُسی زمانہ
میں سلسلہ تصنیف جاری ہوچکا تہا اور بہت سی کتابیں مختلف علوم مین انکی زبان مین تصنیف
ہوچکی تہیں۔جنکی بابت بیان ہے کہ وہ خط ظاہری میں تانبے اور لوہے کے پتروں پر
لکھی گئی تہیں۔اور گو کاغذ کا وجود اسوقت میں مشتبہ ہو اور قلم دوات زمانہ حال کی طرح
ایسے نہایت ہی قدیم زمانہ مین سہولت انسانی کی غرض سے نہ ایجاد ہوی ہون لیکن اس
بات کے خیال کرنے سے ایک محقق مورخ کو کمال حیرت ہوتی ہے کہ اہل نینوا اپنے ہر
قسم کے خیالات اظہار اور اُنکے اظہار کی حفاظت کیسے عجیب ذریعوں سے کرتے تہے
اُنہوں نے علامات اور نشانات ہر قسم کے خیالوں کے متعلق باہم قرار دے لیے تہے جو
رفتہ رفتہ اسدرجہ پر پہنچی کہ مقامات دور دست مین انسانی ضروریات کے لیئے ایک
عجیب طریقہ سے سہولت کا سلسلہ قایم ہوگیا تہا۔انکی رسم الخط پر غور کرنے سے یہہ
امر دریافت ہوتا ہے کہ اسنے پہلے کوئی ذریعہ اظہار خیالات کا انسانی طبقات
عام میں نہیں جاری تہا۔کیونکہ جہانتک خیال کیا جاتا ہے یہہ ذریعہ جس سے
اپنے خیالات کا اظہار ایک شخص دوسرے شخص پر باشندگان نینوا میں
سے کرتا تہا تو وہ بالکل ان رواسم خطوط سے جداگانہ ہیں جو انکے بعد بتدریج گروہ
انسانی میں ایجاد اور رایج ہوتے رہے وہ جسوقت کسی خیال کو ظاہر کرتے تہے تو اسکی اکثر
غالب اجزا کی تصویریں بنا دیتے تہے جو رموزات ذہنی تصور کیئے جاسکتے ہیں اور
جنکے سمجھنے میں اگرچہ ابتدا کوئی دقت واقع ہوتی ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ بتدریج
اس طریقہ اظہار خیالات کو بڑی ترقی ہوتی رہی اور جو عرصہ دراز تک اپنی تکمیل پر پہنچتی رہی
یہ امر نہایت حیرتناک ہے کہ کسطرح انکے دل میں یہہ خیال پیدا ہوا کہ اپنے تمام تعلقات
کے لیئے ایسا کوئی ذریعہ ایجاد کریں جو ہماری ضروریات کی آسانی کے واسطے ایک
بہترین واسطہ ہو کیونکہ ایسے حالت کے عدم موجودگی سے انکو یہ کامل یقین ہوگیا تہا کہ
نسل انسانی ایک ایسی صفت کی واقفیت سے محروم ہو جو اسکی نہایت زبردست مشکلات

پر اسکے باشندوں کو ایک نہایت نفرت انگیز فخر و ناز تہا وہ ایسا نیست و نابود کیا گیا کہ اگر اسوقت اسبات کی تحقیقات کیجائے کہ در اصل شہر مذکور کس مقام پر آباد تہے کوئی صیحح نشان اس خیال اور تحقیق کے اطمینان کے واسطے نہیں ملسکتا ہے۔ بہر حال یہہ ایک نہایت ہی عبرتناک حالت اِن دو شہروں کی تہی جکی مثال ہر اعتبار سے اسوقت دنیا میں نہیں ملسکتی ہے اور جسپر غور و فکر کرنے سے ہر ایک اہل بصیرت کو عمدہ سبق حاصل ہوتا ہے۔

اعلان

یہ کتاب حسب قانون وقت رجسٹری ہوگئی ہی اس کے

جملہ حقوق محفوظ ہین کوئی صاحب اسکے چھاپنے کا

یاجو معاملات اسمین بیان ہوے ہین انکو دوسرے قالب

مین لکھنے کا قصد نفرمائین بعوض فائدہ نقصان

نہ اٹھائین جسقدر جلدین مطلوب ہون وہ طلب

فرمائین [illegible] المشاہر سید ظہور الحسن کٹرہ

[illegible] ک دہلی

STEPHENSON VERNACULAR LIBRARY. GOVERNMENT COLLEGE, LAHORE.